U50319 1-12-09

Title - Deewan Zaheer.

Author - Sayyed Zaheer Uddin Hussain Khan Zaheer Dehelvi.

Publisher - Matba Mufeed Aam (Agra).

Date - 1316 - 1330 H

Pages - 328.

Subject - Urdu Shayari - Kulliyaat -e- Dawaween

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

از نتائج افکار جناب مولانا سید محمد ظہیر الدین صاحب المتخلص بہ ظہیر ولد حضرت صلاح الدولہ
مرحوم خان سید جلال الدین حیدر خان مرحوم استاد ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی عرش آرامگاہ

دیوان ظہیر

جلد اول

حسب فرمایش جناب مہاراجہ بھگوان سہائی صاحب بہادر
امرای حیدرآباد دام [illegible]
مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخان [illegible] چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

توحید الٰہی میں جو سرگرم رقم تھا / سجدے میں خمیدہ سر تسلیم قلم تھا

تھا منزل مقصود وہی جو نقش قدم تھا / میرا ہی مگر شوق طلب حجبۂ ستم تھا

ہستی کی اسیری سے غضب ناک میں دم تھا / جب دام سے چھوٹی تو نہ غم تھا نہ الم تھا

اور نہ چو اک جوہر اعلیٰ کا بھرم تھا / یہ نقش حدوث اور وہ اک نور قدم تھا

قطرے کے لیے قہر ہے دریا کی جدائی / ہستی کا تعلق مجھے دار الم تھا

عاشق کو دیا سوز حسینوں کو کرشمے / یہ تیری عنایت وہ ترا لطف و کرم تھا

تھا دور سے دور اور وہ نزدیک سے نزدیک / جب غور سے دیکھا تو بہت فاصلہ کم تھا

کیں بند ادھر سے تو ادھر کھل گئیں آنکھیں / جو پردہ اٹھا چشم سے جلباب حرم تھا

جب آنکھ ہوئی بند کھلا حال کہ میں ہی / اک پرتو انوار تجلائے قدم تھا

حیرت نے عجب ہرزہ خرامی سے بچایا / یہ وہ سرگشتۂ کشمکش دیر و حرم تھا

وہی امی ہے اس کلہ کا جسنے دوش نازک پر
ازل سے بخشش امت کا ہے بار گران باندھا

کہیں کھٹکا نہیں سالک کو ہرگز کوئی جنت تک
وہ تمنے جادۂ حبل المتین دین ہدایان باندھا

نہیں فکر حوادث جسمیں کچھ یا سید عالم
وہ مستحکم حصار حیطۂ امن و امان باندھا

تصور نے ترے روضہ کے چشم حق نگر کھولی
کھلے در ہای جنت جب خیال آستان باندھا

نوا سنجان یثرب کی ترنم ریزیان سنکر
زمین پر بلبلان قدس نے ہے آشیان باندھا

۵۶۳۱۹

ظہیر اوسکا ثنا خوان ہون کہ جس سلطان ذیشان نے
مکان مین جلوہ فرما ہو کے عزم لامکان باندھا

صورتکدۂ دل مین تصور ہے نبی کا
نقاش ہون تصویر رسول عربی کا

یہ کون ہے وہ کون ہے افلاک زمین کیا
ہر جا ہے خدائی مین تری بوالعجبی کا

یہ کیا ہے کہ تجھ سے ترے اجداد کو ہے فخر
دم بھرتے ہین قدسی تری والانسبی کا

سیماے پر انوار ہے صد مشرق خورشید
جلوہ تری انگشت مین ہے ماہ شبی کا

تھا حضرت یوسف سے زلیخا کو تعشق
غوغا ہے ملائک مین تری حق طلبی کا

تھا عالم ارواح مین استاد ازل کون
احسان ہے احسان تری نسبت پہ نبی کا

کس پیار سے لیتا ہے ترا نام مبارک
اللہ ہے شاہد تری شاہد لقبی کا

دیکھا رخ پر نور مین اللہ کا جلوہ
جلوے مین خدائی کی تماشا ہے نبی کا

ای رحمت عالم ترے تکیہ کی بدولت
پایا ہے لقب نخل نے شیرین رطبی کا

کہنے کو تو کہہ جاؤن تجھے احمد بی میم
ڈرتا ہون کہ ہے یہ کلمہ بے ادبی کا

تو قاسم فردوس ہے تو مالک کوثر
کیا خوف ہو محشر کی مجھے تشنہ لبی کا

یان بھی مرا حامی ہے وہان بھی مرا حامی
ہے فکر تجھی کو مری عقبی طلبی کا

نازش ہے ظہیر اوسکی غلامی پہ مجھے بھی
ہے جس سے شرف ہاشمی و مطلبی کا

بیان کیا ہو بشر سے آپکے اوصاف بیحد کا
خدا کے نام سے مشتق ہے نام پاک احمد کا

فروغ روی عالمتاب کن سے کچھہ گذر کر ہے
خدا کے نور مین پایا نشان حسن محمد کا

گنہگارون مین چرچا ہی حضور آتے ہین بخشن
زمین سے آسمان تک غلغلہ ہے آمد آمد کا

گذر گہ ہے تری شاہا ازل کیا ہے ابد کیا ہے
یہ اک ناکا در آمد کا وہ اک ناکا بر آمد کا

کرے کار خدائی بندگی مین کسکی طاقت ہے
خدا کے سامنے کہدون یہ رتبہ ہے محمد کا

خدا کی شان ہے وہ عالم علم الٰہی ہو
پڑھا جسنے دبستان مین نہین اک حرف ابجد کا

مدینہ تک پہونچ جاؤن ظہیر اب یہ تمنا ہے
لگاؤن جا کے آنکھون سے غبار پاک مرقد کا

منقبت

مرا سینہ سفینہ ہے ولای شاہ مردان کا
حریم دل تجلی زار ہے انوار عرفان کا

مجھے تعلیم ہے اوس سے یقین درس وحدت کی
کہ عقل اولین ہے طفل مکتب جس دبستان کا

مرا مشرب محبت ہے نہو الفت تو کافر ہون
تولا رکن اعظم ہے مرے ارکان ایمان کا

صداقت کی یہی بس ہے ید اللہ فوق ایدیہم
قوی تر ہے قوی دستون مین بازو دست یزدان کا

سمجھا مین ترے رتبہ کو پر اتنا سمجھتا ہون
امام انس و جان بازو نبی کا شیر یزدان کا

علی کی در پہ جو پہونچا خدا کے پاس جا پہونچا
تقرب دست یزدان کا ہی قرب خاص یزدان کا

ظہیر ہیچمدان ہون غلام خاص مولا ہون
ترنم سنج ہے حسان مرے اشعار دیوان کا

دل مرا مسکن ولای مرتضےٰ کا ہوگیا
اس شبستان مین گذر شیر خدا کا ہوگیا

سر پہ سایہ دامن مشکل کشا کا ہوگیا
آسرا یہ دست کو دست خدا کا ہوگیا

لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار
خوب شہرہ ذوالفقار مرتضےٰ کا ہوگیا

تیغ دشمن پر چلی کاٹے پر روح الامین
رعب حق بازوے خیبر کشا کا ہوگیا

مرگ ہویا ہو ولادت جو ہوا پنے گھر مین ہو
مولد و مشہد تمہارا گھر خدا کا ہوگیا

تو ہی بیشک دست حق اور دست حق مین کائنات
مالک و مختار تو ہر دوسرا کا ہوگیا

یا علی منہہ سے کہا اور مشکلین آسان ہوئین
نام ہی مشکلکشا مشکلکشا کا ہوگیا

واہ وا کیا کوی عرفان کی نکالی راہ راست
اک جہان دنبال داوس پیشوا کا ہوگیا

عقد مین دختر نبی نے دی خدا نے تیغ دی
مرتبہ کیا کیا علی مرتضےٰ کا ہوگیا

[illegible]نے کیسا نور کو پیوند بخشا نور سے
فخر آدم خویش فخر انبیا کا ہوگیا

ای ظہیر اوسکے دو عالم مین رہین کیون کام بند
جو غلام باصفا مشکلکشا کا ہوگیا

[illegible]ی اور تعلق خاطر بیدادوسامانکا
شہید تیغ احسان ہون نوع آشنای مہمانکا

[illegible]ے رکھہ لیا پردہ ہماری دین و ایمانکا
کہ ہمسے پھر گیا دل اوس بت برگشتہ مژگانکا

[illegible]ے جادہ جادہ رشتہ الفت بیابانکا
سر ہر خار سے اوسجھا ہی اک اک تار دامان کا

[illegible]کرشمہ ہے اوسی برگشتہ مژگان کا
کہ دل پیر حرم سے پھر گیا گبر و مسلمان کا

[illegible]دیتا ہے ہر ہ گر کھٹکنا دلمین پیکانکا
یہ تیر بازگشتی ہے اوسی برگشتہ مژگان کا

[illegible]نگہی دلکی حقیقت پردہ داری نے
تحیر عکس طلعت ہے شگفتہای نہان کا

[illegible]تشنے مین شوخی ہے مزاج لاابالی کی
مری خاطر مین عالم ہے تری زلف پریشان کا

پڑا ہے دستِ دعا جتنا یہ کافر دور کھنچتا ہے
فلک بھی کوئی گوشہ ہے تمہارے دور دامان کا

لبِ جانبخش پر جھوٹے مسیحائی کے دعوے ہیں
کہ تیرے دم نکلتا ہے مریضِ دردِ ہجران کا

مری ماتمکدہ میں نور ظلمت سب آیا ہے
سویدا ہی شبِ غم ہے سپیدہ صبحِ ہجران کا

نگاہِ لطف کہتی ہے کہ دل ہے غیر کی جانب
کنایہ ہم سمجھتے ہیں اشارہ تمہاری مژگان کا

غضب کی تفرقہ ڈالی تمہاری چشمِ فتان نے
مسلمان دشمنِ کافر ہوا اور کافر مسلمان کا

نہ اوٹھو وصلِ دشمن میں نقاب اپنے ہی روشن کو
کہ پردہ ہے یہ عاشق کی شبِ تاریکِ ہجران کا

ہمارے ساتھ کیا وحشت سے بھی ناصح قید ہوتی ہے
رکا ہے بند زندان سے کہیں جوشِ بیابان کا

اسیری حضرتِ یوسف کو خوشتر تھی عزیزی سے
نگہبان دیدۂ یعقوب تھا اطراف زندان کا

رہے ہے پیشِ نظر یوسف حجابِ چاہِ زندان میں
جہان چشمِ زلیخا ہے وہیں روزن ہے زندان کا

سلیقہ شرط ہے ہر کام کو بیداد آسان ہے
کبھی آنسو بھی پونچھا ہے کسی کی چشمِ گریان کا

تمہاری سادہ لوحی کا کوئی کافر ہی منکر ہو
اگر چل جائے دشمن پر کرشمہ چشمِ فتان کا

مہی دستِ گریبان کو ٹھکانے سے لگاتا تھا
وہ کچھ کچھ سرمگین ہو کر چھڑانا مجھ سے دامان کا

اگر منظور ہے ناصح جنون کی چارہ فرمائی
ہمارے پیرہن میں ٹانک دے دامن بیابان کا

اگر ہے پاس نخوت کچھ بھلا دے یاد دشمن بھی
تغافل رسمِ دل ہے کتنا [illegible]

اونہیں اغیار کو اپنی وفاداری جتانی تھی
وگرنہ پوچھنا کیا تھا مریضِ دردِ ہجران کا

قدم رکھتے کہیں ہو اور کہیں پڑتی ہیں مستی میں
تمہارا ایسا ہی کچھ کچھ حال ہے ہمارے ہجران کا

قلم اوٹھتا نہیں دل کی حقیقت کیا لکھوں قاصد
مرے خط کے عوض لیجا کوئی پرزہ گریبان کا

ظہیرِ خستہ و آفت رسیدہ بس غنیمت ہے
چراغِ صبحگاہی ہے کسی بزمِ سخندان کا

غضب ہے حمت سے دل توڑا ہے واعظ سنگساروں کا
ستمگر صبر تیری جان پر امیدواروں کا

علاج درد بھی ہے درد سر آفت کے ماروں کا
ذرا سا منہ نکل آیا مرے تیمارداروں کا

گذر جنت میں ہے واعظ اگر پرہیزگاروں کا
بھلا دوزخ میں تو ہوگا ٹھکانا تیرہ کاروں کا

کیا ہے محتسب نے رازِ افشا پردہ داروں کا
خدا رکھتا ہے پردہ کیسے کیسے تیرہ کاروں کا

نہ دنیا میں سمائی ہے نہ عقبیٰ تک سمائی ہے
تری در پر ٹھکانا ہے تری آفت کے ماروں کا

زبانِ مدعی تیرِ نگہ کے کام کرتی ہے
کلیجہ چیر کر دیکھو تم اپنے دل فگاروں کا

مرے ہمراز منہ دیکھے کی کہتی ہیں دو جانب کو
گلہ کرنا پڑا دشمن سے مجھکو دوستداروں کا

گرا دینا اٹھا لینا بنا دینا مٹا دینا
فلک پیرو ہے ان کافر نگاہوں کے اشاروں کا

ملایا خاک میں جنکو تو پھر انسے کدورت کیا
مٹا دو دل سے نقشہ خاکساروں کے مزاروں کا

گریگا خود فلک جانِ عدو پر برق بن بنکر
پڑیگا صبر آخر تو کہیں ہم بیقراروں کا

ابھی تک وہ لیے جاتی ہیں مجھسے کج ادائی کی
اشارہ ہے یہ ان ترچھی نگاہوں کے اشاروں کا

ملی ہیں خاک میں کیا کیا مری دل کی تمنائیں
زمینِ شعر دیتی ہے نشان کچھ کچھ مزاروں کا

بھری ہے گردشِ افلاک اسکی چشمِ فتاں میں
پلٹ جانا نگاہوں کا ہے پھر جانا ستاروں کا

ذرا سے لب ہلانے میں تمہارا کیا بگڑتا ہے
کہ اک امید پر ہوتا ہے جینا بے سہاروں کا

نجومِ طالعِ دشمن فلک پر جگمگاتے ہیں
شبِ تاریکِ ہجراں میں کہاں جلوہ ستاروں کا

قیامت کے بھلا وعدے پہ کسکو صبر آتا ہے
بندھا ہی آس ہے دل ٹوٹنا امیدواروں کا

ذرا سی چین ابرو میں ہزاروں ٹکڑے اوڑتی ہیں
حباب آسا ہے نازک شیشۂ دل بے سہاروں کا

ستم دیکھو کہ دل لیکر مکرنا اور یہ کہنا
تمہیں کیوں اعتبار آنے لگا بے اعتباروں کا

تکلف بر طرف اے میکشانِ محفلِ رنگین
ظہیر مردہ دل بھی تھا کبھی تو یار یاروں کا

مہربان مجھ پہ ستمیدن مرا قاتل نہوا
تیغ کا ہاتھہ بھی گردن مین حمائل نہوا

ناوکِ انداز کہ ہر غمزۂ قاتل نہوا
مین ابھی شک سے بسمل ہون کہ بسمل نہوا

چرخ کا ایک ستم داد کے قابل نہوا
کوئی چلتا ہوا فتنہ کبھی شامل نہوا

کچھہ مری قید سے ناصح تجھے حاصل نہوا
نالہ زندان مین بھی پابندِ سلاسل نہوا

دشت گردی کا مزہ قیس کو حاصل نہوا
خاک ہوکر بھی غبارِ پسِ محمل نہوا

کچھہ محبت مین تمہاری مجھے حاصل نہوا
تمسے مین شاد کبھی مجھسے مرا دل نہوا

دیکھتے آپ بھی کس کس کو کہ بسمل نہوا
ہای جس ہاتھہ مین خنجر ہے مرا دل نہوا

لٹ رہی ہے کہین بے صرفہ تجلائی جمال
یہ تو کچھہ کھیل ہوا پردۂ محمل نہوا

عمر بھر بسمل شمشیر تغافل ہی رہا
مین کبھی زینت فتراک کے قابل نہوا

درد بن بن کے رہا دل مین خیال مژگان
اپنے پہلو سے جدا خنجر قاتل نہوا

تھی مگر لطف سے خالی نہ ادائی نگہین
وہ تغافل مین مری حال سے غافل نہوا

نہین ہوتا ہے پس مرگ کسی کا کوئی
درد تک بھی تو برے حال مین شامل نہوا

وہ اوٹھا شور جرس وہ ہوئی آواز رحیل
قافلہ ایک دم آسودۂ منزل نہوا

ڈوبنے کا تو بھلا بحر مین کیا ہو بیان
پنجۂ موج بھی دامن کشِ ساحل نہوا

خاک اوس ہاتھہ سے ہو عقدہ کشائی اپنی
جو تصور سے بھی گردن مین حمائل نہوا

وای قسمت کہ مرا عقدۂ تقدیر بنے
وہ کرشمہ کہ ستم مین ترے شامل نہوا

ہاتھہ ہنگام ستم وہ مرے سر پر کبہو
جو کبھی غیر کی گردن مین حمائل نہوا

شوقِ دیدار طلب چشمِ نظر باز کہان
جلوہ کب رخنہ گر پردۂ محمل نہوا

حیف آتا ہے مجھے چاک جگر پر اپنے
کہ یہ کمبخت ترا پردۂ محمل نہوا

شکر صد شکر کہ دریاے ہلاکت مین ظہیر
ڈوبتے وقت بہی منت کش ساحل نہوا

ہے گرمیِ ہنگامہ تڑپنا مرے دلکا
اک اک کو دکہاتے ہین تماشا مرے دلکا

رہتا تو ہے اوس بزم مین چرچا مرے دلکا
اچہا ہی کہ اچہا ہو نہ سودا مرے دلکا

ہے جوش قلق معرکہ آرا مرے دلکا
ہنگامہ ہے دلبر سے برپا مرے دل کا

کیون دیکہتے ہو تمکو تو ضد ہی مرے دلسے
آئینہ ہے تصویر سراپا مرے دل کا

بیتابی و آزردگی و رنجش بیجا
انداز ہے سب تمنے اوڑایا مرے دلکا

ہے سیر نگاہون مین شبستان عدو کی
کیا مجہسے چہپاتے ہو تماشا مرے دلکا

اک شغلہ ٹہہری ہے تمہین رنجش بیجا
اک کہیل ہوا تمکو ستانا مرے دل کا

جلتا ہون تو شمع سے سلگتا ہون حنا سے
سیکہو مرے دل ہی سے جلانا مرے دلکا

قربان ہون اے عشق تری چارہ گری کے
ہمرنگ گریبان کو بنایا مرے دلکا

کیا کیا مری وحشت نے جہنکائی نہ بیابان
نقشہ مری آنکہون سے دکہایا مرے دلکا

دشمن کی شب وصل مین کیا خاک سحر ہو
پیشام بدانجام ہے سودا مرے دلکا

بیخود ہون تصور مین کسی برق ادا کے
سرمایۂ تسکین ہے تڑپنا مرے دل کا

برباد نہ جائیگی ظہیر اپنی مصیبت
آخر تو کہین صبر پڑیگا مرے دل کا

جبین اور شوق اونکی آستان کا
ارادہ اور ارادہ بہی کہان کا

ہمارے ساتہہ پہرنا آسمان کا
کرشمہ ہے نگاہِ دلستان کا

دہری ہے کیا ابہی صبح شب ہجر
ہنسی ہے کاٹنا کوہِ گران کا

شبِ غم اور ستم ہای شبِ غم
فقط گرنا ہے باقی آسمان کا

یہان یہ دل مین ذوقِ سجدہ تیری
وہان وہ صرفہ سنگِ آستان کا

فنا ہے سب بہار باغِ ہستی
نسیمِ صبح جہو کا ہے خزان کا

ترے پہلو سے دشمن کو اوٹہانا
گرانا ہے زمین پر آسمان کا

ہمارا گھر دلِ صیاد مین ہے
چمن مین باندہتا کیا آشیان کا

انہین پھرتے نہین کچھ دیر لگتی
نگاہین کام کرتی ہین زبان کا

مری واماندگی منزل رسان ہے
سراغِ نقشِ پا ہون کاروان کا

مزہ بیداد کا بہی تمنے کھویا
ابہی سے ذکر کیا تہا امتحان کا

رہے پیغامِ دشمن بدگمانی
عدو ہون آپ اپنے رازدان کا

رہے پابند دل سے دل مین ارمان
قدم منزل نے پکڑا کاروان کا

بنے ای کاش خوابِ بختِ دشمن
بکھرنا گیسوِ عنبر فشان کا

یہ لاغر ہون کہ ہون بہی اور نہین ہون
مرا بہی حال ہے دردِ نہان کا

نظر مین نیند بنکر پھر رہا ہون
نگہبان ہین ہون خوابِ پاسبان کا

نہو گی غیر کی الفت نہ ہوگی
بہروسا ہے دلِ نامہربان کا

اوٹھے دنیا سے ہم ہو کر گرانبار
جہان سے لیجیے سامان جہان کا

بس اب بیطاقتی پر زندگی ہے
گران ہے توڑتا جانِ گران کا

دہرا ہے اوسنے دلپر دستِ دشمن
اثر اولٹا ہے کچھہ اپنے فغان کا

اوٹھا سکتے نہین سر آستان سے
غضب ہے بارِ منت پاسبان کا

مری تقدیر کی نیرنگیان ہین
بدل جانا نگاہِ دلستان کا

عنایت کی تمنا کیا تمنا — گلہ کیا خاطر نامہربان کا

ظہیر آؤ چلو اب میکدے کو
نکالا زہد و تقوے سے ہے کہان کا

خوشی گل کی نہ دھڑکا ہے خزان کا — تماشائی ہون نیرنگ جہان کا
لٹا ہے قافلہ تاب و توان کا — خدا حافظ ہے دل کے کاروان کا
ہمیشہ مورد برق و بلا ہون — مٹے جب گرا الٰہی آشیان کا
اگر پھرتی نگاہ یار پھرتی — کیا کیا جرم ہے ہمنے آسمان کا
دل بیتاب نے وہ بھی مٹایا — کسی کو کچھ جو دھوکا تھا فغان کا
پھرین گر عہد دشمن سے تو جانون — نہین ہے اعتبار انکی زبان کا
ہمارا سوز پنہان سنتے سنتے — کلیجہ پک گیا ہے رازدان کا
نگاہون سے تمہاری گر کے اوٹھنا — بہت مشکل ہے مجھسے ناتوان کا

پھرے دیر و حرم سے ہوکے مایوس
ارادہ ہے ظہیر اب کے کہان کا

شورش افزا ہے ولولہ دل کا — خود حدی خوان ہے قیس محمل کا
رنگ فق ہوگیا ہے قاتل کا — آپ بسمل ہوا ہے بسمل کا
شوق رہبر ہے وادی دل کا — بے نشانی نشان ہے منزل کا
اوٹھ چکے ہین حجاب حائل سب — چشم مجنون ہے پردہ محمل کا
تیر وان ہو چکے ہین ترکش مین — اب سنبھلنا محال ہے دل کا
موج کی جا محیط ہستی مین — اوڑ رہا ہے غبار ساحل کا

ہاے دشمن کی بزم آرائی — دل مرا ہے چراغ محفل کا

نالہ کیون تا بلب نہین آتا — شور ہے کیا مری سلاسل کا

بزم دشمن نظر مین پھرتی ہے — صاف کتنا ہے آئینہ دل کا

ہے جو کچھ کچھ حیا نگاہون مین — رنگ ہے کسکی طبع مائل کا

رہبری کی شکستہ پائی نے — بیٹھہ جانا نشان ہے منزل کا

چشم لیلی مگر کہان سے آئی — ٹکڑے ٹکڑے ہے پردہ محمل کا

نعش اوٹھتی ہے کوئی قاتل سے — اب تماشا ہے رقص بسمل کا

کشتۂ ناز اک زمانہ ہے — تیغ مونہہ دیکھتی ہے قاتل کا

کچھہ تو ہے لطف سے نہین خالی — چھیڑنا شکوہای باطل کا

جس مین اپنے سوا نہ دیکھو گے — وہ ہمارا ہے آئینہ دل کا

تم سے بزم رقیب روشن ہے — کام کیا ہے چراغ محفل کا

مر گیا کیا ظہیر زندان مین
غل نہین نالۂ سلاسل کا

۴

ہوا جو مین ننگ کفر و دین کا ہوا نہ پیوند کیون زمین کا — بڑا ہو یارب دل حزین کا کہ اسنی کہا نہین کہین کا

نہ فکر کچھہ چاک آستین کا نہ وہم کچھہ زلف عنبرین کا — حجاب اک چشم شرمگین کا جواب ہی سب نہین نہین کا

اگرچہ ہی راستی کی صورت کجی کی جانب ہی پر طبیعت — حیا سے آتی ہی یوں بھی الفت نگہ پہ شک ہی عتاب و کین کا

وصال دشمن مین عذر کیا ہی کہ رنگ تیری ہی سے اوڑ گیا ہے — نگہ نگہ سے ٹپک رہا ہی عرق خجالت بھری جبین کا

کہان ہین آنکھون مین اشک خونین تمام دامن ہی جو رنگین — دھری ہین اوسنی کف نگارین پہ تاک ہی دست نازنین کا

ادھر وہ پھر تو اوٹھاو آنکھین اور اوسپہ سکود کہا ذرا آنکھین — بدن کی صورت چرا تو آنکھین فسانہ چھیڑین اگر کہین کا

جو تم مٹاتی نہ آستان سی تو کوئی کہتا نہ کچھہ زبان سے
کہ نقش پا ہی عدو نہین تہا نشان سجدہ مری جبین کا

ادا ادا مین جو کرشمہ ہین حسین و دلکشی خوبیان ہین
جو طبع نازک مین شوخیان ہین اٹہی ہین نہ حساب آفتین کا

ابہی تو خاموش ہم ہین بیٹہی رقیب لین تو گل کہلینگے
بہت گریبان کی ٹکڑی ٹکڑی کریگا یہ چاک آستین کا

ظہیر تمکو ہوا ہے سودا نہین ہی کچھہ ہوش تن بدن کا
نہ جیب و دامان نہ ہی گریبان نہ تار باقی ہے آستین کا

بنایا کعبہ صنمکدہ نکو کیا نہ ہی ہی خیال دین کا
اگر کوچی کوچی مین نقش سجدہ قدم قدم ہی مری جبین کا

کیا جو رستہ نفاق و کین کا تو پہیر کہایا کہین کا
ملا نشان منزل یقین کا تو ایک تہا جادہ کفر و دین کا

زبس کہ دلکو ہوا ہی سودا جہان ہی آنکہون مین تیرہ
نظر مین پہرتا ہی حلقہ حلقہ تمہاری گیسوی عنبرین کا

خدنگ دلدوز کس نظر کا جگر سے یکبار پار گذرا
لب جراحت سی شور پیدا ہوا ہی تحسین و آفرین کا

غرض نہ کعبہ نہ بتکدہ سی جہا مین پہرتی ہین ہو کی بے سر
بہٹک بہٹک کر پہونچ رہینگے سراغ پایا اگر کہین کا

جگر مین شعلہ بہڑک رہا ہی تمام سینہ دہک رہا ہے
کہ دلمین پہوڑا سا پک رہا ہی تصور اوس روی آتشین کا

خیال لب ہای شکرین سی ہوی ہین جیسی جگر کی ٹکڑی
پیے ہین جب گہونٹ خون دل کی مزہ وہ پایا ہی انگبین کا

دم سوال وصال ہی ہی دل حزین سی تو کوئی پوچہی
نگاہین نیچی جہکا جہکا کی ترا وہ کہنا نہین نہین کا

بلا ہی کمبخت سخت جانی ہوی ہی جنجال زندگانی
گیا وہ پہلو سی یار جانی ہوا نہ پیوند مین مین کا

نہ چہیڑ ای دست شانہ ہر دم او لجہہ کہ ہو رہا ہی برہم
کہین وہ افعی لٹ پر خم نہ سانپ بنجای آستین کا

ظہیر بدکیش و رند مشرب بنا ہی عشق بتان مین بیدین
نہ فکر ملت نہ پاس مذہب ہاتہ دنیا کا اور نہ دین کا

ور ال دوست مین اپنا نظارہ کیا کرتا
کنار بحر سے قطرہ کنارہ کیا کرتا

ادا ادا سے تری استعارہ کیا کرتا
تپش کو سبق کی مین پارہ پارہ کیا کرتا

سمجھے اشارۂ ساقی سے می پیی ہی تھی
سوالِ حرمتِ صہبا دوبارہ کیا کرتا

کرشمہ ریزی پیہم سے دل سنبھل نسکا
ہجومِ برقِ تپان مین شرارہ کیا کرتا

ہم ایسے بحر مین ڈوبے جہان پتہ نہ لگا
حبابِ موجۂ یم سے کنارہ کیا کرتا

تمام میکدے مین مین نے سبو ٹٹولی تھی
شرابِ ناب سے واعظ غرارہ کیا کرتا

ازل سے مین دلِ صد چاک لیکے آیا ہون
ہوای گل مین گریبان کو پارہ کیا کرتا

سمجھ کے گفتۂ واعظ یہ مین نے توبہ کی
کہ ارتکاب گنہ کا اجارہ کیا کرتا

جنون مین کسوتِ عریان تنی بہانہ ہوئی
وگرنہ دلق گدائی کو پارہ کیا کرتا

بغل مین غنچہ کے ہے کائنات دلتنگی
سوای جیب و گریبان کو پارہ کیا کرتا

وہ آبھی جاتے اگر یان تو ہم دکھا دیتے
کہ اپنے بختِ نگون کا ستارہ کیا کرتا

ہوس یہی اہلِ دول کیلیے ہے ورنہ فقیر
ہوای تاج و سر گوشوارہ کیا کرتا

ادای عشوۂ پنہان کو کوئی کیا سمجھی
نگاہ کہتی ہے کیا اور اشارہ کیا کرتا

ہنسو نہ ہم پہ گر آئینہ ہم دکھا دیتے
تمہارے ساتھ تمہارا نظارہ کیا کرتا

کہین یہ پستی طالع ابھرنی دیتی ہے
عروجِ کوکبِ مسعود چارہ کیا کرتا

خدا نے خلعتِ فخری دیا ہے مجھکو ظہیر
لباسِ فقر کو مین پارہ پارہ کیا کرتا

تم تھی جہان جہان ہو دل بھی ضرور تھا
مین بدگمانیون سے بہت دور دور تھا

رندانِ بادہ کش کو بلانا ضرور تھا
واعظ اگر بیانِ شرابِ طہور تھا

کچھ ہو شبِ فراق مین جینا ضرور تھا
وہ تو یہی کہین گے کہ طلبگارِ حور تھا

اللہ رے شوخیان کسی پہلو دیا نہ چین
وہ شوخ برق وش بھی دلِ ناصبور تھا

کیا کہکے اب کسی کی امیدین بندھا گئے
تمکو ہماری نعش پہ آنا ضرور تھا

بس اک نگاہ غیر نے مجھہ سا بنا دیا
اللہ تمکو حسن پہ کتنا غرور تھا

آئینہ دیکھتے ہی تحیر مین آ گیے
اتنی سی کائنات پہ اتنا غرور تھا

تم اور یون اوٹھا دو سر بزم ناز غیر
اوتنا ہی جھک گیے تمہین جتنا غرور تھا

کیا ناگوار طبع ہوا ایسے کی گفتگو
واعظ بھی مست ذوق شراب طہور تھا

پیتے تھے گھونٹ زہر کے ہم بزم وعظ مین
کیا تلخ تر بیان شراب طہور تھا

محفل فروزیان تھین غضب تم غیر مین
کوئی تو دل کی آگ مین جلنا ضرور تھا

پہلے ہی کچھہ نگہہ سے طبیعت بدل گئی
ہمکو مزاج یار پہ کتنا عبور تھا

خط لیکے اوسنے قطع کیے دست نامہ بر
ہائے سزا کسی نے کسی کا قصور تھا

کچھہ اور تو خبر نہین مرگ ظہیر کی
اتنا تو جانتے ہین کہ مرد غیور تھا

غوغائی بند گو نہ رہا نوحہ گر رہا
ہنگامہ اک نیا کہ مرے بالین پر رہا

ناکامیون سے کام مجھے عمر بھر رہا
شکر ستم زبان پہ شکایت اثر رہا

سر پھوڑنا بھی اگر آٹھون پہر رہا
جس گھر مین ہم رہینگے وہ کاہیکو گھر رہا

اعجاز دلبری بھی انداز دیکھنا
ہر ہر ادا پہ مجھہ کو گمان نظر رہا

صدقے ہون جوش طپش کی اس کینہ کیش کا
میرا ہی ذکر بزم مین کچھہ بیشتر رہا

قاصد بھی کوئی صبر دل ناشکیب تھا
آتے ہی آتے راہ مین کمبخت مر رہا

اونکی نگہہ نے کام کیے میری آہ نے
دل چاک چاک پردہ بیرون در رہا

پہنچیر عشق سے مجھے وحشت فزون ہوئی
مین کچھہ دوا سے اور بھی رنجور تر رہا

ہے پای ہرزہ تازین کیا گردشِ نصیب
دو دن نہ چین سے سرِ شوریدہ سر رہا

اوٹہہ اوٹہہ کے ساتہہ ساتہہ مری تہک کے رہ گیا
مین کچہہ تپش مین ور وہی بیتاب تر رہا

زخمونکی موہنہ بہری ترے پیکانِ تیر نے
ہر زخم تازہ مرہمِ زخمِ جگر رہا

کیا خاک دلنشین ہو مرا حرفِ مدعا
اک عمر مدعی کا ترے دل مین گہر رہا

کیا کیا نہ زخمِ دل پہ چہڑکتا رہا نمک
غافل مرے علاج سے کب چارہ گر رہا

ناکامیِ نصیب سے گو دور ہے ظہیر
دل سے فدای روضۂ خیر البشر رہا

دور کیا کیا نگہہ جلوہ نما کو دیکہا
اس ہی دیکہا ہے تمہین اس ہی خدا کو دیکہا

شعلہ انگیز نشانِ کفِ پا کو دیکہا
شوخ کیا کیا نہ ترے رنگِ حنا کو دیکہا

وحشت انگیز تری زلفِ دوتا کو دیکہا
تنکے چنتے ترے کوچہ مین صبا کو دیکہا

چشمِ بدمست مین اندازِ حیا کو دیکہا
مست و ہشیار اسی ہوش ربا کو دیکہا

اونکے آنے کی خوشی تہی مری مرنیکی نوید
شاد کیا کیا نہ دلِ اہلِ عزا کو دیکہا

خود بخود دل مرے سینے سے کہچا جاتا ہے
دلربا آپ کی ایک ایک ادا کو دیکہا

پڑ گئی کیا دلِ پُرکین کی گرہ بہی ایسی
کبہی کہلتے نہ تری بندِ قبا کو دیکہا

فیصلہ پاک کیا تیغِ نگہہ سے تمنے
بیوفا کو نہ کسی اہلِ وفا کو دیکہا

ہمت حوصلہ فرسا نے اوبہرنے نہ دیا
نہ گریبان سے جدا دستِ دعا کو دیکہا

کچہہ نہ کی اوس بتِ سفاک کے دلمین تاثیر
آہ کو شوق کو نالہ کو دعا کو دیکہا

اور پہنچائیگی دشوار کہان کی فریاد
اہلِ محشر نے گر اوس ہوش ربا کو دیکہا

ہای کافر نے اوڑائی ہین تمہاری چالین
ناز کرتے ہوے کیا کیا نہ قضا کو دیکہا

کیا ملا عشق مجازی مین ظہیر ناکام
مدعی تو نے بشر کو نہ خدا کو دیکھا

رنگ الفت نہ حجاب رخ جانان نکلا
شعلہ شمع پس پردہ بھی عریان نکلا

بزم دشمن سے نہ وہ شمع شبستان نکلا
تجھہ سے کچھہ کام نہ اے گردش دوران نکلا

وحشتون سے مری کیا تنگ بیابان نکلا
کہ مرا سایہ بھی کچھہ مجھہ سے گریزان نکلا

آئینہ تھا جو ترا خلوتی محفل خاص
وہ بھی مجھہ سا ہی سراسیمہ و حیران نکلا

جس توقع پہ کیے نامۂ اعمال سیاہ
وای قسمت کہ وہ کافر بھی مسلمان نکلا

چارہ گر ہم نے اسی جان کچھہ کہا ہے
دم نکل جائیگا سینہ سے جو پیکان نکلا

زندگی ہین ترے ملنے کی امیدین کافر
جان جائیگی جو دل سے مرے ارمان نکلا

اور وان پر بھی دل ہم نے بڑھائی اوچھا
جو سخن مونہہ سے نکالا وہ پریشان نکلا

یان توقع نہ بندھی تھی کہ ابھی ٹوٹ گیا
کچھہ ترے خو سے بھی نازک ترا پیمان نکلا

دھجیان دامن صحرا کی اڑینگی اے خضر
پانو اپنا جو کبھی سوی بیابان نکلا

دیکھنا وسعت رحمت کہ پس حشر ظہیر
دل سے ناکردہ گناہون کا نہ ارمان نکلا

۲

دست نازک مین اگر خنجر بران ہوگا
کون ہوگا جسے مرنے کا نہ ارمان ہوگا

ہجر ہے ہجر تو مرنا بھی نہ آسان ہوگا
دم نہ ہوگا مرے سینہ مین تو ارمان ہوگا

خانۂ دل تو ہوا اور نہ ویران ہوگا
تم نہ ہوگے تو غم ہجر ہی مہمان ہوگا

درد آخر کو دوا ہی تپ ہجران ہوگا
سر نہ ہوگا تو نہ فکر سر و سامان ہوگا

داغ دینے سے تو خود ہی مرے دل مین آجاؤ
تمسے بہتر نہ تمہارا غم ہجران ہوگا

نہ رہونگا نہ رہونگا شب غم مین تنہا
تم نہ ہووگے مرے پہلو مین تو پیکان ہوگا

تیغ کیا ہاتھ مین لیتے ہو مرا دل ہی لو
کہ تمہارا تو کرم ہی ستم جان ہوگا

شکر کیسا کہ شکایت ہے اجل سے مجھکو
اوس ستمگر کو ابھی جور کا ارمان ہوگا

آج ملنا ہے تو دل کھول کے مل لیجیے
پھر کہین حشر کو ملنا شب ہجران ہوگا

کچھ طبیعت بھی نگہ ہی کہ بدل جائیگی
ناصحو دل بھی عدو ہے کہ پشیمان ہوگا

کیا کرون شکوہ بیداد و تغافل اوس سے
اور وعدے سے وہ بدعہد پشیمان ہوگا

غیر کے سر کی قسم آپ کو کھانی ہوگی
پھر نئے سر سے اگر وصل کا پیمان ہوگا

خوگر لذت آزار ہون راحت کیسی
مجھپہ بیداد بھی کیجے گا تو احسان ہوگا

مجھکو دیتے ہو عبث خلد کی ترغیب ظہیر
جانتا ہون کہ وہ کافر نہ مسلمان ہوگا

۴

یہ ننگ الفت اگر نہ ہوتا تو کچھ خدائی مین کم نہ ہوتا
کسی پہ کوئی نہ جان دیتا کسی پہ جور و ستم نہ ہوتا

عدو جو شایان ظلم ہوتے تو لطف در دو الم نہ ہوتا
مزے محبت کی کون لیتا جو مین قتیل ستم نہ ہوتا

اگر نہ کرتے وہ کج ادائی تو کچھ عداوت سے کم نہ ہوتا
جو یہ نہ ہوتی تو کیا نہ ہوتا جفا نہ ہوتی ستم نہ ہوتا

غلط ہے شکوہ کہ وہ نہ آئے مجھی تو ہر طرح ہو آئی
اگر وہ آتے تو جی نہ جاتا کہ فرط شادی سے دم نہ ہوتا

کسیکے کہنے پہ حصر کیا ہے کہ خود محبت ہی اک بلا ہے
جو طبع نازک مین شک نہ ہوتا تو دلمین انداز رم نہ ہوتا

سپہر کیا تہا کہ تیری در سے وہ ٹہاکے فتنہ مجھے اٹھاتا
زمین بھی ٹلتی تو مین نہ ٹلتا اگر مین تیرا قدم نہ ہوتا

یہ کبھی اپنا ہی جی نہ چاہا وگرنہ خوف رقیب کیا تہا
کہ آپ آتے تو اوٹھ کے آتے زمین پہ نقش قدم نہ ہوتا

جو اونکے عدو کی اصل ہوتی تو تھا امید وصل ہوتی
شب جدائی مین ہم نہ مرتے جو رنج و درد و الم نہ ہوتا

غلط ہی سب شورش قیامت سوا ہی دوزخ سے سوز الفت
وگرنہ جان حزین پہ اتنا کبھی عذاب الم نہ ہوتا

تبنگ اتنی ہین زندگی سے کہ مانگتی غیر گر خوشی سے
تو سر کی دینے مین عذر ہمکو تمہاری سر کی قسم نہوتا

نہ وہ زبان ہے نہ وہ عبارت نہ وہ گلے ہین نہ وہ شکایت
جواب خط غیر گر نہ لکھتی تو خط مین کیا کچھہ ستم نہوتا

اگر عدو پر عتاب ہوتا نہ دل مین یون پیچ و تاب ہوتا
جبین پہ ہر دم شکن نہ پڑتی شکن سے ابرو مین خم نہوتا

یہ سخت جانی بڑہا رہی ہے وگرنہ خنجر مین دم کہان تھا
روان نہوتا گلو پہ ہرگز جو اپنے سینہ مین دم نہوتا

سمجا ہے انکار وصل دشمن گواہ صادق ہے شرمساری
اگر نہوتی خجالت اتنی حیا سے گردن مین خم نہوتا

ظہیر ملتی نہ راہ ایمان جو کفر کرتا نہ رہنمائی
لبون پہ یاد خدا نہ ہوتی جو درد ہجر صنم نہوتا

دل مرا یارب ہدف ہو ناوک دلدار کا
چومتا ہون ہر زخم کے مونہہ سے مین سوفار کا

روز و شب ہین گردشین سی گردشین میری سے
آسمان کی دور مین نقطہ ہون مین پرکار کا

ایک دل پہلو مین اپنے اور تقاضا چار کا
ناز کا انداز کا رفتار کا گفتار کا

شرح سوز غم اگر نامہ مین لکھہ کر باندہ دون
جلکے خاکستر ہو بازو مرغ آتشخوار کا

کہہ دیا دو تو جہان سے اضطراب کر گئی
خون ہے گردن پہ اپنی حسرت دیدار کا

لن ترانی مانع نظارہ جانان نہین
امتحان حوصلہ ہے طالب دیدار کا

تاب نظارہ کسی حسن تجلی ریز کی
صاعقہ پردہ ہے تیرے شعلہ رخسار کا

ہان جگا دو ٹہوکرون سے خفتگان مرگ کو
ہان دکہا دو ڈہنگ کچھہ رفتار مین گفتار کا

ضعف سے گر گر پڑا تیرا مریض ناتوان
پڑ گیا گر دور سے سایہ کسی دیوار کا

وہ لگا نشتر نگین کچھہ اس ادا سے پھر گئی
آ گیا انکار مین ہمکو مزہ اقرار کا

دیکھہ لی تاثیر سوز نالہای گرم کی
پک گیا ہے سنتے سنتے دل مرے غمخوار کا

ہے شکست شیشہ ہی مین صدای الحذر
محتسب دہوکے مین توڑا دل کسی میخوار کا

پاسبانِ کوئے جاناں بخت دشمن کچھ نہ تھا
اوڑ گیا کیوں خواب میرے دیدۂ بیدار کا

وہ ظہیر پارسا مشہور ہے جسکے زہد کا
آج رستہ پوچھتا تھا خانۂ خمار کا

عہدِ نخست ہمسے بھلایا نہ جائیگا
ہر جا سرِ نیاز جھکایا نہ جائیگا

چھپنے سے رازِ عشق چھپایا نہ جائیگا
یہ پردہ وہ نہیں کہ اوٹھایا نہ جائیگا

دل سے نہ جا کہیں کہ پھر آیا نہ جائیگا
نکلی شمیم گل تو سمایا نہ جائیگا

کس کس کے در پہ سر کا جھکایا نہ جائیگا
یہ بار وہ نہیں کہ اوٹھایا نہ جائیگا

دیکھو برا ہے شوق ستم کا مآل کا
تمسے کبھی عدو کو ستایا نہ جائیگا

اتنا نہ مونہہ لگا کے بد آموز کیجیے
ہمسے بڑھا کے ربط گھٹایا نہ جائیگا

مانا کہ تمسے دل نہیں ملتا نہیں ملے
کیا ہمسے خاک میں بھی ملایا نہ جائیگا

ظالم شبِ وصال ہے مجھسے نہ مونہہ چھپا
آخر تو کل عدو کو دکھایا نہ جائیگا

ہے اپنی سرنوشت میں مضمونِ خطِ غیر
تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جائیگا

لکھیوں جواب خط بھی تسلی کیواسطے
پیغام بر سے جا کے پھر آیا نہ جائیگا

ہے خستگی مری مری صورت سے آشکار
کچھ داغِ دل نہیں کہ دکھایا نہ جائیگا

آنسو بھی گر بنے گی مری آرزوئے شوق
دل سے نکل کے آنکھ تک آیا نہ جائیگا

جانیکو خیر جائیے اوس بزم میں ظہیر
حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا

۴

مر گئے ہم وہ جو کچھ چتون بدل کر رہ گیا
چل گئی تیغِ ادا کھینچے ہی خنجر رہ گیا

دستِ نازک میں جو آئی سے حنا خنجر رہ گیا
نیم کشتہ شوق کشتن میں تڑپکر رہ گیا

بوالہوس نے اوسپہ سیدقا ہین جان دی
باوفا سے بیوفا آخر برابر رہ گیا

ملتی جلتی ہین بتون سے آسمانکی شوخیان
غیر کی جانب سے کیا کروٹ بدلکر رہ گیا

جہانکنا کیسا کہلی اک اور بہی چشم رقیب
دیکہتا صورت کو اوسکی روزن در رہ گیا

پارسائی کا ہماری آج ہی تہا فیصلہ
لوٹ کر توبہ سے پہلے دور ساغر رہگیا

مین اودہر تڑپا کیا حسرت سے اور دشمن اودہر
ہاتہہ میرے قتل پر جب وہ اوٹہا کر رہگیا

وصل کی شب یاد آیا وعدہ دشمن سے اوسے
عطر ملنے کے بہانے ہاتہہ ملکر رہ گیا

کچہہ بہی رفتار ہا یان زندگی بہر ایسی ظہیر
اک بلا شب بہر رہی اک حشر دن بہر رہ گیا

خونبہاے عاشق ناشاد کیا
دلبرون کی داد کیا فریاد کیا

دل کو چاہا جس طرح سمجہا لیا
غمزدون کا شاد کیا ناشاد کیا

کہتے کہتے حال دشمن رکگیا
دل مین سمجہا وہ ستم ایجاد کیا

نامرادی جسکی ٹہہری ہو مراد
وہ دل ناشاد ہو پہر شاد کیا

ہو مقابل کیا نگاہ ناز سے
برق کیا اور برق کی بنیاد کیا

ہم کہان جائین گے چہٹ کر دام سے
چہوڑ کر ہمکو کرے صیاد کیا

گہہ ادا پر مٹ گئے گہہ ناز پر
زندگی اپنی ہوئی برباد کیا

ہو رہے ہے جسکے جہان مین ہو رہے
مر مٹے جب شکوہ بیداد کیا

حضرت دل جا کے بیٹہے تو ہین
دیکہیے اسکی پڑے افتاد کیا

قید الفت سے رہائی ہے محال
ہم اسیرون کا بہلا آزاد کیا

ہو گیے برباد لاکہون عشق مین
اک ظہیر خانمان برباد کیا

سودای محبت مین جو سر جایے تو اچھا
یہ بوجھ مرے سر سے اوتر جایے تو اچھا

آخر تو ڈبویا ہے مجھے دیدۂ تر نے
پانی یہ اگر سر سے گذر جایے تو اچھا

آتا ہے تو آ جایے کہین وعدہ فراموش
یا آتے ہی آتے کوئی مر جایے تو اچھا

بدمستی و رندی مین یہان عمر گذاری
باقی جو رہی یوہین گذر جایے تو اچھا

قاصد ترے جانے سے اوٹھی ہین آہین
دو چار گھڑی دل جو ٹھہر جایے تو اچھا

سمجھے نہین وہ بس چشم قدح خوار کے مخمور
پیمانہ اگر دل سے اوتر جایے تو اچھا

دشمن کو بھی یارب نہو سودای محبت
اس درد سے پہلو ہی جو بھر جائی تو اچھا

روتا ہے تو دل کھول کے رو لو نہ ظہیر آج
دامن گہر اشک سے بھر جایے تو اچھا

ہر ایک زخم پہ ہے قصد لوٹ جانیکا
کہ فکر ہے مجھے قاتل کے دل ٹہرانیکا

ہزار قصد کیا درد دل سنانے کا
ہوا نہ ضعف سے یارا زبان ہلانیکا

گلا نہین ہے فقط تمسے موںہہ چہپانیکا
ہمین تو ناز اوٹھانا پڑا زمانے کا

بہ رنگ غنچۂ تصویر باغ ہستی مین
ہوا نہ حکم کبھی ہمکو لب ہلانے کا

وہ بد نصیب ان ہون کہ بجلیان ٹوٹین
جو موںہہ سے نام لیا آشیان بنانیکا

وہ پہلی ہاتھ مجھی پر لگائین بسم اسد
جو حوصلہ ہے او نہین تیغ آزمانے کا

کسی کے ناز و نزاکت پہ مرتے ہم تو
دل و دماغ کہان اب ستم اوٹھانیکا

قرار وصل پہ ایفای وعدہ تو معلوم
بہانہ اور ہوا انکو موںہہ چھپانے کا

بھلا ظہیر کو کیا بزم وعظ سے نسبت
وہ ایک رند ہے بگڑا ہوا زمانے کا

نہ کھلوا مجھسے زاہد ماجرا نہ پارسائی کا
تماشا بتکدہ میں دیکھتا ہوں میں خدائی کا

رہی باہم کشاکش روز ہجر و جان مضطر میں
جہاں تک حوصلہ تھا تاب و طاقت آزمائی کا

خدایا دی ہے الفت تو ذرا گر شاہد پیستون کو
بتوں کو دے دل بے آشنا صدقہ خدائی کا

بس اب بس بہنے دو وہ عقدہ صفت ان تنگی
وگرنہ ہے چلا ٹکڑے سے گریبان پارسائی کا

ستمگر اسقدر نازاں نہ ہو حسن دو روزہ پہ
بہت جلدی نکلجاتا ہے موسم کج ادائی کا

مغاں کی مان جو پیر گی ہنسنے توبہ توڑ دی
سیا ہے چاک سو سو بار دلق پارسائی کا

ظہیر اس مشغلہ میں روز محشر خوب گذریگا
فسانہ چھیڑ دینگے رنج شبہای جدائی کا

۴

نگہ سے پہلی ہی کر دو نہ فیصلہ دل کا
کہ دل کا دل ہی میں رہ جائے سب گلہ دلکا

ابھی سے خوب ہے ہو جائے فیصلہ دلکا
نہ پہلے بڑھے سے بڑھیگا معاملہ دل کا

الٰہی خیر سے ہو جائے فیصلہ دلکا
کسی سے اب نہ کرینگے معاملہ دل کا

بڑھی بھی اسنے ہوئی دلگی دا تھی نہ ملی
یہ جانتے تو نہ کرتے کبھی گلہ دل کا

وہ بات بات پہ لیتے ہیں چٹکیاں دل میں
وہ چھیڑ دیتے ہیں نشتر سے آبلہ دل کا

بڑھی جگہ ہی سینا دل اُدن سی کام ٹرا
خدا ہی ہو کہ جو اوسنے ہو فیصلہ دل کا

بھری ہوئی ہیں بہت سی گلوں گلوں میں بیچارہ
ٹپک رہا ہے بہت دن سے آبلہ دل کا

نہ ناتوان ہے وہ نازک وہ شوخ یہ بیتاب
نگاہِ ناز سے کر لو مقابلہ دل کا

ابھی تو دن ہیں تمہارے ستم دکھانیکے
ابھی سے توڑ دیا تمنے سلسلہ دلکا

ذرا نگہ نگہ سے بڑا کام جان مضطر کو
ادا ادا سے ہوا ہے مقابلہ دلکا

عجیل مجیل سے کے رہے لمیں حسرت ارماں
ادہر ادہر کے دبا لمیں ولولہ دلکا

شباب آتے نہ پایا تھی کہ موت آئی
مٹا ہے عین جوانی مین ولولہ دلکا

الٰہی آئے اجل گر کسی پہ دل آئے
رہے نہ دل ہی بغل مین نہ حوصلہ دلکا

رہی سہی بھی گلے کر کی بات کہو بیٹھے
الٰہی خاک مین مل جائے ولولہ دلکا

تمہین تو ہمسے عداوت نبھائی جاتی ہے
نہ توڑنا تھا مری جان سلسلہ دل کا

تڑپ تڑپ کی کٹا دن پھڑک پھڑک کر رات
یہی ہے اب تو شب و روز مشغلہ دل کا

متاع صبر لٹی ہی دھری دھری کر کہ
نگاہ ناز نے لوٹا ہے قافلہ دلکا

ہجوم حسرت و امید لو خدا حافظ
عدم کی راہ کو جاتا ہے قافلہ دلکا

بلائین وہ مجھے گھر اپنے یا اجل آئے
بلا سے طی ہو کسی طرح مرحلہ دلکا

تمہین تو صحبت اغیار سے نہین فرصت
نکال لین گے کہین ہم بھی مشغلہ دلکا

ظہیر فائدہ کیا ہو گیا جو ہونا تھا
خدا کو مان کہین چھوڑ بھی گلہ دل کا

سخت دشوار ہے پہلو مین بچانا دل کا
کچھ نگاہون سے برستا ہے چرانا دلکا

ہمسے پوچھے کوئی پوچھے تو حقیقت دلکی
تمنے سیکھے کوئی سیکھے تو ستانا دل کا

حشر آیا غضب آیا کہ طبیعت آئی
زہر ہے قہر ہے آفت ہے لگانا دل کا

ہائے دل اور دل زار کے ہمسے برتاؤ
اور پھر تمنے دل آزار پہ آنا دل کا

شمع سے زینت محفل ہے نہ پروانے سے
تمکو منظور ہے ہر طرح جلانا دل کا

اُلجھو زلف سے کیا اوجھا و برے ہوتے ہین
کچھ ہنسی کھیل سمجھتے ہو چھڑانا دل کا

اب تو یہ دل مین ٹھنی ہے کہ کہے جائین کچھ کچھ
وہ سنین یا نہ سنین حال ستانا دل کا

مفت بدنام ہوئے رنج اوٹھایا بے سود
تمنے اب تک بھی تو کچھ حال نہ جانا دل کا

کہتی رہتی تھی سر آسیمگی دل کچھ کچھ
سوجہتا تھا ہمین پہلی ہی سے جانا دل کا

شمع کی طرح سے جلتے ہین جلانیوالے
سہل ہے کھیل ہے ٹھٹھا ہی جلانا دل کا

قہر ڈہایے ترے اظہار تمنا نے ظہیر
حال کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا

نہین شرمندۂ یکتار بہی دامن اپنا
سر خجالت سے فرو ہے تہ گردن اپنا

رخت تن بہی ہے بُری حال مین دشمن اپنا
نہوا تار نفس رشتۂ سوزن اپنا

فتنہ و شر سے پر آوازہ ہی گنبد چرخ
کون سنتا ہے بہلا اس شور مین شیون اپنا

ہم وہ حرمان زدۂ دشت طلب ہین کہ مدام
اپنی شمشیر سے پی کرتے ہین توسن اپنا

یہ چمن وہ ہے کہ جسکو نہین آسیب خزان
خانہ باغ دل پر داغ ہے گلشن اپنا

بخت ناکام سے پہلے ہی گری برق بلا
لب تک آیا نہ کبہی دانۂ خرمن اپنا

چرخ بہیر نے ایسا ہمین برباد کیا
کر رہا دوش صبا پر ہی نشیمن اپنا

سر پہ احسان رہا بے سر و سامانی کا
خار صحرا سے نہ اولجہا کبہی دامن اپنا

عمر بہر مجہہ سے طلبگار خورد و پوش رہا
نفس امارہ ہی کمبخت ہے دشمن اپنا

بیوفا ہای ہوئی جاتی تنکے کپڑے
رخت پوشش ہی چہڑانے لگی دامن اپنا

رخت عریانی تن کا ہے بدن پر ملبوس
خرقۂ گرد ہوا ہے ہمین تن اپنا

تار باقی نہ رہا جسم پہ اب بہر کفن
اس سے بہتر ہے کہ تن پوش ہو مدفن اپنا

کون ہوتا ہے بُرے وقت کسی کا دنیا
اب گریبان ہی نہ اپنا ہے نہ دامن اپنا

دیاک دوزخی سے نہین ایک گہڑی کی فرصت
پارہ دوزون کو کہا چاہیے ہم فن اپنا

کاش ہو جائے وہی پوشش عریانی تن
آب گریہ ہی چڑھے ہے تا سر و گردن اپنا

ہین بہد خستہ اسطرح قبا کے ٹکڑے — تن رنجور ہے گویا ہے چلون اپنا
آستین کا ہے بدن پر نہ گریبان کا لگاؤ — اب تو خس پوش نفس ہی قفس تن اپنا
آشناؤن نے دیا ہے ہمین جو دنیا مین جواب — دیکھیے حال ہو کیا کیسہ مین مردن اپنا
دہوپ دن کو ہے تو ہی شبکو اندہیرا ہی ہے — اس سے بہتر ہے کہ ویرانہ ہو مسکن اپنا

ای ظہیر آؤ چلین سوے در خان حمید
وہی ملجا ہے ہمارا وہی مامن اپنا

نصیحتگر جو دل لگایا تو ہوتا — کبہی خنجر عشق کہایا تو ہوتا
رقیبون سے کہنچکر جو کہایا تو ہوتا — ذرا جذب دل آزمایا تو ہوتا
ستمگر پہ وہ ہم سا مٹا یا تو ہوتا — جنازے پہ کشتے کے آیا تو ہوتا
نہ آتا کہ آتا شکایت نہ رہتی — سر مجھے انجمن مین بلایا تو ہوتا
نہ مانونگا ناصح کہ دل پر ہی قابو — لگا کر کسی سے دکہایا تو ہوتا
یہ مانا عدو پر ہے میلان خاطر — کوئی روز اوسکو ستایا تو ہوتا
مزے تلخکامی کے کیا جانے ناصح — کسی پر کبہی زہر کہایا تو ہوتا
ستمگو نہ کرتے ادای ستم سے — کبہی غیر کو آزمایا تو ہوتا
گلے ہم نہ کرتے تجمل تم نہ ہوتے — عنایت سے کہ بے ستایا تو ہوتا
نہ آتے تو خنجر ہی وہ بہیج دیتے — کہ ہمنے گلے سے لگایا تو ہوتا
غم یار تہا زہر قاتل نہین تہا — کبہی مدعی تو نے کہایا تو ہوتا
کمر سے عبث تم لگاتے ہو خنجر — ہمارے گلے سے ملایا تو ہوتا
یہ مانا عنایت کے شایان ہین دشمن — ہمین تو نے ظالم ستایا تو ہوتا

مزے اشکباری کے لیتے تھے پہلے | جنہے تمنے پہلے ہنسایا تو ہوتا
یہ جو بکے کہ خط مین شکایت نہ لکھی | کہ دشمن نے اونکو سنایا تو ہوتا
مری سخت جانی کی شکوہ بجا تھے | کبھی دست نازک اوٹھایا تو ہوتا
بہت جان دینے کو پھرتی ہین دشمن | ارے بیوفا آزمایا تو ہوتا
دل آزاریون کی تمہین قدر ہوتی | کبھی ناز دشمن اوٹھایا تو ہوتا

ظہیر آج دعوا ہے جنکو زبان کا
سخن اپنا اون کو سنایا تو ہوتا

ہمکو اونکی نگاہ نے مارا | یا دل رو سیاہ نے مارا
کیا وہ فردا ہی حشر ہے فردا | وعدۂ صبحگاہ نے مارا
داور حشر کی حضوری ہے | ہای شرم گناہ نے مارا
اغنیا حرص مین فقیر ہے | خواہش عز و جاہ نے مارا
ہے نگہ پر گمان مہر و عتاب | اور اس اشتباہ نے مارا
نہین معلوم جادہ مقصود | اختلافات راہ نے مارا
جس سے پوچھو جدا بتایگا | شہر جلوہ گاہ نے مارا
کوئی پوچھیگا جب تو کہدینگے | ہمکو اس رشک ماہ نے مارا
وہی قاتل وہی ہے فریاد | اس دل دادخواہ نے مارا
مرگئے کیون نہ صبح و شام عدو | ہاے روز سیاہ نے مارا
ہمکو مارا ہے رشک دشمن نے | اور اوسی تیری چاہ نے مارا
گرمجوشی ہے وان عدو سے ظہیر | سرد مہری آہ نے مارا

تو دل مین سمجھتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا — میرا یہ تقاضا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا
یہ شکوہ بھلا کیا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا — بیدید یہ تھوڑا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
یہ جبکو گوارا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا — کچھہ تو سبب ایسا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
اس بات پہ بھولا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا — بس بس یہی اچھا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
رنجش کا مزا جب ہی کہ قائل مجھی کر دو — اور اسکی دوا کیا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا
وعدے کا بھرم سا ہے نکالا کی زبان کا — کہہ کہہ کی مکرتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
سو شور سے بڑھکر ہی مری ایک خموشی — لوگون مین یہ چرچا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
ہان دیکھہ تو دشمن مجھے کیا کچھہ نہین کہتے — تو کیا نہین سنتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
کیا کچھہ نہین کہتا ہے وہ بدخو مجھی اور یہ — اک اک کو جتاتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
شکوہ ترے طعنون کا نہ غیرونکی زبان کا — رونا مجھے اسکا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا
سنتا ہون تمہاری ہی رقیبونکی ہی سب کچھہ — کیا جانے مجھی کیا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا
سب کچھہ تو کہا چشم غضبناک سی اور پھر — کہنے کو یہ کہتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا
غیرون کا تو کیا مونہہ ہی کہ کچھہ مونہہ سی نکالین — یہ شعبدہ تیرا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا
کیا پوچھتا ہے مجھسے مری وجہ خموشی — وہ آنکھہ سے دیکھا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا
تمکو تو غرض کیا ہی کہ تم چھیڑکے پوچھو — نقصان یہ میرا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا
سنتا ہی سننا ہے کہ سنتا ہون تمہاری — کہنا یہی کہنا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا
کچھہ بات تو ایسی ہے کہ پردہ ہی وگرنہ — کیا میری تمنا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
مین چپ ہون تو کہتا ہی کہ مطلب کی کہو کچھہ — کہتا ہون تو کہتا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا
یہ شکوہ کرون کیونکہ وہ کافر نہین سنتا — کچھہ حال ہی ایسا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

جو مجھہ کو سناتا ہے بہلا غیر تو سن لے
یہہ اوسکو بہروسا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

شہرت ہے زمانے مین ظہیر اپنے سخن کی
اور مین نے یہ سمجھا ہے کہ مین کچھہ نہین کہتا

بے شاہد و مے واعظ ضائع ہو شباب ایسا
درکار نہین مشفق بندون کو ثواب ایسا

سنتے تہے محبت مین ہتی ہین بُرے جلسے
ہم یہ نسمجہتے تہے ہوتا ہے عذاب ایسا

اظہارِ تمنا پر آئینہ دکہاتے ہین
ہرگز نہ سنا ہوگا معقول جواب ایسا

ڈہونڈو تو پتا اپنا پاؤ نہ عدم تک بہی
دشمن بہی نہو یارب برباد و خراب ایسا

ہان تو ہی بتا زاہد موہوم امیدون پر
کہوتا ہے کوئی انسان بے لطف شباب ایسا

تو وہ بہی یہ کہتے ہین کچھہ تجھکو نہین غیرت
کرتے ہین محبت مین ہین خانہ خراب ایسا

تہا چین نہ دیکہے اب شکل سے نفرت ہے
یا لطف و کرم اتنا یا قہر و عتاب ایسا

ہر گام پہ لغزش ہے ہر بات مین رنجش ہے
آتا ہے کہین سے وہ بدمستِ شراب ایسا

رفتار سے حشر اوٹہا دیکہا نہ نظر بہر کے
انداز مین یہ شوخی آنکہون مین حجاب ایسا

وہ عرضِ مطالب پر کہتے ہین پیامی سے
کیا دیکہہ کے اوٹہے ہین وہ رات کو خواب ایسا

ظاہر ہے نگاہون سے وہ دادِ شبینہ سب
آنکہون مین سمایا ہے بیدید کی خواب ایسا

اے میر ظہیر اب کچھہ حضرت کی کہلے ہین گل
واللہ نہ سمجھے تہے ہم تمکو جناب ایسا

کچھہ وان کا یہان رنگ جمایا نہین جاتا
صد حیف کہ دل یان سے چہڑایا نہین جاتا

ہین ہوش مین اور ہوش مین آیا نہین جاتا
دل راہ پہ لاتے ہین تو لایا نہین جاتا

کچھہ دردِ معاصی کی دوا ہو نہین سکتی
ہمدرد سے یہ درد بٹایا نہین جاتا

کچھ ایسے گرانبار ندامت ہین کہ جاتے
اوٹھتا ہے قدم اور اوٹھایا نہین جاتا

کیا تاب کہ اک گام ہو طی مرحلۂ شوق
جبتک کہ ادہر ہی سے بلایا نہین جاتا

جاتا ہے کہان سوجھی ہے کسکی خصوصی
مونہہ اپنے کو اپنا ہی دکھایا نہین جاتا

کیا کام ادہر سے اونہین ہو سوجھی جو ادہر کو
آتی ہین ادہر کو تو پھر آیا نہین جاتا

بڑھتی ہین ادہر ہی کو سرکتی ہین اودہر
دل خاک کہ بڑھے ہے پاون بڑھایا نہین جاتا

کیا کثرت پندار ہے کیا غفلت و نخوت
اپنے مین کچھ اپنے سے سمایا نہین جاتا

یہ داغ معاصی نہین چھپتا نہین چھپتا
ہر چند چھپاتے ہین چھپایا نہین جاتا

افسوس ادہر پانو بڑھاتی نہین بڑھتے
اور حوصلہ جرم گھٹایا نہین جاتا

کہتی ہے ندامت کہ سماجائین زمین مین
افسوس کہ خود مین ہی سمایا نہین جاتا

کیا روک لگا جان کو دنیای دنی کا
دل اور طرف ہاے لگایا نہین جاتا

بے سود ہے اب عمر گذشتہ کا تاسف
ہیہات گیا وقت پھر آیا نہین جاتا

جاتے رہے دنیا سے ہی دنیا طلبی مین
کھوئی گئے ایسے کہین پایا نہین جاتا

ملنے سے ظہیر اب کف افسوس کے کیا ہو
بگڑا ہے وہ نقشہ کہ بنایا نہین جاتا

خدا جانے فتنہ اوٹھاؤ گے کیا کیا
دکھایا ہے کیا کچھ دکھاؤ گے کیا کیا

نگاہون سے اوڑ اوڑ کے جاؤ گے کیا کیا
ابھی تو مجھے تم اوڑاؤ گے کیا کیا

وصال عدو اور عذر تجاہل
یہ نشتر یہ نشتر لگاؤ گے کیا کیا

یہ چھپ چھپ کے جلوے دکھاؤ گے کبتک
یہ پھر بار بن بن کے آؤ گے کیا کیا

نگہ مین حیا ہے حیا مین ہی شوخی
ستم پردے پردے مین ڈہاؤ گے کیا کیا

سبب پوچھو ہی نظرون کا کہی تو کہدون
ابھی سیدھی سیدھی سناؤ گے کیا کیا

مری حسرتون کو مرے شہر تون کو
مٹا کر مجھے تم مٹاؤ گے کیا کیا

خدا کے لیے مجھ سے عدو کھچیے
نظر کی طرح جی چراؤ گے کیا کیا

نگاہین ادائین کہ پیمانِ دشمن
چھپالنے کو مجھ سے چھپاؤ گے کیا کیا

مرا سر ہے فتنے ہین نقشِ قدم ہے
سرِ رہ گذر سے مٹاؤ گے کیا کیا

مرا دل ہے پروانے ہین شمع محفل
تم اس انجمن مین جلاؤ گے کیا کیا

رقیبون کی ہے چاندنی چار دن کی
میرے گھر اندھیرے مین آؤ گے کیا کیا

یہ کس کس سے شب کو اشارے ہوئے ہے
جتائی تو آنکھین جھکاؤ گے کیا کیا

یہی کھیل کھیلا کیے زندگی بھر
مری جان مجھے آزماؤ گے کیا کیا

ستم کے لیے تمکو حیلے بہت ہین
مجھے تہمتین تم لگاؤ گے کیا کیا

تلافی بھی ہو گی تو کس کس کی ہو گی
مرے دل سہی ہے سے مٹاؤ گے کیا کیا

بُرا کہہ سکے گالیان دے چکے ہم
بس اب اور ہم کو سناؤ گے کیا کیا

ظہیر اور دے دے کے طعنے نہ چھیڑو
ستائے ہوؤن کو ستاؤ گے کیا کیا

رنگ نے جمنے نہ دیا بات کو چلنے نہ دیا
کوئی پہلو مرے مطلب کا نکلنے نہ دیا

بدگمانی نے کبھی ڈھنگ سے چلنے نہ دیا
اور ڈر کے اپنے سے فرشتے کو نکلنے نہ دیا

کچھ سہارا بھی ہمین روزِ ازل نے نہ دیا
دل بدلنے نہ دیا بخت بدلنے نہ دیا

کوئی ارمان تری جلوون نے نکلنے نہ دیا
ہوش آنے نہ دیا غش سے سنبھلنے نہ دیا

چاہتے تھے کہ پیامی کو بتا دین تیرا
رشک نے نام ترا مونہہ سے نکلنے نہ دیا

صبر تجھ پہ مری وحشت کا پڑیگا ناصح
پانو بڑھنے نہ دیا ہاتھ کو چلنے نہ دیا

وہم تھا یہ خط التقدیر مٹا بے کہین ۔ بدگمان نے مجھے سرِ نوشتہ ملنے نہ دیا
دلِ بیتاب پہ کیون دستِ حنائی رکھا ۔ ہاتھ وہ ہاتھ ہی سینے مین اوچھلنے نہ دیا
بدگمانی کا ٹھکانا ہے کہ اوس کافر نے ۔ عطر کیسا مجھے ہاتھونکو بھی ملنے نہ دیا
ہائے رے گرمیِ ہنگامہ ستمگر تیری ۔ رنگِ محفل کبھی محفل مین بدلنے نہ دیا
ہمنشین برہمی طالعِ ناساز تو دیکھ ۔ دورِ گردون کو کبھی رنگ بدلنے نہ دیا
شمع رو مین نے کہا تھا مری ضد سے اوسنے ۔ شمع کو بزم مین اپنی کبھی جلنے نہ دیا
شکوہ کیا کیا تھی مرے دل مین مگر خیر ہوی ۔ تلخکامی سے لبنے مجھے زہر اوگلنے نہ دیا
کوچۂ غیر مین ای رشک تجھی آگ لگی ۔ مدعی تو نے ہمین ضد سے ٹہلنے نہ دیا
ناتوانی کا برے وقت مین احسان ہے ۔ گر گرا کر درِ جانان پہ سنبھلنے نہ دیا
تو تو ہو دل مین ستمگار ترا نام تو ہی ۔ یہ سمجھ کر ترے پیکان کو نکلنے نہ دیا
ہی وہ بیگانہ روش ہمتِ دشوار پسند ۔ ساتھ اپنے کبھی سایہ کو بھی چلنے نہ دیا

چاہتے تھے کہ لکھین کوئی غزل اور ظہیر
قافیہ ہمکو طبیعت نے بدلنے نہ دیا

شوق نی دل سی تصور کو نکلنے نہ دیا ۔ گھر سے مہمان کو مہمان نی ٹلنے نہ دیا
جذبۂ شوق نے ارمان نکلنے نہ دیا ۔ پیتر ابھی مرے قاتل کو بدلنے نہ دیا
شاخ سے غنچۂ گل غنچے سے نکلی ہے شمیم ۔ ای غمِ یار تجھے ہمنے نکلنے نہ دیا
جوشِ وحشت نی او بہار تو خرد نے روکا ۔ ہر قدم بادِ بہاری نی سنبھلنے نہ دیا
بزمِ دشمن مین مجھے زیرِ نظر کیون رکھا ۔ کوئی ارمان نہ تھا مین کہ نکلنے نہ دیا
لا کی ہستی سی عدم مین مجھی تنہا چھوڑا ۔ دو قدم بھی تو مرا ساتھ اجل نے نہ دیا

زور تمپر نہ چلا کچھہ تو تمہارے بدلے ۔ ہمنے گھر سے شبِ ہجر انکو نکلنے نہ دیا

کہین ایسا نہ چمن یان نظر آیا ہمکو ۔ کہ جہان داغِ الم پہولنے پہلنے نہ دیا

سرمہ گین چشم نے مارا مجہی کس لطف کیساتہہ ۔ حرف تک بہی تو مری مونہہ سے نکلنے نہ دیا

وہ بہلا ساتہہ جنازے کے چلیگا توبہ ۔ جسنے خنجر بہی مری حلق پہ چلنے نہ دیا

سُن چکا تہا جو مری حسرتِ پابوس کو وہ ۔ نامۂ شوق مرا پانو سے ملنے نہ دیا

ضد تو مجہسے ہی تمہین وہ مرا ارمان تو نہ تہا ۔ تمنے کیون غیر کو محفل سے نکلنے نہ دیا

طرز مومن سے نہ آگاہ تہی جبتک کہ ظہیر
سچ تو یہ ہے کہ کبہی تنگ غزل نے نہ دیا

خوب ہوتا اگر خدا سے مین نہ الفت مانگتا ۔ دل بتون کا مانگتا دشمن کی قسمت مانگتا

آسمان سے خاک مین برگشتہ قسمت مانگتا ۔ درہمِ داغِ جگر ملتے جو دولت مانگتا

حسب خواہش گر خدا دیتا تو انسانِ حریص ۔ حشر تک ہر شے یونہین نوبت بنوبت مانگتا

حور جنت بہی اگر ملتی تو مین اللہ سے ۔ تیرا کوچہ مانگتا تیری سی صورت مانگتا

آسمان اولٹا ہے تو برعکس ہین سب کاروبار ۔ اس سے بہتر تہا کہ مین رنج و مصیبت مانگتا

جسقدر ثروت بڑہی اوتنی بڑہی حرص و ہوا ۔ خوب تہا انسان اگر صبر و قناعت مانگتا

فقر و فاقہ ہے نصیبِ زاہدِ سالوس مین ۔ ان نصیبون پر ہے ظالم حور جنت مانگتا

گر کہین ملتی تو اپنے مہربان کیواسطے ۔ کچھہ مروت مانگتا مین کچھہ محبت مانگتا

دیکہتا کیا کچھہ نہین زاہد اگر مردِ خدا ۔ حور جنت کے عوض چشمِ بصیرت مانگتا

سُن چکا ہون عیش دنیا ہے عدو کیواسطے ۔ پہر دلِ رشک آفرین کیا خاک راحت مانگتا

بخت یاور یار ہمدم آسمان یارِ رقیب ۔ اس سے بڑہ کر اور کیا خاکِ مذلت مانگتا

اے ظہیر اب کچھہ نہین خواہش مگر اسدی
چشم بینا مانگتا ہون کنج حیرت مانگتا

کہتے ہو کہ مین تجھہ سے تکلف نہین کرتا
یہ کون ہے جو آکے توقف نہین کرتا

اے رشک قمر جسنے تجھے خواب مین دیکھا
وہ میل خریداری یوسف نہین کرتا

دوزخ مجھے منظور ہے اغیار کی ضد سے
جنت ترا کوچہ ہو تو مین تف نہین کرتا

تو وہ ہے ستا کر بھی پشیمان نہین ہوتا
مین وہ ہون کہ جلکر بھی کبھی اُف نہین کرتا

وہ پوچھتے ہین حال دل خون شدہ مجھسے
اور نالۂ بیتاب توقف نہین کرتا

قاصد ہے پھر آخر کو فرشتہ تو نہین ہے
کس طرح سے کہہ دون کہ تصرف نہین کرتا

آتا ہے مرے حال پہ دشمن کو ترحم
یہ ناصح بے درد مگر اُف نہین کرتا

ڈرتا ہے کہ آجاے نہ آنکھون مین مروت
شوخی سے وہ اقرار تعارف نہین کرتا

پھر کیون ہون خطاوار کہ جو آپ نی لکھا
مین اوس سے سرمو بھی تخالف نہین کرتا

جو مجھپہ گذرتی ہے وہی میرا بیان ہے
مین تیری قسم اسمین تصرف نہین کرتا

کیا شک ہے ظہیر اسمین جو فرما گئی اوستاد
آرام سے ہے وہ جو تکلف نہین کرتا

کچھہ شکوے گلے ہوتے کچھہ طیش سوا ہوتا
قسمت مین نہ ملنا تھا ملتے بھی تو کیا ہوتا

خط اوسکو لکھا ہوتا مانا کہ خفا ہوتا
ہوتا تو یہو نہین پر قسمت کا لکھا ہوتا

دل کی تو نکل جاتی گو حق مین برا ہوتا
کچھہ تمنے کہا ہوتا کچھہ ہمسے سنا ہوتا

امید نہ بر آتی حسرت تو نہ رہ جاتی
ہوتا تو خفا ہوتا شکوہ تو کیا ہوتا

جاتے تو قلق ہوتا آتے تو خفا ہوتے
ہم جاتے تو کیا ہوتا وہ آتے تو کیا ہوتا

شکوون کا گلہ کیا ہے انصاف تو کر ظالم
گر صلح ٹھہر جاتی سو فتنے اوٹھے ہوتے

کہتے بھی تو کیا کہتے ہم داور محشر سے
اس جور و ستم پر تو ہے پیار چلا آتا

ارمان رہا دل مین پامال تو ہونا تھا
یہ پاس تمہارا ہے اغیار و فلک کیسے

ناکام تمنا ہین اتنا بھی غنیمت ہے
گر وہی وفا ہوتی تھوڑی سی قبولین

کہتا تھا بجا ناصح کیون تمسے بڑی ہوتے
لکھا تھا مقدر مین اندوہ و الم ناصح

معلوم ہوا ضد سے کچھ دل مین کدورت ہے
بیداد ہوا جیسے ہو ہان قہر مروت تھی

تھوڑے سے بگڑتے ہین یان کام سلونا تھا
ہے لطف تغافل مین یا جی کی جلاتے ہین

ملتا تھا تمہین ضد سی گر مجھسے عداوت تھی

کیا کچھ نہ کیا ہوتا گر تو مری جا ہوتا
اچھا ہے نہ ملنا ہی ملتے تو برا ہوتا

گر تیرا گلہ ہوتا تجھسے ہی کیا ہوتا
گر مہر و وفا ہوتی کیا قہر خدا ہوتا

جو ہم پہ ستم ہوتا تیری ہی ادا ہوتا
ہم آگ لگا دیتے گر دل نہ لگا ہوتا

جتنی کہ خوشی ہوتی رنج اور سوا ہوتا
بیجا بھی اگر کہتے کہنے کو بجا ہوتا

سچ ہے کہ طبیعت کا آنا ہے برا ہوتا
مین کیون نہ حسینون کا پامال جفا ہوتا

گر بند قبا کھلتے عقدہ نہ یہ وا ہوتا
جو وعدہ یہان ہوتا دشمن سی وفا ہوتا

تم مجھسے خفا ہوتے مین تم سے خفا ہوتا
وعدہ تو کیا ہوتا گو وہ نہ وفا ہوتا

دشمن کو حسد مجھسے کچھ اور سوا ہوتا

سوچو تو ظہیر آخر وہ جور تو کرتا ہے
مین اوس سے گلہ کرکے محروم جفا ہوتا

ظلم سہنا بڑا جدائی کا
وعدہ اک اک سے رونمائی کا

ہے بڑا کام آشنائی کا
اور دعوی ہے پارسائی کا

دستِ وحشت وہان الجھتا تھا
تھا اگر شوق ہاتھا پائی کا

تھی سرِ راہ میکدہ مسجد
رہ گیا پردہ پارسائی کا

رشکِ عاشق کو بوالہوس کو حال
پوچھنا کیا تری خدائی کا

گر ہوا ایک روز روزِ جزا
کیا ٹھکانا شبِ جدائی کا

سادگی مین ہے بانکپن کی نوک
ہاے انداز کج ادائی کا

ولولے تھے ہوای گل کی ساتھ
نہ رہا وقت اب رہائی کا

قید خانہ ہے زندگانی ہجر
ہے مزہ موت مین رہائی کا

تھا اگر پاس نام و ننگ ظہیر
کیون کیا نام آشنائی کا

وقت ہے جرأت آزمانے کا
سامنا ہے شبِ جدائی کا

گر بناتا نہ دن جدائی کا
کیا بگڑتا تری خدائی کا

دل لگا نکلی تھی خوشی کل تک
آج رونا ہے جگ ہنسائی کا

کوئی عاشق بنا کوئی معشوق
ہو گیا خاتمہ خدائی کا

جنگجو ہو تو آکے مل جاؤ
صلح مین لطف ہی لڑائی کا

غیر کو باوفا بتاتے ہو
کیا ٹھکانا ہے بیوفائی کا

وہ دوراہے مین لاکے چھوڑ گئے
تھا گمان جن پہ رہنمائی کا

وان شکایت ہی بے عبث رہی
کیا گلہ صبر آزمائی کا

دل بھی پہلو سے خوف کرتا ہے
کیا برا وقت ہے جدائی کا

عقل درماندہ ہمنشین ناصح
کوئی پہلو نہین رسائی کا

دولتِ فقر کم نہین ہے ظہیر
چھوڑ دو عرف میرزائی کا

اوس لئے گلے وہ کرتے ہین احسان تو گیا — رنجش کی فکر ہے مجھے ارمان تو گیا
کہتا ہے بیوفا مجھے احسان تو گیا — مین جان سے گیا تری قربان ہو گیا
رہنے دے تبکدے مین نہ چھیڑ ای خدا پرست — جاتا رہون نہ کفر سے ایمان تو گیا
فقرہ سہی فریب سہی وعدۂ وصال — ایمان کی تو یہ ہے کہ مین مان تو گیا
کیا جانے کیا سمجھ کے وہ خاموش ہو رہا — مجھکو لباس غیر مین پہچان تو گیا
ایسے تنک مزاج کو اپنا بنا لیا — حق تو یہ ہے کہ وہ بھی ہمین مان تو گیا
نقرا ہو یا دعا ہو ہمین اس سے مدعا — حسنِ طلب مین غیر کو فرمان تو گیا
سو جان ایسی مرگ خوش انجام پر نثار — اپنا وہ جان نثار مجھے جان تو گیا
مرنا تھا ایک روز ہمین تم پہ مر مٹے — اچھا ہوا کہ مرگ کا ارمان تو گیا
اسکا گلہ نہین مجھے اوسنے برا کہا — یہ تو ہوا کہ وہ مجھے پہچان تو گیا
ساقی نہ جامِ مے نہ مغنی نہ بادہ خوار — اب کیا دھرا ہے بزم مین سامان تو گیا
گو مجھکو کچھ کہا نہ حجاب رقیب سے — کافر نگاہِ شوق کو پہچان تو گیا

آخر نہ تھمنے ہاتھ سے کھویا ظہیر کو
محفل مین خاک اوڑتی ہے انسان تو گیا

برائی مین تو کیا کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا — کسی کی کچھ مگر نیکی بدی سے ہو نہین سکتا
اگر چاہے تو کیا کچھ آدمی سے ہو نہین سکتا — مگر بار [illegible] الفت مین کسی سے ہو نہین سکتا
وہ خود اسکی طرح آئین دل بنتا سا گر لہذا دیا — بندگی سے [illegible] سے ہو نہین سکتا

جفاؤن پر وفا کرنی بڑی مردونکی باتین ہین
نباہے چار دن تمسے کسی سے ہو نہین سکتا

تمہارا کیا ہے تم تو قطع الفت کر چکے ہمسے
تمہین ہم چھیڑ دین یہ اپنے جی سے ہو نہین سکتا

مجھی کو دیج کرنیکو بنے ہین سب نصیحت گر
اوسے سمجھائے جا کر یہ کسی سے ہو نہین سکتا

بسر کبتک کرے کوئی امیدون ہی امیدون مین
اگر ہو آدمی سے زندگی سے ہو نہین سکتا

خدا سر پر ہے تو کیا غم ہے تم بھی دیکھ لو پھر کر
کسی کا کچھ کسی کی دشمنی سے ہو نہین سکتا

لیے قول و قسم اوس بیوفا سے اور پشیمان ہون
وہ میرے سامنے شرمندگی سے ہو نہین سکتا

خدا کی بات تو ہے اور ورنہ وہ کسی کا بھی
وہ خوش ہے عاجزی سے بندگی سے ہو نہین سکتا

بتاتی سوز دل ہے شمع محفل بیزبانی پر
فغان سے جو ہو وہ کیا خامشی سے ہو نہین سکتا

وہ ملجائین کہ دل پھر جائے یہ ممکن ہے وہ ممکن
اونہین الزام کیا دون جب مجھی سے ہو نہین سکتا

مجھے دیتے ہین طعنے صبر پر وہ کس شکایت کے
اوسی سے ہو نہین سکتا کسی سے ہو نہین سکتا

وہ یہان بیٹھے ہین بزم عدو مین اور مین دیکھون
الٰہی کیا کرون کچھ بیکسی سے ہو نہین سکتا

زبان کھلوائی یہ کہکر جواب شکوہ کیا دوگے
تکلم آشنا لب نازکی سے ہو نہین سکتا

چھپائی سے نہین چھپتی راز محبت سخت مشکل ہے
تری شوخی سے میری خامشی سے ہو نہین سکتا

مری بیتابیون پر خفا ہو ہو کے کہتے ہین
وہ کب ہوتا ہے آگے جو ابھی سے ہو نہین سکتا

بھلا دلبر کسی کے کچھ کسی کا زور چلتا ہے
نہ بولو تم تو دیکھین مدعی سے ہو نہین سکتا

ظہیر اوس بیوفا سے آج گر گذرون تو بس ہی کی ہی
مگر مجبور ہون یہہ عاشقی سے ہو نہین سکتا

ضرور اس دل بیتاب کو قرار آیا
کہا حضور نے ... کو اعتبار آیا

خدا کے سامنے تب ... ہمنشین ناصح
تجھے ... مزار آیا

عجب ادا سے وہ آشوبِ روزگار آیا
کہ خفتگانِ لحد کو نہ پھر قرار آیا

کبھی خوشی سے نہ لیکر پیامِ یار آیا
قرار بنکے گیا جو وہ بیقرار آیا

خوشی سے رنج سے اپنی تو مین گذار آیا
وہ آپ اپنی نبیڑینگے جنکا وار آیا

بس اب تو ای دلِ مضطر تجھے قرار آیا
کہ آج بزم سے دشمن بھی اشکبار آیا

ابھی نہ فتنۂ اعدا سے چین پایا تھا
کہ حشر مجھکو ستانے سرِ مزار آیا

وہ مجھسے کہتے ہین کمبخت اب تو سونے دے
ترا کہا تو کیا لے تجھے قرار آیا

یہ فکر ہے نہ گلے سے اوسے لگایا ہو
رقیب پر مجھے کیون بار بار پیار آیا

وہ ستم کہ ذکر پہ میرے بگڑ گیے اوس سے
وہ ہین کہ غیر کی حالت پہ مجھکو پیار آیا

اوسی کو مین نے بنایا ہے طرۂ دستار
اولجھ کے گر مرے دامن مین کوئی خار آیا

رہی سہی بھی امیدین جواب دے بیٹھین
رقیب مجھسے سوا ہوکے شرمسار آیا

نفس نفس مین ہی یاس و آرزو کی خلش
امید دل سے گئی دردِ انتظار آیا

غرض تھی کیا انھین آئینے میری تربت پر
ستا گیے مجھے اولٹا اگر قرار آیا

خدا بھی چاہتا ہی اوسکو جسکو تم چاہو
تمہارے نام سے دشمن بھی مجھکو پیار آیا

بہت ظہیر کو ہم یاد کر کے وان روئے
کہین جو ذکر حریفانِ بادہ خوار آیا

اضطراب دل نے کیا سینہ مین خنجر رکھدیا
ہاتھ جب دل سے اوٹھایا ہی اوٹھا کر رکھ

سخت جانی سے مری قاتل نے خنجر رکھدیا
مین نے دل رکھنے کو اوسکی پاؤن پر سر رکھ

واے قسمت سر کو ہمنے جب قدم پر رکھدیا
ہاتھ سے بیداد گر نے ہاے خنجر رکھدیا

تمنے سنگِ آستان گھر مین اوٹھا کر رکھدیا
بندگی سے باز مجھکو بندہ پرور رکھدیا

نامہ بر نے جب پڑھا خط کا لفافہ سربسر
ہاتھہ سے خطر کھہ دیا کاندھے سے بستر رکھدیا

گر شبِ ہجران نہ کٹتی عمر کے دن کاٹتے
کیون نہ اک خنجر کسی نے زیرِ بستر رکھدیا

ہمدمون کی عقل پر کیا جانے کیا پتھر پڑے
قبر پر چاہنے کا اوسکے نہ پتھر رکھہ دیا

ابتدا بعد بدگمانی شکوہای غیر کی
حالِ دل کہنے نہ پایا ہاتھہ مونہہ پر رکھدیا

دیکھی تقدیر پہلے ہی جوابِ خط سے مجھے
بار ہا خط اونکو لکھا اور لکھہ کر رکھہ دیا

ذلتین منظور تھین میری تو کوی غیر مین
کیون نہ اپنے آستان کا تمنے پتھر رکھدیا

نامۂ دشمن سے کچھہ اوٹھتی ہے دلمین گدگدی
کچھہ تو ہے جو چپکے چپکے اوسنے پڑھکر رکھدیا

ایسے فقرے تو بہت سے تاکتے رہتے ہین آپ
دل تو اپنا پھر گیا الزام مجھپر رکھہ دیا

وہ صفای رخ پہ غش ہین یان جلا ہی لے نیاز
آئینہ سے آئینہ ہمنے ملا کر رکھہ دیا

ظہیر ۔
شبِ ظہیرِ خستہ کو کیا جانے کیا یاد آ گیا
سر اوٹھایا اور بالین پر اوٹھا کر رکھہ دیا

دیکھنا ذوقِ اسیری بلبلِ ناشاد کا
آشیان مین خار [illegible]

[illegible] بیداد کا
[illegible] یاد کا

ہے زمین سے آسمان تک شور [illegible]
سننے والا کون ہے یارب مری فریاد کا

دادخواہون کو مزہ آ جائیگا فریاد کا
چھڑ گیا گر حشر مین قصہ تری بیداد کا

کاٹنا ہے بیستون کا زندگانی ہجر کی
یہ ہمارا کام ہے وہ کام تھا فرہاد کا

داورِ محشر سے ہم کیا جانے کیا کہنے کو ہین
وہم بیجا ہے تمہین کیون شکوہ بیداد کا

تم ذرا چل پھر کے کردو فیصلہ گلزار مین
ہے بہت مدت سے جھگڑا سرو سے شمشاد کا

تمکو بخشی تھی خدا نے گر نگاہِ رخنہ ساز
مجکو دینا تھا محبت مین جگر فولاد کا

ذبح کرتا ہے خیالِ رنجشِ بازو مجھے
دستِ نازک تھام سے کوئی مری جلاد کا

ہے ابھی آغازِ اُلفت اور دل بس مین نہین
دیکھیے انجام کیا ہو اس بُری اُفتاد کا

فصلِ گل اور تذکرہ گلچین کا پیشِ عندلیب
ہے نیا رنگِ ستم صیادِ ظلم ایجاد کا

ہم نہین اپنے مین جبسی تم ہمارے ہو گئے
خود فراموشی اثر ہے کیا تمہاری یاد کا

وان تغافل روز افزون اضطرابِ شوق یان
اب قدم جمنا ہے مشکل صبرِ بے بنیاد کا

توڑنا مشکل نہین اور باندھنا مشکل نہین
کیا ثبات بے ثبات اس عہدِ بے بنیاد کا

زمرۂ اہلِ سخن مین کیا شمار اوسکا ظہیر
آپ بے بہرہ ہے جو پیرو نہین اوستاد کا

ناتوانی کھوئے دیتی ہے مزہ بیداد کا
دوست سی طالب ہون یا دشمن سی ہین امداد کا

کشتۂ انداز ہون کس شوخ ظلم ایجاد کا
ولولہ اوٹھہ اوٹھہ کے رہ جاتا ہی کیون فریاد کا

ہی مزہ جوشِ قلق جب شکوۂ بیداد کا
خامشی مین رنگ پیدا کیجیے فریاد کا

حضرتِ واعظ بس اب اتنا کرم کیجے جناب
ٹھنڈے ٹھنڈے لیجیے رستہ عدم آباد کا

سر اوترنے سے نہ حاصل کچھہ سبکدوشی ہوئی
بارِ احسان اور گردن پر رہا جلاد کا

رل گیا دیوانے سے دیوانہ ابھی سیرا ہے
وہ قدم لیتا ہے میرا اور مین حداد کا

مجھکو صورت آشنا کہتے ہو صورت دیکھکر
حافظہ نسیان مین داخل ہے تمہاری یاد کا

سخت جانی اور ہے خارا کنی کچھہ اور ہے
خون گردن پر رہا فرہاد کی فرہاد کا

گر نہین کٹتی شبِ یلدای غم خنجر تو ہے
کاٹنا مشکل نہین اس قید کی میعاد کا

وہ ستم کرتے رہین اور ہم ستم سہتے رہین
وان اگر پتھر کا دل ہی یان جگر فولاد کا

کیون گریبان کیطرح سی اب نہ دل ہو چاک چاک
ہاتھہ مین دشمن کی دامن ہی مری فریاد کا

کھینچکر تصویر اوسکی بنگیا تصویر وار
دیکھنا نقشہ دم صورتگری بہزاد کا

غیر سے میرا گلہ مجھسے شکایت غیر کی
ہر گھڑی عالم نیا ہے طبع ظلم ایجاد کا

دیکھنا جوشِ قلق کیا کچھہ گوارا ہے مجھے
مدعی سے آج کل طالب ہوں میں امداد کا

ہو چلیں ہیں اب بہت کچھہ در خورِ صحبت رقیب
دیکھتا ہے اب تلون طبعِ ظلم ایجاد کا

خیر ہے کچھہ تمکو واعظ وقت کی باتیں کرو
واہ اچھا ذکر چھیڑا گلشنِ شداد کا

کیا کیا تیر اثر ہو جذبِ شوق ناتمام
چلتے چلتے رک گیا خنجر مرے جلاد کا

ہے جو یہ کچھہ فراہم آپ کے دل میں غبار
ہے یہی مدفن ظہیر خانمان برباد کا

شکوہ دشمن سے کروں یا بخت سے امداد کا
ہاتھہ گردن پر مری اوچھا پڑا جلاد کا

سایۂ دنبال ہوں کس غیرتِ شمشاد کا
آپ عاشق ہوں میں اپنی خاطر آزاد کا

کون بنتا ہے مکیں اس خانۂ برباد کا
یہ دلِ ویران نمونہ ہے جہان آباد کا

اس قدر مجھسے آگے پوچھتا ہے کون ہے
رکھہ دیا سرو چمن ہے نام اک آزاد کا

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

پیچتاب سنبل ترا آپ کے گیسو میں ہے
ہے مری خاطر میں عالم نکہتِ برباد کا

اک نگہ میں جان بلب ہی اک ادا میں شاد کام
شاد کرنا بات کیا ہے عاشقِ ناشاد کا

تلخکامی ہاے مرگ سخت جانی ہاے ہاے
آگیا ہے ناک میں دم خنجرِ فولاد کا

رونقوں پہ فصلِ گل ہی جوش پر دیوانگی
خوب لوہا تیز ہے کچھہ ان دنوں حداد کا

آسمان خرسند ہی تم خوش ہو دشمن شاد کام
شیون اپنا زمزمہ ہے کچھہ صبا کے یاد کا

آج جانبازونکی پرسش ہے تیغ سے
آج موقع ہے رقیبونکی مبارکباد کا

چارہ گر کیا پوچھتا ہے اوسکی مژگانکی خلش
ہے مری رگ رگ مین عالم نشترِ فصّاد کا

ہے جو یہہ حسنِ بیان میری سخن مین ای ظہیر
یہ مجھے فیضانِ صحبت ہے مرے اوستاد کا

برا انجام ہے سوزِ جگر کا
کسی دن فیصلہ ہونا ہی گھر کا

نہین کھلتا مآل اپنے سفر کا
نظر سے دور ہے عالم نظر کا

یہ کانٹا بھی نکلجاے شبِ ہجر
کہ دم کے ساتھہ ہی کھٹکا سحر کا

وہ مجھسے دور تر کھینچنے لگے اور
برا ہو نالۂ حسرت نشان اثر کا

ہم اپنے دشمنِ جان ہین کہ تم ہو
بتائین نام کس بیدادگر کا

ہمین پہنچین تو پہنچین جذبۂ شوق
گذر دشوار ہے وان نامہ بر کا

وہ ہین پیش نظر اور پہر نہین ہین
سراسر ہے قصور اپنی نظر کا

اگر نازان ہے شعلون پر جہنم
بہروسا ہے ہمین دامانِ تر کا

حجاب چشم ہے جلوا [illegible]
[illegible] رشکِ قمر کا

منور تمسے ہے کاشانہ [illegible]
[illegible] کیا نام ہے نورِ سحر کا

نقاب اولٹو نہ تم دشمن تو دشمن
مجھے اندیشہ ہے اپنی نظر کا

عدو کی التجا کرنی پڑیگی
بشر سے کام پڑتا ہے بشر کا

اگر لاوے جواب خط ہمارا
تو پایان پانو پوجین نامہ بر کا

گرا پڑتا ہے کیون کوچہمین او
دلِ بیمار کیا پردہ ہی در کا

جواب نامہ تو کافر نے لکہا
پتا خط پر لکہا دشمن کے گھر کا

روان ہے شوقین بیتاب قاصد
کوئی آنسو نہو یہ چشم تر کا

اوٹھا دو غیر کا سر آستان سے
یہ پتھر ہے تمہاری رہگذر کا

ابھی ہوجائیگی راہ عدم طے
وہ خنجر سمجھدین اپنی کمر کا

پھٹا جاتا ہے سیتے سیتے پیوند
گریبان ہین نہو ٹکڑا جگر کا

بتون سے قہر ہے یہ حورون تک رسائی
ادھر کا ہی نہ یہ زاہد ادھر کا

مجھے وہ دے رہے ہین بد دعائین
یہ موقع ہے دعاؤن کے اثر کا

وہ کیون پہلو تہی کرتے عدو سے
کوئی اس خیر مین پہلو ہی شر کا

وہ کہتے ہین تری آنکھین بھی پھوڑین
ارادہ ہو اگر کچھ بد نظر کا

ظہیر پرسیدہ ہے پا شکستہ
الٰہی آسرا ہے تیری در کا

جنون خار غم دل مین بوتا رہیگا
یہ نشتر یہ نشتر چبھوتا رہے گا

عبث تمنے دامن سے پوچھے ہین آنسو
لب اب غم پھر غم [illegible] روتا رہیگا

[illegible]
[illegible] رہے گا

[illegible]
[illegible] آپ ہوتا رہے گا

کیا اس توقع یہ خرقے سے آگین
کہ ابر کرم داغ دھوتا رہیگا

کبھی دیدۂ تر پہ تکیہ نہ کرنا
یہ ظالم ہمیشہ ڈبوتا رہیگا

جسے خواب مین تم دکھا دوگے صورت
توقع مین تا حشر سوتا رہے گا

مرا حال سن سن کے قاصد سے بولے
یونہین وہ نصیبون کو روتا رہیگا

مرے بخت خفتہ نہ جاگینگے ہرگز
وہ پہلو مین دشمن کے سوتا رہیگا

چلو وصل کی شب ہے ملجاؤ ہمسے
یہ قصہ قضیہ تو ہوتا رہے گا

نہ چہوٹیگا خونِ ظہیرؔ مرادمان
وہ دامن تو دہونے کو دہوتا رہیگا

دیکہنا ہے کہ مددگار ہو دشمن اونکا
حشر کے روز مرا ہاتہہ ہے دامن اونکا

ہای وہ دل مین ہون اور پہر ان بدظن اونکا
ہو چکا اس دلِ مضطر مین نشیمن اونکا

ملنے دیگا اوہنین کس سے دلِ بدظن اونکا
اونکے پہلو مین تو موجود ہے ہمزن اونکا

کیا قیامت ہے قیامت مین یہی داورِ حشر
غیر کے ہاتہ مین ہے گوشۂ دامن اونکا

اب مین اونکی سی کہون گا کہ الٰہی اپنی
مین ہوا خواہ ہون محشر مین کہ دشمن اونکا

موت آتی مجہے اے کاش عدو کی بدلے
کیا خوشی تہی کہ سنون کان سے شیون اونکا

ہاتہہ کشتے کے قلم کرتے ہین سر سے پہلے
حشر مین تا کہ نہ پکڑے کوئی دامن اونکا

ہاتہہ وحشت مین ملے بہی ہین تو بیکار ملے
پاس ناصح کا گریبان ہے نہ دامن اونکا

ہای کیا غیر کو بالین سے سرو کار رہا
رات بہر ہاتہہ رہا ہے تہِ گردن اونکا

طور کیون خاک ہوا برق گرائی کسنے
ایک یہ ہی تہا مگر غمزۂ پرفن اونکا

خوب ہین وہ جو رہے دل مین کدورت بنکر
کہ نہ پامال کیا غیر نے مدفن اونکا

کافر الفتِ اصنام تمہین کیا ہو ظہیرؔ
کلمہ پہرتے ہین سب شیخ و برہمن اونکا

عشق ہے عشق تو اک روز تماشا ہوگا
آپ جس منہہ کو چہپاتے ہین دکہانا ہوگا

مژدۂ مرگ عدو کسکو گوارا ہوگا
اونکے شیون مین بہی اعجاز مسیحا ہوگا

وان بہی کچہہ جلوۂ دیدار کی امید نہین
وعدۂ حشر نہ کس سے تمہارا ہوگا

وصل مین بہی تو تہی حشر و قیامت ہوگی | ناز ہر بات پہ پہر ناز بیجا ہوگا
اونکے انداز مین ایسی تو نہ تہی بیہوشی | ہان اوڑا یا دل بیتاب کسیکا ہوگا
طور پر طالب دیدار نے دیکہا کیا کچہہ | حشر کو حشر دم عرض تمنا ہوگا

شکوۂ ہجر بتان کیون ہے ظہیر ناکام
کام بنجائینگے جب فضل خدا کا ہوگا

باعث نام آوری نقصان جان ہوجائیگا | بے نشانی سے مرا نام و نشان ہوجائیگا
ہین امیدین وصل کی نیرنگہای عشق سے | مہربان اک دن وہی نامہربان ہوجائیگا
کب گمان تہا چشم ساقی اسطرح پہر جائیگی | اور دور جام دور آسمان ہوجائیگا
دیکہہ لینا گر سلامت ہے ہمارا دم قدم | خود بخود اہل وفا کا امتحان ہوجائیگا

ای ظہیر اچہی نہین آتش رخون سے چہیڑ چہاڑ
اس ہنسی مین ایک دن جی کا زیان ہوجائیگا

بزم دشمن مین جا کے دیکہہ لیا | لے سمجہے آزما کے دیکہہ لیا
تمنے مجہہ کو ستا کے دیکہہ لیا | ہر طرح آزما کے دیکہہ لیا
شمع کے بدلے جلتی ہین عاشق | تیری محفل مین آکے دیکہہ لیا
پند ناصح کا اعتبار نہ تہا | تم سے دل کو لگا کے دیکہہ لیا
اونکے دل کی کدورتین مٹین | اپنی ہستی مٹا کے دیکہہ لیا
کچہہ نہین کچہہ نہین محبت مین | خوب جی کو جلا کے دیکہہ لیا
اپنی حالت پہ رو دیا ہمنے | اونے جب مسکرا کے دیکہہ لیا
غیر الفت سے جی چورانے لگے | تمنے آنکہین چورا کے دیکہہ لیا

کچھہ نہین جز غبار کین وعناد — ہمنے دل مین سما کے دیکھہ لیا
اپنے جلوی کے آپ تہی مشتاق — خود ہی پردہ اوٹھا کے دیکھہ لیا
نہ ملے وہ کسیطرح نہ ملے — غیر کو بہی ملا کے دیکھہ لیا
بندگی کی نہین پذیرائی — بندہ پرور بنا کے دیکھہ لیا
درد کسطرح دل مین اوٹہتا ہے — تمنے پہلو سے جا کے دیکھہ لیا

کیا ملا نالہ و فغان سے ظہیر
حشر سر پر اوٹھا کے دیکھہ لیا

بتون سے کہین دل بہرا ہے کسی کا — کہین تو بہی ناصح خدا ہے کسی کا
کسی سے نہ ملنا بہلا ہے کسی کا — بہلائی مین ہوتا برا ہے کسی کا
یہ اچہا ہے تو بہی تو اچہا نہین ہے — وفادار ہونا برا ہے کسی کا
نصیحت گرون کا یہ کہنا بجا ہے — ستمگار تو کب ہوا ہے کسی کا
ستم دیکھتے ہین مرے بعد دشمن — برا چاہنا بہی برا ہے کسی کا
مجہے بزم سے وہ اوٹھا کر رہینگے — نکلنا مرا مدعا ہے کسی کا
تمہاری نگہہ کی دورنگی نے مارا — برا ہے کسی کا بہلا ہے کسی کا
کہین وہ نہ آجائے اے اہل محشر — مجہے خوف روز جزا ہے کسی کا
گوارا ہے جو کچھہ گوارا نہین ہے — مجہے پاس کیا جانے کیا ہے کسی کا
وہ زانو پہ سر کیون جہکائے ہوئے ہین — مگر خون سر پر چڑہا ہے کسیکا

ظہیر اسپہ مرتا ہون کہتی تو ہی خلق
کوئی باوفا مبتلا ہے کسیکا

غزل قطعہ بند بطرز واسوخت

مفتون ہے کسیکی نرگس فتان کو کیا ہوا
آشفتہ کیون ہی زلف پریشان کو کیا ہوا

اوڑتی ہوائیان ہین رخ رشک ماہ پر
سیماب گون ہے مہر درخشان کو کیا ہوا

کسکی دعا تھی یہ کہ ستم کی سزا ملے
تم نازکش ہو غیر کے دوران کو کیا ہوا

میری طرح سے ہاتھ ہی کیون دے لیا یار کا
ہے ہے وہ دشنہ ریزی مژگان کو کیا ہوا

سایہ پڑا ہے کسکے دل چاک چاک کا
ہین تار تار جیب و گریبان کو کیا ہوا

دست دعا بنے جو ستم پر دراز تھے
بیداد و کینہ جو سے ارمان کو کیا ہوا

کیا لب سے ہل گئے کوئی لعل نمکفشان
موج تبسم لب خندان کو کیا ہوا

کسکے قلق سے آج ہی جی پر بنی ہوی
ہے نالہ سنج کیون دل شادان کو کیا ہوا

کیون لو ہی درد ہے دل ایذا پسند مین
جوش و خروش کاوش پنہان کو کیا ہوا

میری طرح سے کیا کہین دل لگ پھنسا دیا
اب پیچ و تاب سنبل پیچان کو کیا ہوا

کیا پیچ پڑ گیا کسی زلف دراز کا
بکھری ہوی ہے زلف پریشان کو کیا ہوا

ہے دشنہ ریز طعنہ پہ ہر سو زبان خلق
بیمار خود ہے عیسی دوران کو کیا ہوا

کیا کام کر گئی مرے دل کی فسردگی
ہنستے تھے جسپہ اب دل شادان کو کیا ہوا

طعنون مین اضطراب کی لذت نہین رہی
کچھ بیمزہ ہے شور نمکدان کو کیا ہوا

کس چشم نیم باز نے دل کو لبھا لیا
ہے اشکبار نرگس فتان کو کیا ہوا

کس خیرہ سر کے دھیان مین ہی سر جھکا ہوا
مٹھی پہ کیون ہاتھ ہی سیب زنخدان کو کیا ہوا

مد نظر ہے کیا کسی آئینہ رو کی شکل
حیرت زدہ ہے نرگس فتان کو کیا ہوا

کس دن ہوی تھی بار خدایا یہ آرزو
تاثیر آہ و زاری و افغان کو کیا ہوا

اشکون سے کیون ہین سیاہ نرگس ہی ہوے
سلکِ گہر ہے سوزنِ مژگان کو کیا ہوا

رہتا ہی کسکے خندۂ دندان نما کا دہیان
اشکون سے تر ہی گوشۂ دامان کو کیا ہوا

کیا دلمین ہی تصورِ روی عرق فشان
کیون ہی عرق عرق رخِ تابان کو کیا ہوا

اگلا سا پہر مین نہی سر سے حجاب ہے
زیبِ جبین ہے گوشۂ دامان کو کیا ہوا

حسرت کو دل سے دلکو تصور سی ربط ہے
باہم ہے دشمنی لب و دندان کو کیا ہوا

کیا سوی رہ مری نگہِ انتظار ہے
وحشت مجھے ہے نرگسِ فتان کو کیا ہوا

ایسے کہان کی آپ وفادار بن گئے
ہے ہے یہ طبعِ زود پشیمان کو کیا ہوا

رنگِ وفا ہے چشمِ تلون شعار مین
اب انقلابِ گردشِ دوران کو کیا ہوا

دل انتظار کش ہی نگاہین ہین فرشِ راہ
تصویر در ہے سروِ خرامان کو کیا ہوا

کیا سن لیا ہے حال پریشان ظہیر کا
برہم ہے طبعِ خاطرِ شادان کو کیا ہوا

غزل در صنعت عاشق شدن معشوق بر معشوق دیگر و سفارش نمودن عاشق از جانب معشوق پیش مطلوب محبوب خود بہ نہجیکہ کلمۂ رقابت درمیان نیاید

حسینون مین رتبہ دو بالا ہے تیرا
کہ بیمارِ الفت مسیحا ہے تیرا

تماشا ہے جو ہے تماشای عالم
وہ اسطرح محوِ تماشا ہے تیرا

ستم اوسپہ کیجو مری جان سمجھکر
نہین دست و دامان ہمارا ہی تیرا

کیا اوس فسونگر کو تو نے مسخر
غضب نقشِ تسخیر چلتا ہے تیرا

جہان اوسکی بس مین وہ تجہہ تیرے بسمین / ستمگر ستم حد سے گذرا ہے تیرا
ترے گہر مین ہے آج ساری خدائی / کہ خواہان ہوا وہ خود آرا ہے تیرا
خدا جانے کیا بات دیکہی ہے تجہمین / خدا جانے کیا ڈہنگ بہایا ہے تیرا
پیا تجہہ پہ وہ اوسنے پیپا جہان کو / زمانے مین اک حشر برپا ہے تیرا
کیا اوسنے سامانِ قتلِ دو عالم / بظاہر تعشق جتایا ہے تیرا
مگر کچہہ نہ کچہہ چال کرتا ہے تجہپر / وہ دمسازیون دم جو بہرتا ہے تیرا
خدا بے نیازی دکہاتا ہے اپنی / کہ وہ نازنین ناز اوٹہاتا ہے تیرا
ظہیر اوسپہ مائل وہ مائل ہی تجہہ پر / جو مفتون ہے اوسکا وہ شیدا ہے تیرا

کب تمہارا بسملِ تیغِ نظر اچھا ہوا / دل ہوا مجروح گر زخمِ جگر اچھا ہوا
عشق مین جو کچہہ ہوا سود و ضرر اچھا ہوا / جو ہوا میرے لیے ای فتنہ گر اچھا ہوا
جوشِ وحشت مین کہان تہی کاہشِ درد و الم / ہو گیا رنجور تر مین جسقدر اچھا ہوا
جز اجل ممکن نہ تہی بیمارِ الفت کو شفا / موت ہی آتی مجہے ای چارہ گر اچھا ہوا
سن چکا قاصد کی منہہ سے جبکہ میرا حالِ زار / ہنس کے بولا وہ بتِ بیداد گر اچھا ہوا
جانتا ہون مجہسے کچہہ بہتر کہیگا حالِ دل / مدعی اپنا ہوا پیغامبر اچھا ہوا
اور ہم واقف نہین حال ظہیر زار سے / ہان سے گیے وقتون مین اک شوریدہ سر اچھا ہوا

گل افشانی کے دم بہرتی ہے چشمِ خونفشان کیا کیا / ہمارے جیب و دامن ہے بہارِ گلستان کیا کیا
ابہی سے اگئین نام خدا ہین شوخیان کیا کیا / میری تقدیرین بن کر بدلتی ہے زبان کیا کیا

مجھے گردش مین کہتی ہی نگاہ گلستان کیا کیا
نگاہون مین حیا ہے اور حیا مین ہی نہان کیا کیا
کشود مطلب عاشق کے ہین لب پہ گمان کیا کیا
فقط اک سادگی پر شوخیون کے ہین گمان کیا کیا
کبھی مسکن ہی کعبے مین کبھی دیر و کلیسا مین
ادہر کچھ پانو بڑہتے ہین ادہر کچھ ہاتھ اٹھتے ہین
میری بیتابی دل کا تو مجہ سے پوچھنا ہی کیا
مروت کا بھروسا ہے تو کچھ ہو گا ہی تمکین کا
دل خون گشتہ حسرت نے کیا کچھ گل کھلائی ہین
شکایت نالۂ بلبل کی ہے صیاد و گلچین سے
ہزارون آرزوئین دل کی دل ہین خون ہوئی ہونگی
گذرنا وادی تسلیم سے کار نمایان ہے
جنون سے کم نہین ہی کچھ ہجوم شادمانی بھی
نگاہین بدگمانی سے کہان جا جا کی لڑتی ہین
سراپا بھر دیا ہے رنگ یاس و درد و غم ہمین
وفاداری کی اپنے سب دل آزارون مین چرچے ہین
تصور مین وصال یار کی سامان ہوتے ہین
ابھی سے بےکلی مشکل ابھی تو دور ہے منزل
نظر مین وان تلون ہی تو یان بیچینیان دل مین

مری قسمت دکھاتی ہے مجھے نیرنگیان کیا کیا
طبیعت مین بسی ہین خیر سے رنگینیان کیا کیا
ادای خامشی مین بھر دیا رنگ بیان کیا کیا
نگاہ شرمگین ہی سے نہان کیا کیا عیان کیا کیا
دکہائین چشم شوخ و شنگ نی نیرنگیان کیا کیا
جنون انگیز یون پر ہے ہوای گلستان کیا کیا
تمہین بیچین رکھتی ہین تمہاری شوخیان کیا کیا
نگاہ شرمگین پر شوخیونکی ہین گمان کیا کیا
بہار آگین ہے کچھ آنکی برس فصل خزان کیا کیا
شگوفے چھوڑتا ہی بیٹھے بیٹھے باغبان کیا کیا
دکہائین چشم پرخون نی چمن پیرائیان کیا کیا
قدم یان لڑکھڑا جاتے ہین وقت امتحان کیا کیا
ہوای گل مین ہی جامہ سی باہر باغبان کیا کیا
میری آنکھون مین ہین دشمن کی بزم آرائیان کیا کیا
مری گفتار سے ظاہر ہین رنگ آمیزیان کیا کیا
ہمین بدنام کرتے ہین ہمارے رازدان کیا کیا
ہمین بھی یاد ہین حسرت کی بزم آرائیان کیا کیا
مجھے [illegible] مجھے بیتابیان کیا کیا
تر[illegible] نی ہین مری بیتابیان کیا کیا

وہان شرم و حیا کیا کچھہ وہین پردے لگاتی ہے
مجھے بیتاب کرتی ہین مری بیتابیان کیا کیا

نرالے ڈھنگ ہین دنیا سے کچھہ حسن و محبت کے
طبیعت رنگ لاتی ہے یہان کیا کیا وہان کیا کیا

چلی آتی ہے اتراتی ہوی کچھہ کوی جانان سے
بسی ہے مشک کی بو مین نسیم بوستان کیا کیا

مری آنکھین ہی لڑ لڑکر قیامت مجھہ پہ لاتی ہین
نگاہین توڑتی رہتی ہین مجھہ پر بجلیان کیا کیا

قدم رکھتے نہین ہین وہ زمین پر بے نیازی سے
بڑھا جاتا ہے یان شوق سجود آستان کیا کیا

خدا ہی آبرو رکھتا ہے سالک کی تو بہتر ہے
لٹی ہے دور دور جاکر متاع کاروان کیا کیا

جتنے دور رہ پہنچتے ہین تعلق اور بڑھتا ہے
نظر سے وہ جو پنہان ہین تو دل مین ہین عیان کیا کیا

ظہیر خستہ جان سچ ہے محبت کچھہ عجب شی ہے
مجازی مین حقیقی کی ہوی ہین امتحان کیا کیا

جب مین پر پا تو مرنے کا سہارا ہوگیا
آدمی سمجھا فلک کا مین ہی تارا ہوگیا

ضبط بیتابی سے دل ٹکڑے ہمارا ہوگیا
کشمکش سے ہر نفس سینہ مین آرا ہوگیا

اوسکے کوچے تک پہونچنے کا جو چارا ہوگیا
بوالہوس نخوت سے پہولا کہ تارا ہوگیا

کیا کہین دل کی یا تہون کیا گوارا ہوگیا
طعنہ دشمن ہین رفق و مدارا ہوگیا

اوس جفا جو کا بھروسا کیا ہے مثل روزگار
آج دشمن کا ہوا اور کل ہمارا ہوگیا

ہوگئین اک جنبش لب مین امیدین کسقدر
کیا ہوا کیا کچھہ ہوا اک نا سہارا ہوگیا

مٹ گیے دنیا کے جھگڑے اک نگاہ ناز مین
تم ہمارے ہوگیے عالم ہمارا ہوگیا

حشر مین چار و نظر سے انگلیان اوٹھنے لگین
تیرہ کاری سے یہ کچھہ شہرہ ہمارا ہوگیا

ہو رہا وہ ہی ہمارا جس سے تمنے بات کی
دوست سمجھے ہم جسے دشمن ہمارا ہوگیا

ناگوار خاطر رشک آفرین کیا کچھہ نہ تہا
مختصر یہ ہے کہ اب سب کچھہ گوارا ہوگیا

کیا کہین کہنا پڑا کیا کچھہ پئے الزام غیر
جو چھپاتے تھے وہی اب آشکارا ہوگیا

گفتگو مین دشمنون پر کچھ ہمین غالب ہے
بول بالا سب بالاتر ہمارا ہو گیا

واہ وا کیا وقت منزل ہی دل دشمن سے تیرا
اہل کا نا اہل کا جس مین گذارا ہو گیا

غیر کی کج بحثیونکی کیون نہ قربان جائیے
اونکے آگے گفتگو کا ہمکو یارا ہو گیا

بت پرستی کرتے کرتے سخت کافر ہو گئے
رنج سہتے سہتے دل بھی سنگخارا ہو گیا

ہنستے روتے ہو گئی اس زندگانی مین گذر
دوست دشمن مین خوش و ناخوش گذارا ہو گیا

غیر کے پیغامبر بن بن کے پہونچے ہم ظہیر
اوسکے کوچے مین یونہین کچھ دن گذارا ہو گیا

ای بیحجاب یاد فراموش نقش پا
کیا کہہ رہے ہین یہ لب خاموش نقش پا

دیکھو تو کوئی غیر مین تم ہوش نقش پا
غماز بن گئے لب خاموش نقش پا

کیا کیا اوٹھائے حشر تمہاری خرام نے
اوٹھ اوٹھ کے فتنہ ہو گئی ہمدوش نقش پا

گر چھیڑ دون فسانہ شب وصل غیر کا
رنگ پریدہ بن کے اوڑی ہوش نقش پا

آتے ہو تم تو خلق کی بچ کر نگاہ سے
رہبر ہے بنے رقیب کی پاپوش نقش پا

چلتے ہوئے ہین فتنے تری رہگذار کے
رہتا ہے حشر غاشیہ بر دوش نقش پا

تم شب کہان رہے کہ مرے سیانہ منتظر
خلخال کی صدا پہ رہے گوش نقش پا

میدان رستخیز ہے یا کوئی غیر ہے
ہر گام پہ ہے فتنہ ہم آغوش نقش پا

کوئی عدو مین فتنہ پی فتنہ ہے وان
ہر نقش پا ہی غاشیہ بر دوش نقش پا

چھپتی ہے کوئی آمد اغیار کی خبر
ظالم لگے ہوئی ہین ادہر گوش نقش پا

سرگوشیان نہ کیجے بلا کر رقیب سے
ہر نقش پا ہے اک ہمہ تن گوش نقش پا

پھر بھی ترے قدم سے کبھی ہمکنار ہو
اس آرزو مین باز ہے آغوش نقش پا

دنیا رہ وہ ہے کوئی عدو مین پئے سراغ
میرا شریکِ حال ہے کچھ جوشِ نقشِ پا

ہے کامیاب بوسہ گر انبار کیون نہو
پائندہ ہے خوشی سے تنِ توشِ نقشِ پا

کچھ منزلِ عدم مین نہ پایا کہین سراغ
یارانِ رفتگان ہین سبکدوشِ نقشِ پا

لکھو بدل کے قافیہ ایسی غزل ظہیر
احسنت کہہ اوٹھین لبِ خاموشِ نقشِ پا

میری نمود بود سے ہے تصویرِ نقشِ پا
نقشِ فنا ہون صورتِ تحریرِ نقشِ پا

چلتا ہون دیکھ دیکھ کے تقدیرِ نقشِ پا
ہمدوشِ پائے یار ہے تصویرِ نقشِ پا

کیا کہہ رہی ہے شوخیِ تحریرِ نقشِ پا
ابتک ہے کوئی غیر مین تقریرِ نقشِ پا

فیضِ قدم سے ہی ترے توقیرِ نقشِ پا
پہونچی ہے کس عروج پہ تقدیرِ نقشِ پا

نقشِ قدم کو بھی دلِ عاشق سمجھ لیا
لو وہ مٹانے آئے ہین تصویرِ نقشِ پا

بڑھکر فروتنی سے نہین کچھ جہان مین
سچ ہے بجا ہے اس کی تفسیرِ نقشِ پا

جس جا رکھا زمین پہ وہین جم گیا قدم
مین ناتوان ہون بستۂ زنجیرِ نقشِ پا

مین اور سجود کوئے عدو واہ رے نصیب
کچھ آپ کی خطا ہی یہ تقصیرِ نقشِ پا

وہ نقشِ پائے دوست ہے مین نقشِ خاک ہون
مجھسے کہین بلند ہے تقدیرِ نقشِ پا

ہر نقشِ پا کو دیکھ کے ہین کوئی غیر مین
مٹ مٹ گیا ہون صورتِ تصویرِ نقشِ پا

ممکن نہین کہ بعد جدائی وصال ہو
تقدیر سے خلاف ہی تدبیرِ نقشِ پا

تم اور تمہارے پانو نگارین کی خاکِ راہ
شایانِ احترام ہے توقیرِ نقشِ پا

مٹ جائین ہم جہان سے تو قصہ ہی پاک ہو
کیا پوچھتے ہو غیر سے تدبیرِ نقشِ پا

نازک ہو کوئی غیر مین کیونکر گذر ہوا
کیا لے اوڑی ہے شوخیِ تحریرِ نقشِ پا

تیرے قدم کے ساتھہ ہین جانین لٹی ہوئین / دیکھین مٹا تو دی کوئی تصویر نقش پا
بتخانہ کوچہ کوچہ ہے کعبہ گلی گلی / اللہ رے فتنہ گری تسخیر نقش پا

لکھی ہے کس ردیف مین تو نے غزل ظہیر
کھینچی ہے زور طبع سے تصویر نقش پا

لہو و لعب مین عہد جوانی گذر گیا / جہو کا خزان کا تھا ادہر آیا ادہر گیا
شب انکو ذکر غیر پہ کیا شک گذر گیا / نیچی نگاہ ہو گئی چہرہ اوتر گیا
اوس کوچہ مین ضرور مرا نامہ بر گیا / جس جا دعا گئی نہ دعا کا اثر گیا
نامہ دیا کہ نامہ رسان کو پیام مرگ / خط کیا گیا کہ مجھہ سے مرا نامہ بر گیا
لڑتے ہو مجھسے اور نہین لڑتی نگاہ قہر / معلوم ہو گیا مجھے غصہ اوتر گیا
اونکے تو پاؤن نہ آنیکے شکوے دہرے رہے / میرا ہی اضطراب مرا کام کر گیا
آنکھین سی کھل گئین تری جلوونکو دیکھکر / گویا نظر سے ایک زمانہ گذر گیا
کمبخت پاس وضع نے پیچھے ہٹا دیا / مین ایک گام سایہ سے آگے اگر گیا
ہوتا ہے لٹ لٹانے کے تری کوچے تک گذر / نالہ بھی گر گیا ہے تو کہو کر اثر گیا
تو بھی سہے بیوفا ترا پیکان تیر بھی / کیا بے لگاؤ سینہ سے ظالم گذر گیا
ای شوق ضد دلا کے اوسی کیا ستم کیا / مین اوسکے گھر گیا تو وہ دشمن کے گھر گیا
اک اک کو اپنی بضاعت پہ ناز تھا / مین ساتھہ لیکے حشر مین داغ جگر گیا

وہ بدنصیب ہون کہ دم پرورش ظہیر
میرا خیال یاد سے شہ کی اوتر گیا

جلوہ تاب رخ روشن مین کھلا / نشترن زار ہے جلوون مین کھلا

وای قسمت مرا گلزار امید
غنچہ غنچہ دل دشمن مین کہلا

دل لگے عقدہ رہے سب بند کی بند
اک شگوفہ بہی نہ خرمن مین کہلا

سب گل داغ کے ہین نشو و نما
کہین دل مین کہین گلشن مین کہلا

نہ کہلا تہا جو کبہی غنچۂ راز
وہ شگوفہ مرے شیون مین کہلا

جب ہوے مرغ چمن زمزمہ سنج
اک نیا گل ہے نشیمن مین کہلا

آج دیکہو مرے گریہ کی بہار
طرفہ گلزار ہے دامن مین کہلا

نگہہ ناز نے جادو ڈالا
سحر مانوس چشم فسون فن مین کہلا

دست گستاخ نہین رہنے دو
یہ گلوبند ہے گردن مین کہلا

بل بے عکس رخ رنگین کی بہار
گلشن آئینۂ آہن مین کہلا

کسکی آنکہون سے لڑی آنکہ ظہیر
نرگسین باغ ہے روزن مین کہلا

جو تنگ بوالہوسی راہبر نہین ہوتا
مقام دوست تک اپنا گذر نہین ہوتا

مزاج حسن جو شورش اثر نہین ہوتا
نشان سجدہ مرا در بدر نہین ہوتا

وہ جانتے ہین کہ ہے بیاد جلوہ دیدۂ شوق
گذر کبہی جو سر رہگذر نہین ہوتا

بلا سے موت ہی آتی جواب کے بدلے
مجہے نصیب جو پیغامبر نہین ہوتا

مجال عرض تمنای دل کسے ہوتی
جو شوق جلوہ گری پردہ در نہین ہوتا

پیامبر مرا آتا نہ یون گریبان چاک
جواب نامہ جو وحشت اثر نہین ہوتا

ظہیر دیر و حرم کی بہت اڑائی خاک
مقام یار تک اپنا گذر نہین ہوتا

دیگر

جب کدورت سے صفا آئینۂ دلکا ہوگیا
آپ ہی اپنا مجھے ذوق تماشا ہوگیا

دلکو تھاموں پھر میں یا جانکو تسکین دوں
تم بغل سے کیا گیے اک حشر برپا ہوگیا

اونکے دلمیں بھی ہماری آرزو کا رنگ ہے
غیر کا نقش وفا اپنی تمنا ہوگیا

ہای ہم اور ترک پاس وضع اور پھر اسقدر
دل لگے ہاتھوں کیا کیں کیا کچھہ گوارا ہوگیا

کیوں ظہیر خستہ جاں دیکھا محبت کا مزہ
دو ہی دن میں کیا سے کیا عالم تمہارا ہوگیا

ردیف یای عربی

باہم رہی یہ شکوہ سرائی تمام شب
ہمسایوں تک بھی نیند نہ آئی تمام شب

تنہا اونھیں بھی نیند نہ آئی تمام شب
آئی صدای نغمہ سرائی تمام شب

کیونکر شب فراق میں کرتی دعا مگر
فرصت فغاں سے ہمنے نہ پائی تمام شب

ایسے ستیزہ خو سے کہانتک نباہیے
ان بن تمام دن ہے لڑائی تمام شب

کیونکر نہ بھڑکے شعلہ صفت شوق میں وہ دل
جسپر رہے وہ دست حنائی تمام شب

دلگرمی عدو نے مرا جی جلادیا
دن بھر گلے ہیں شکوہ سرائی تمام شب

دلکا برا ہو یوں ہی گزری شب وصال
کرتے رہے عدو کی برائی تمام شب

کچھہ اور بھی وصال میں دونا ہوا قلق
باہم رہا بیان جدائی تمام شب

قربان جاؤں نالۂ دلگیر کہ بزم میں
بھولے رہے وہ نغمہ سرائی تمام شب

سویا نہ آپ اور نہ سونے دیا مجھے
اس بدگمان نے شمع جلائی تمام شب

اسکا گلہ نہین کہ شبِ وعدہ وہ نہ آئے
اوس کوچہ کی ہوا بھی تو آئی تمام شب

یان شوقِ جنگجو سے ہے تو وان شرم کینہ جو
رہتی ہے صلح مین بھی لڑائی تمام شب

یاد آیا اونکو وعدۂ دشمن جفا کے بعد
ملتے رہے وہ دستِ حنائی تمام شب

افسوس بختِ خفتہ نہ چونکے مگر ظہیر
نالون سے ہمنے دہوم مچائی تمام شب

تھا زندگی مین ہجر کی جو روز بد نصیب
ہے بعد مرگ بھی شبِ تارِ لحد نصیب

زاہد کو ہوگی سایۂ طوبیٰ کی آرزو
یارب ہمین ہو وصلِ بتِ سرو قد نصیب

یہ جانتا ہون موت بھی مشکل سے آئیگی
کسکو ہوا وصال ہے بے دو کد نصیب

برگشتہ بخت شوق کی ہمت کو آفرین
اپنی سی کر رہے ہین بہت شد و مد نصیب

دو ڈھنگ ہین وصال کے دو نو جہان مین
یا آپ مجھپہ رحم کرین یا مدد نصیب

ہم شادمان ہین ہجر مین ضد سے رقیب کی
ہمکو خوشی نصیب ہوا اوسکو حسد نصیب

کیا کیا ڈبو رہی ہے مری چشمِ اشکبار
کیا کیا دکھا رہے ہین مجھے جذر و مد نصیب

قسمت سے مل گیا جو ترا سنگِ آستان
سر پھوڑتے پھرینگے رقیبِ حسد نصیب

مصروف لکھی نگہِ جانستان رہے
یارب ظہیر کو ہو یہ داد و ستد نصیب

سیل گریہ مین پھرا کرتا ہون مین در در خراب
یون نہ کرنا تھا مری مٹی کو چشمِ تر خراب

اپنے ہاتھون کاٹتے اپنے گلے کو وقتِ ذبح
ایک تو نازک ہے قاتل دوسرے خنجر خراب

رفتہ رفتہ درد و غم نے اپنے دلمین گھر کیا
جسقدر بستا گیا اُتنا ہوا یہ گھر خراب

جو مزے لینے لگین ہے اوس سے بہتر کون ہے
پھر کہون تعمیرِ خانۂ دل کو کہون کیونکر خراب

ناکسون کی بدشعاری اصل کی ہے دلیل
گر صدف ناقص نہو ہوتا نہین گوہر خراب

مر مٹے آتش رخون پر کوئی کس اُمید پر
ہے بجا ہی شمع پر پروانہ کی خاکستر خراب

ہو نہو وہ ہی ظہیر خانمان برباد ہو
ہے جو اک آوارہ گرد و خستہ و مضطر خراب

ردیف بای فارسی

بگڑ کر عدو سے دکہاتے ہین آپ
بناوٹ کی باتین بناتے ہین آپ

مرا سر تو کیا گر جنازہ اُٹہے
کہین سنگ در سے اُٹہاتے ہین آپ

رہے مرگ دشمن پہ دلشاد کیا
بہت ایسے فقرے اُڑاتے ہین آپ

مرا حال کیا لب پہ دم کیون نہو
کہین ایسی باتون مین آتے ہین آپ

بڑہانے کو قصے شب وصل مین
فسانے عدو کے سناتے ہین آپ

مرا جذب دل اک قیامت سہی
کہین ایسے جھگڑون مین آتے ہین آپ

یہ نشتر ہین موج تبسم نہین
مرے گریہ پر مسکراتے ہین آپ

کدورت کو دل مین بڑہانے لگے
یہ نقشے عدو سے جماتے ہین آپ

ہین اس زود رنجی کے قربان ہون
کہ آنکہین عدو کو دکہاتے ہین آپ

سبک ہو کے اتنا گرانبار ہون
کہ اب آستان سے اوٹہاتے ہین آپ

کسی کو تسلی کسی کو جواب
عجب کچہ لگاتے بجہاتے ہین آپ

بگڑنے کو اسباب لازم نہین
نئی بات دل سے بناتے ہین آپ

بہلا مجہ سے کیا ذکر پروانہ کا
مگر شمع دنکو جلاتے ہین آپ

نہ جھنجلاؤ اتنا چلے جائین گے
کہا تہا کسی نے بلاتے ہین آپ

نہ آنا تھا اگر آئے کیوں خواب میں ۔ مگر سوتے فتنے جگاتے ہیں آپ
طبیعت ہے کس درجہ رنج آفرین ۔ نئے سے نئے رنگ لاتے ہیں آپ
مری حسرتوں کو جلا دیجیے ۔ کہ ٹھوکر سے مردے جلاتے ہیں آپ
بندے ہے کیا کسی کو امیدِ وصال ۔ نظر سے نظر کب ملاتے ہیں آپ

نظر آگئے کیا کرشمے ظہیر
بتوں پر جو ایمان لاتے ہیں آپ

قاتل کی شکایت ہے نہ خنجر کی شکایت ۔ کچھ ہے تو ہمیں اپنے مقدر کی شکایت
ہم اور قیامت میں ستم ظلم کی فریاد ۔ ہے تیرا گلہ داورِ محشر کی شکایت
تو اور نگاہِ غلط انداز سوئے غیر ۔ رگ رگ میں یہاں کاوشِ نشتر کی شکایت
بیتابی و شوخی میں نہیں فرق کچھ اتنا ۔ کیوں کر نہ لگے وہ دلِ مضطر کی شکایت
درکار نہیں ہے مجھے لطفِ ستم آمیز ۔ بیجا ہے عدو کے دلِ مضطر کی شکایت
کج فہم ہے دشمن کہیں ہنس دیں نہ ہنس جائے ۔ لازم ہے ہمیں زلفِ معنبر کی شکایت
کچھ اس سے نہیں دور کہ جی ہار کے بیٹھے ۔ کرنی ہی پڑی غیر سے دلبر کی شکایت
تم آرزوِ دل کو مرے دل میں سمجھ لو ۔ اچھا ہے کہیں گھر میں اگر گھر کی شکایت
نیند آتی ہے ہمیں کیا کہ نہیں خار سے کمتر ۔ بیجا نہیں تارِ رگِ بستر کی شکایت
اب سنگِ درِ یار ہے اور خاکِ درِ یار ۔ تکیہ کی شکایت ہے نہ بستر کی شکایت
ہیں ہمکو اگر کچھ دلِ بیتاب کے شکوے ۔ شوخی سے ہمیں بھی ہے برابر کی شکایت

واللہ ظہیر آپ بھی کیا سادہ روش ہیں
اس شوخ ستمگر سے مقدر کی شکایت

ردیف تای فوقانی

ممتاز نبوت سے ہین شایانِ نبوت
اے نور خدا تجھسے بڑہی شانِ نبوت

دیکھو تو کہان خاتمہ بالخیر ہوا ہے
آغاز وہی اور وہی پایانِ نبوت

سلطانِ زمن ختمِ رسل سرورِ کونین
گلچین بہارِ چمنستانِ نبوت

یان مہرِ نبوت سے ہی وان فخرِ نگین ہے
سلطان سلیمان ہے سلیمانِ نبوت

ہے عالمِ اجساد سے تا بزمگہِ قدس
اک روشنی شمعِ شبستانِ نبوت

مین کیا ہون کہ ہین خود چمن آرائی دو عالم
شیدائی قدِ سرو خرامانِ نبوت

پڑتی ہے نظر حد ادب سے ہی گذر کر
ہین دور بہت رتبہ شناسانِ نبوت

حضرت نے یتیمی مین سہے جورِ اقارب
بچپن مین مہیا ہوے سامانِ نبوت

موقوف رسالت پہ ہے اظہار خدائی
لازم ہوی وحدت کے لئی شانِ نبوت

یا سیدِ عالم ہین ترے شوقِ لقا مین
محوِ ارنی زمزمہ سنجانِ نبوت

وہ حصر فقط ذات مقدس کے لیے تہے
باقی تہے نبوت مین جو ارکانِ نبوت

کیا عشقِ زلیخا کو حقیقی سے ہی نسبت
ہے شاہدِ وحدت مہ کنعانِ نبوت

کیا خوف ظہیر آتشِ دوزخ سے ہی تجھکو
ہے سر پہ ترے سایۂ دامانِ نبوت

بڑھے ہے کاش نامہربانی کی صورت
کسی طور ہو زندگانی کی صورت

نہ ہو لینگے دنیائی فانی کی صورت
کہ فانی مین ہے جاودانی کی صورت

گمان ہے فقط زندگانی کی صورت
مجسم ہون مین ناتوانی کی صورت

وہ نازو نزاکت سے چین بر جبین ہین
خدا ساز ہے سرگرانی کی صورت

وہ جیتے ہین مرنے پر جو مر رہے ہین
کہ ہے موت مین زندگانی کی صورت

وہ ہین لوحِ دنیا پہ حرفِ غلط ہون
کہ پیدا ہے جس سے معانی کی صورت

نہ آغاز سوجھے نہ انجام سے ہے
ملے خاک مین ہم جوانی کی صورت

جہان کا مرقع بہی عکسِ عدم ہے
کہ صورت مین ہے بے نشانی کی صورت

اوسیکا ہے جلوہ جدہر دیکھتا ہون
نظر مین ہے کس ہرجائی کی صورت

دلِ غیر سے کیونکر اون کو نکالون
وہ چھپتے ہین رازِ نہانی کی صورت

تصور مین بہی کچھہ سراسیمگی ہے
رہے دل مین وہ بدگمانی کی صورت

وہ آئے تو کیا ذبح کرنیکو آئے
کہ اک آفتِ ناگہانی کی صورت

وہان رازِ دل ہے محبت عدو کی
نہین اب کوئی رازدانی کی صورت

تری شوخیون کو ہمین جانتے ہین
وہ کچھہ اور ہے مہربانی کی صورت

نگاہون مین پہرتی ہے جی ڈہونڈہتا ہے
کسی برق وش کی جوانی کی صورت

جو دیکھو تو سب صورتین ہین اسی مین
وہ صورت ہے انسانِ فانی کی صورت

مری ناتوانی ہے اوس حد کو پہونچی
کہ صورت مین ہے سخت جانی کی صورت

مزہ جب ہے قاصد کہ خط کی عوض خود
وہ آئین پیامِ زبانی کی صورت

ہمین ذوقِ شوق آزما دیکھتا ہے
کہان تک ہے یہ لن ترانی کی صورت

ہمارے نئے مانی مین کیا کچھہ نہین ہے
مگر اک نہین قدردانی کی صورت

یہ نازِ تبختر ہین اہلِ نظر سے
ہمین تک ہے یہ لن ترانی کی صورت

نگہہ وہ کچھہ آفت ادا یہ بلا ہے
سراپا ہین وہ جانستانی کی صورت

ظہیر جگر خستہ تیری فغان بہی
بہت دور رس ہے فغان کی صورت

جلوہ رخ سے نمایان ہے قمر کی صورت
اب گرے اب گری ہم پردۂ در کی صورت

ہم دکہادینگے دعامین بہی اثر کی صورت
آپ پہر جائینگے دشمن سے نظر کی صورت

رہی وحشت مین نہ دیوار نہ در کی صورت
بنگئی اور بگڑکر مری گہر کی صورت

لطف شبہای بلاخیز عدو کیا جانے
اسنے دیکہی ہی نہین شام وسحر کی صورت

ایک جا چین نہین ایک دم آرام نہین
ہم سراسیمہ رہے گہر مین سفر کی صورت

کچہہ نکل آئے اگر اونسے تعارف کی سبیل
کچہہ بدل جائے ابہی شام وسحر کی صورت

واہ اے عشق تری پردہ دری کی صدقے
مل گئی چاک گریبان مین جگر کی صورت

جانتا ہون قلق ہجر ہے انجام وصال
ہوش اوڑتے ہین مرے رنگ سحر کی صورت

پردہ آخر رخ مطلب سے اوٹہاتی ہی بنی
نہ چہپانے سے چہپی زخم جگر کی صورت

آؤ ستم بہی تو مری خانہ خرابی دیکہو
ہے تماشاگہہ عالم مرے گہر کی صورت

تم سراسر ہو تمنای دعای دشمن
ہین سراپا نگہہ یاس اثر کی صورت

منہ دکہاتے ہی بنی پردہ اوٹہاتی ہی بنی
دیکہہ لے جذب دل شوق اثر کی صورت

اونکے در پر نہین پرسش تو اوٹہو آؤ ظہیر
اب نکالینگے کہین اور گذر کی صورت

ہے ہماری خاکساری عز و شان کو ہی دوست
ای خوشا پامالی افتادگان کو ہی دوست

ڈہونڈہتے ہین کہو کے اپنی کو نشان کو ہی دوست
دور ہین خود رفتگی مین رفتگان کو ہی دوست

یا زبان سے ہو بیان عز و شان کو ہی دوست
دلمین جو سمجہے ہوئی ہین رتبہ دان کو ہی دوست

مل گیے ہین خاکمین اور آسمان پہ ہین دماغ
عالم بالا پہ ہین افتادگان کوی دوست

رہنمای پیروان ہے نقش پای پیشرو
خضر راہ مدعی ہین رہروان کوی دوست

اب کسیکو بغض و کینہ ہے نہ کچھہ رشک و حسد
چین سے ہین بعد میرے ساکنان کوی دوست

کیا عجب ہے روضۂ رضوان وہی ہو مرا
بند گو دنیا تو ہے کچھہ کچھہ نشان کوی دوست

ہے سراغ نقش پای غیر اپنا رہنما
کوی دشمن سے ملا ہمکو نشان کوی دوست

بخت خوش انجام دشمن کو کبھی گردش نہین
یا الہی اور ہے کیا آسمان کوی دوست

تھام لیتا ہے کلیجہ مونہہ سے کچھہ کہتا نہین
نامہ بر سے پوچھتا ہون جب نشان کوی دوست

ہے مقرر مدعی شب باش بزم ناز مین
مہربان ہے آج مجھہ پہ پاسبان کوی دوست

جاگتے ہین آج اپنے بخت خوابیدہ ظہیر
سو رہا ہے شام ہی سے پاسبان کوی دوست

ادائین یاد جو آئین مجھے تمہاری رات
برنگ شعلہ تڑپتا رہا ہون ساری رات

علاج درد رہا جوشش بیقراری رات
تڑپ تڑپ کے سحر شام سے گذاری رات

غضب مین آ گیے احباب لا ئین ہمسایے
کہ دنکو نالہ و افغان ہی آہ و زاری رات

ندیم یہ تو بتادے کہ صبح کیا ہو گا
اجل سے جان بچا کر اگر گذاری رات

کسی طرح کسی پہلو اجل نہین آتی
زیادہ تر ہے گرانجانیون سے بھاری رات

گھڑی گھڑی مجھے گن گن کے صبح ہوتی ہے
شروع شام سے ہوتی ہے دم شماری رات

زمان ہجر مگر بیستون سے بڑھکر ہے
کہ دن ہے کوہ گران اور دن سے بھاری رات

وصال شیرین سے ہے درازتر نکلی
ہمارے روز مصیبت سے کچھہ تمہاری رات

وہ نامراد ظہیر جگر دگار نہ ہو
تڑپ تڑپ کے جو کرتا تہا آہ و زاری رات

خاک سرسبز ہو ہماری بات — موںہہ سے نکلی کبھی نہ ساری بات

ستم یہ مرنے کی ہی یہ ساری بات — کوئی جی کو لگی ہے پیاری بات

نہ بنی اوسنے آخرش نہ بنی — لاکھہ بگڑی ہوئی سنواری بات

ہون تو ہون خوش ادا زمانہ مین — ہے تمہارے لیے تمہاری بات

رو دیے دیتا ہون ہر سخن کی ساتہہ — ہو گئی اب تو آہ و زاری بات

تمنے کیا کیا سنائین صلواتین — مین سے نے آدہی کہی نہ ساری بات

پک گئے ہین دل و جگر دونون — ہمسے پوچہے کوئی تمہاری بات

یہ زبان ہے کہ تیغ بُران ہے — دل پہ دیتی ہے زخم کاری بات

اے ظہیر اس مین مین لطف ہے یہ — بحر آدہی ہے اور ساری بات

ردیف تاے ہندی

کیا سنائی کہ دل پہ آئی چوٹ — اُف رے ظالم غضب لگائی چوٹ

عمر بہر دل لگی مین کھائی چوٹ — اک گئی دل سے ایک آئی چوٹ

جو نظر سے نہ دل پہ آئی چوٹ — وہ زبان نے تری لگائی چوٹ

کہکے اوسکی نگہہ لگاتی ہے — ہان سنبہل بیخبر وہ آئی چوٹ

تہی نظر سے نظر کی جنگ جدل — مفت مین جان و دل نے کھائی چوٹ

غیر سے وان لگاوہ کرتی تہی — ہمنے کیون دل پہ لی پرائی چوٹ

تیوری ترچھی کوئی پڑی ہے نگاہ — دل سے کرتی ہی کج ادائی چوٹ

ساتہہ دل نے دیا لگا ہون کا — کون کہاتا ہے یون پرائی چوٹ

ستیاناس جاے الفت کا
ہر گھڑی تازہ دل پہ کھائی چوٹ

جانتا ہون بڑے سیانیت ہو تم
کس کو تاکا کدھر لگائی چوٹ

ہاے وہ پوچھنا تجاہل سے
سچ بتاؤ کہان یہ کھائی چوٹ

چھوڑ بیٹھے تھے ہم تو انکو ظہیر
غیر کی ضد پہ دل نے کھائی چوٹ

ردیف ثای مثلثہ

دل کے دینے پہ ہی ناصح مجھی الزام عبث
کہ سمجھکر نہین کرتا ہے کوئی کام عبث

کچھہ تو رسوای الفت مین مزہ ہی ورنہ
کون ہوتا ہے کسیکے لیے بدنام عبث

تہا جو منظور نظر غیر سے اظہار خلوص
مجھہ کو بدنام کیا او بت خودکام عبث

کیون نہین بوسہ بہ پیغام سمجھکر خوش ہون
نامہ بر کو نہین دیتے ہین وہ دشنام عبث

آہ و زاری کے لیے اب پڑی ہی رہی
مضطرب شام سے ہی تو دل ناکام عبث

دلمین ٹھہرائی ہے جو مجھسے بلا کر کہدو
واسطے بیچ ہے اور نامہ و پیغام عبث

ہو لیا جو کہ ہوا روز نخستین مین ظہیر
گلہ بخت غلط شکوۂ ایام عبث

ردیف جیم عربی

کیا دیکھتے ہو دیکھہ کے دشمن کو ادہر آج
ہم خوب سمجھتے ہین جو ہے مد نظر آج

تم کیا کہ زمانہ ہین ہے کچھہ رنگ دگر آج
دل کیا نہین ملتا نہین ملتی ہے نظر آج

تم پہلوے دشمن مین ہو یا ہو مری گھر آج
بیٹھے ہو کہان دل ہے کہان دہیان کدہر آج

تم پھر گیے مجھسے کہ نگاہین طرف غیر
بدلا ہے طبیعت کی طرح رنگ نظر آج

ہوتی نہین کیون صبح شب وصل عدو مین — تم چھپتے ہو مجھسے کہ خجالت سے سحر آج

دم ہے کہ غم ہجر ہے جیتا ہی کہ مرنا — تم کیا نہین پہلو مین نہ دل ہے نہ جگر آج

ناکام ہے کچھ سا ہی شب وصل عدو مین — شرمندہ ہے کیا کیا نہ دعاؤن سے اثر آج

کچھ سوچ کے بیٹھے ہین تری راہگذر مین — یہ جان لیا ہے کہ نہ سودا ہے نہ سر آج

منظور نہے منظور ہے کچھ سرزنش غیر — مین بھی تو کہون دل مین وہ کیون آئی ادھر آج

تھی انکو کچھ افسردگی پاس سے تسکین — وہ آگ لگانیکو ہین آئے مرے گھر آج

ہم وصل پہ اوچھے ہین اودھر غیر ہی برہم — ہے دونو طرف ضد مین ادھر آج اودھر آج

شوخی ہے طبیعت کی کہ حال دل بیمار — کل اور تھے کچھ اور ہین انداز نظر آج

کہتا ہون برا غیر کو تم سنتے ہو خاموش — کیا بیخبری ہے کہ نہین کچھ بھی خبر آج

بشاش کچھ ایسے ہین وہ پیغام عدو سے — گویا کہ سُنی ہے مرے مرنے کی خبر آج

ہے روز مصیبت کو نہ آغاز نہ پایان — یہ طرفہ قیامت ہے کہ شب ہی نہ سحر آج

ہم کوچۂ دشمن مین بچھا دینگے نگاہین — دیکھین گے کہ جاتے ہین وہ بچ بچ کے کدھر آج

پھر عہد شکستہ کی درستی ہے عدو سے — پھر تمنے مرے قتل پہ باندھی ہے کمر آج

کیون کر نہ کہون شکوہ نہ تھے غیر کے گھر مین — تم شام کو آتے ہوے آئے ہو سحر آج

کیا کیا ہین ظہیر اہل خرابات مین چرچے
ایک ایک سے کہتا ہے کہین آپ کدھر آج

جاتی ہی سوی درخو نظر یار بار آج — کیون کر کہون عدو کا نہین انتظار آج

دیتا پیام وصل ہے کچھ اضطراب شوق — تھمتا نہین بغل مین دل بیقرار آج

مرنا تو سہل ہے مگر الزام کیون اٹھائین — وعدے کی شب ہے اور ہے ہی انتظار آج

دیکھی ہے کچھ نہ کچھ تو رقیبوں کی سرکشی
بیٹھے ہیں سر جھکائے ہوئے شرمسار آج

دونا ہوا تلاطمِ درد و الم سے رنج
رونے لگے وہ سنکے مرا حالِ زار آج

کچھ کم نہیں صعوبتِ ہجران بھی حشر سے
ہوجائیے کاش پرسشِ روزِ شمار آج

لینا خبر ظہیر کی اے اہلِ میکدہ
بیٹھا ہے بنکے زاہدِ شب زندہ دار آج

ردیف جیم فارسی

حسرتِ بوسۂ لعلِ لبِ دلدار نہ کھینچ
منتِ نازِ مسیحا دلِ بیمار نہ کھینچ

خونِ عاشق سے ہے گلرنگ خطا ہی کیا کی
دیکھ چٹکی مین ستمگر لبِ سوفار نہ کھینچ

اے پریشانیِ غم ساتھ نبھا کر دل کا
کلفتِ برہمیِ گیسوے خمدار نہ کھینچ

طلبِ بوسہ پہ اتنا ترش ابرو کیوں ہے
لبِ جانبخش مرے بیمار پہ تلوار نہ کھینچ

تو نے دیکھے ہی نہیں روزِ الم کے اندھیر
دور اپنے کو سیاہی مین شبِ تار نہ کھینچ

ہے تو پھر حسرتِ عاشق سے نکلنا کیسا
تیر کو سینۂ بسمل سے کماندار نہ کھینچ

زیست چاہے تو عدو زہر ہی کھا کر مر جا
زحمتِ جان کنیِ مردنِ دشوار نہ کھینچ

جذبۂ شوق محبت کو تری آگ سے لگے
مجھ کو اے دل طرفِ کوچۂ اغیار نہ کھینچ

کیا یہ کم ہے کہ رہین کشمکشِ شوق ہون
جذبِ الفت طرفِ کوچۂ دلدار نہ کھینچ

پیچھے پیچھے چلی آتی ہے نسیمِ کنعان
کاروان کو ہوسِ گرمیِ بازار نہ کھینچ

ہم خنک مہریِ گردون سے جلے بیٹھے ہین
تو مشقت عبث اے آہِ شرربار نہ کھینچ

ایک دریوزہ گرِ کوے خرابات ہون مین
مجھ کو اے کشمکشِ سبحہ و زنار نہ کھینچ

رند ہون قیدِ مذاہب سے ہون آزاد ظہیر
مجھ کو ہرگز طرفِ کافر و دیندار نہ کھینچ

ردیف حاے حطّی

ملا ہے مجھہ کو نصیبون سے مہربان ناصح
کہ اوسکی یاد دلاتا ہے ہر زمان ناصح

ہمارے منہہ پہ کہے تو برا حسینون کو
خدا سنا یے نہ ہمکو ترا بیان ناصح

مرا جو شیشۂ دل سنگ یاس سے توڑا
الٰہی ٹوٹ پڑے تجھپہ آسمان ناصح

گلی مین یار کی جانے کو منع کرتا ہے
ہوا ہے تو بھی رقیبون سے ہمزبان ناصح

ہم اور کوے بتان اور جادہ فرسائی
پہریگا ساتھہ ہمارے کہان کہان ناصح

خبر ہے گرم مرے گھر مین اونکے آنیکی
ذرا خدا کے لیے بند رکہہ زبان ناصح

جلا ہوا ہے مگر تو بھی اوس پریوش سے
تری طرف سے مجھے ہین بُری گمان ناصح

تری زبان نے مجھے خلق مین کیا بدنام
ترے سوا نہین اب کوئی رازدان ناصح

خدا کرے کہین دل ترا بھی آجاے
ظہیر زار سے تو بھی ہو ہمفغان ناصح

ردیف خاے معجمہ

وہ اور بہبوکا ہوے جب عکس پڑا سرخ
کیا نام خدا رخ پہ دوپٹہ ہے کہلا سرخ

تلوون سے ملا آپنے کسکا دلِ پرخون
ایسا تو نہ دیکھا تھا کبھی رنگِ حنا سرخ

کیا حسن کی گرمی سے دمکتا ہے وہ چہرہ
عارض کی ہے رنگت گلِ احمر سے سوا سرخ

اللہ رے نزاکت کہ حرارت سے حنا کے
گلرنگ ہوا جسم ہوے جب کفِ پا سرخ

کچھہ رنگ دگرگون ہے خدا خیر کرے آج
رخسار ہین گلرنگ تو آنکھین ہین جدا سرخ

رنجش سے بڑہا پیار بگڑنے سے بنی بات
چہرہ کا کہلا حسن جو غصے مین ہوا سرخ

ہے ہے نہ رہا وصل مین کچھہ خوف محبت　　بوسون سے کیے اونکے لبِ روح فزا سرخ
گلگونۂ رخسار ہوی شعلہ مزاجی　　کچھہ آج نقاب رخ روشن ہی سوا سرخ

ہے مد نظر قتل ظہیر جگر افگار　　اوس کافر سفاک نے نامہ ہے لکھا سرخ

ردیف دال

ہے وحدت و کثرت مین تماشای محمدؐ　　مجموعۂ قدرت ہے سراپای محمدؐ
ہے دیدۂ حق بین مین تماشای محمدؐ　　اللہ کا طالب ہے شناسای محمدؐ
بچتا جو نگاہون سے تو سایہ نظر آتا　　ہے چشم ملائک مین مگر جای محمدؐ
پیراہنِ یوسف کو ہے جس بو مین بسایا　　تھی نکہت گیسوی سمن سای محمدؐ
اوس نور مجسم مین ہے اللہ کا جلوہ　　ہے شکلِ الف قامتِ رعنای محمدؐ
سایے کے نہ ہونے سے کھلا سر نہانی　　یعنی کہ نہین خلق مین ہمتای محمدؐ
ہے موجِ تبسم مین عجب روح فزائی　　قربانِ لبِ لعلِ مسیحای محمدؐ
ہے خلوت و جلوت مین وہ اسکی شامل　　کونین مین ہے نقش کف پای محمدؐ
حضرت کے سوا کون ہے حضرت کا شناسا　　ہے چشم محمدؐ مین مگر جای محمدؐ
کٹتی ہے اسی دہیان مین عاشق کی شب ہجر　　اے وصل علی زلفِ دل آرای محمدؐ
مجبور شریعت سے ہون کچھہ کہہ نہین سکتا　　ہے دل مین جو کچھہ جوش تولای محمدؐ
ہے سرمۂ مازاغ سے شورش گرِ عالم　　آشوب جہان نرگسِ شہلای محمدؐ
اپنے کو جو تھی مدِ نظر اپنی نمایش　　خود حسن ہوا محو تماشای محمدؐ

یان روز نخستین ہی ہے فرد اسی فردا
کچھہ اوس سے ہی اول ہے تجلای محمدؐ

موسی کو ہے جس حق تجلی سے غش آیا
وہ نور دل افروز ہے شیدای محمدؐ

کیا حسن نمک بیز ہے اللہ رے اللہ
کونین مین ہے شورش و غوغای محمدؐ

دیکھو تو ذرا حسن دوئی سوز کے جلوے
ہر رنگ مین ہے رنگ تجلای محمدؐ

رحمت کے اشارے ہین شفاعت کی کرشمے
ہے جان جہان نرگس شہلای محمدؐ

مطلوب جہان ہے مرے مطلوب کا طالب
اے عشق خوشا طالع شیدای محمدؐ

اس عجز نوازی پہ تصدق ہے دل و جان
امت کی تمنا ہے تمنای محمدؐ

کیون سر بگریبان ہے ظہیر جگر افگار
وافر ہے بہت دامن پہنای محمدؐ

کہون کیا شوکت و شان محمد
بہت اونچا ہے ایوان محمدؐ

محمدؐ اور یہ سامان محمد
زہے شوکت زہے شان محمدؐ

دو عالم مین ہے سامان محمد
کہ یان تن ہے تو وان جان محمدؐ

فروغ لمعۂ انوار حق سے
فروزان ہے شبستان محمدؐ

ازل کیا ہے ابد کہتی ہین کسکو
یہی آغاز و پایان محمدؐ

چمن پیرای گلزار جہان ہے
بہار روی خندان محمد

سبق آموز عقل اولین ہے
مگر طفل دبستان محمدؐ

صباحت زار بوزر کن فکان ہے
دم صبح گریبان محمدؐ

گل شاداب رحمت سی ہی معمور
سراسر جیب و دامان محمدؐ

بس اب ممکن ہی قرب خاص باری
کہ ہاتھہ آیا ہے دامان محمد

فرشتے ڈہونڈہتے پہرتے ہین جنکو
وہی تو ہین غلامانِ محمد

فرازِ عرش سی گذرا ہوا ہے
عروجِ خاک بیزانِ محمد

کوئی کیا جانے اسرارِ لدنی
کہ مشکل تر ہے آسانِ محمد

ادہر امت ادہر عشقِ حقیقی
کہین دل ہے کہین جانِ محمد

کلیم اور انتہای شوق اور طور
فرازِ عرش وجولانِ محمد

اگر چشمِ حقیقت بین سے دیکھو
نہین آغاز و پایانِ محمد

محمد آبیارِ باغِ کن ہے
بہارِ کن ہے بستانِ محمد

زبانِ حق محمد کی زبان ہے
خدا کا حکم فرمانِ محمد

درِ جنت پہ ٹھہرے ہین گنہگار
کہ اب آتا ہے فرمانِ محمد

مگر عشقِ خدا کا سلسلہ ہے
کمندِ زلفِ پیچانِ محمد

دبا جاتا ہے جس سے فتنۂ حشر
وہ ہے سروِ خرامانِ محمد

نہ کیون ہون نرگسین آنکھونکو قربان
کہ نرگس خود ہے حیرانِ محمد

وہ چشمِ نرگسین وہ کحلِ مازاغ
دلِ عالم ہے قربانِ محمد

نہ ہونگے حشر تک جس سی سبکدوش
وہ کچھ ہے بارِ احسانِ محمد

نمایش حق کو تہی منظور اپنی
کہلا اب رازِ پنہانِ محمد

فقط اک چشمِ عالم مین نہین جا
خدا ہے خود نگہبانِ محمد

ہوایِ شوق مین پہونچے کہان ہین
رہے ہے ہشیار بستانِ محمد

ظہیر اور اسقدر گستاخ دستی
بہلا تو اور دامانِ محمد

ہے جلوۂ حق آئینۂ روے محمدؐ
کیون چشمِ خدا بین نہ اوٹھی سوی محمدؐ

قبلہ ہے مرا کعبۂ ابروی محمدؐ
سر طاعتِ خالق مین ہی دل سوی محمدؐ

گر دیتے نہ دیا حور و ملائک نی زمین پر
آنکھون مین لیا سایۂ گیسوی محمدؐ

ہو نکہتِ فردوس سے کس طرح نہ برہم
جس سر مین ہو سودای سر کوی محمدؐ

دیکھینگے ترے گلشنِ فردوس کو رضوان
آئے ہین مقیمان درِ کوے محمدؐ

ہے سلسلۂ جنبت آزادی محشر
دلبستگیِ حلقۂ گیسوے محمدؐ

دیکھین تو چلے آئین کہان تک ہین گنہگار
وہ عرصۂ محشر ہے تو یہ کوے محمدؐ

ڈرتا ہون کسی وقت نہ کچھ منہ سے نکل جاے
اللہ سے ملتی ہے بہت خوی محمدؐ

کہنچنے کو کہنچے طول یہ ہنگامۂ محشر
کافی ہے بس اک جنبشِ ابروی محمدؐ

ایک ایک سے ہوتی ہین شفاعت کی ادا سے
طرار ہے کیا چشمِ سخنگوے محمدؐ

محشر مین گنہگارون سے اللہ کہے کیا
رحمت کا ادہر پاس اودہر روی محمدؐ

سایہ کے عوض ساتھ ہے انبوہ گنہگار
صدقے ترے ای قامتِ دلجوی محمدؐ

اب ہم پہ کہلے معنی ایمای یداللہ
ہے دستِ خدا قوتِ بازوی محمدؐ

یارب ہو وہ دن بھی کہ ظہیرِ جگر افگار
آنکھون سے ملے خاکِ سرِ کوی محمدؐ

آنکھ اپنی شبِ غم نہ ہوی تا بسحر بند
دشمن مری آنکھون مین رہا شب کو نظر بند

وان روزنِ در بند ہین یان دیدۂ تر بند
وہ وان ہین نظر بند تو ہم یان ہین نظر بند

دو چار گھڑی باز رہے تا درِ امید
دربانِ درِ دلدار ابھی سے تو نہ کر بند

کچھہ دور نہین چارۂ خونابہ فشانی
یا زخمِ جگر بند ہو یا دیدۂ تر بند

تو سوزِ نہان سے نہین ای چارہ گر آگاہ / مر جاؤن گا مین ہونگے اگر زخمِ جگر بند

اوس بزم مین یون سوی فلک یون نگران ہون / صیاد کو جس طرح تکے طائرِ پر بند

تہا موت کو بہی ہاے اسیوقت پہ آنا / وہ آے ادہر آنکہہ ہوی ہای اودہر بند

اب ڈر ہے مجھے جذبۂ دل پردہ دری کا / سنتا ہون کیے غیر نے وان روزنِ در بند

دیکہو تو ذرا عشرتِ دشمن کے تکلف / دربان پہ یہ قدغن ہے کہ ہو شام سے در بند

کیا جانین ظہیر اب کی ہے کس خواب گرانمین / یون آنکہہ نہ رہتی تہی کبہی آٹہہ پہر بند

تیرے بلاکشون کی اگر ہو فغان بلند / ہو جاے ضد سے اور بہی کچہہ آسمان بلند

کرتے ہین ہم بہی نالۂ آتش فشان بلند / دیکہین بلند تر ہے فلک یا فغان بلند

ہو بہی گئی جو آہِ دلِ ناتوان بلند / پہر کچہہ مکان بلند نہ کچہہ لامکان بلند

اپنی نگاہ مین ہین نشیب و فرازِ دہر / ہے ایک دوسرے سے کہین آسمان بلند

ہے لطفِ سوز جب کہ شکایت نہ لب تک آئی / وہ آگ دل مین ہو نہو جس سے دہوان بلند

ہمت اگر ہو نالۂ گردون شگاف مین / کچہہ دور آسمان سے ہے نہ کچہہ لامکان بلند

دستِ دعا مرا مری ہمت سے پست تر / اور دل کے حوصلون سے ترا آستان بلند

اللہ رے اوجِ طالعِ مسعودِ مدعی / ہے گو کہ آسمان مگر اتنا کہان بلند

کیون تجہہ کو آشیانۂ بلبل کا فکر ہے / اتنی تو شاخِ گل نہین ای باغبان بلند

وقفِ حوادثِ فلکی ہین بلند قد / گرتی ہے تاک تاک کے برق آشیان بلند

ہمراہِ قافلہ ہون جو ہے سے شکستہ پا / ہرگز نہو غبارِ پسِ کاروان بلند

ہے دہوم عرش تک تری فریاد کی ظہیر / ہوتا ہے شور نالہ کہان سے کہان بلند

ردیف ذال

پڑھنے لگتا ہون اوٹھا کر جو زمین کا کاغذ — ہے یہہ سودا کہ نہو کوئی وہین کا کاغذ

کیا ہے تعویذ نمط اوسکو چھپا کر رکھون — نامہ بر لایے گر اوس پردہ نشین کا کاغذ

نہین تقدیر کے لکہے کا کوئی اور علاج — گرہے جوشش گریہ مین جبین کا کاغذ

خط مرا جان سے کہتے ہین وہ پرزے پرزے — لاے گر نامہ رسان کوئی کہین کا کاغذ

وہ مضامین دلاویز وہ دلکش عنوان — نسخہ سحر ہے اوس دشمن دین کا کاغذ

دم مبدم چھیڑ ہے یہ گہر سے اوٹھانیکے لیے — لے لیا آپ نے کیا مول زمین کا کاغذ

ای ظہیر اوسکو اگر بہیجتے ہو نامہ شوق — ہو لفافہ یہ نہ تحریر کہین کا کاغذ

ردیف رای مہملہ

آنکھون مین رہے تم دل مضطر سے نکلکر — صد شکر کہ گہر ہی مین رہے گہر سے نکلکر

آوارہ و برباد پہرا گہر سے نکلکر — چکر مرے تلوون مین رہا سر سے نکلکر

شامل ہے تپش مین تری شوخی دم بسمل — دم آگیا مجہہ مین ترے خنجر سے نکلکر

پرسان نہین مسکن مین کوئی اہل ہنر کا — ہے قدر مگر لعل کی پتہر سے نکلکر

سر پہوڑتی پہرتی ہے مری قبر سے حسرت — ویران ہین ارمان دل مضطر سے نکلکر

دنیا مین نہین ہے شب ہجران کا ٹہکانا — کمبخت کہان جاے مری گہر سے نکلکر

چھپتے ہو کدہر تم دل عاشق تو نہین ہے — جاوگے کدہر عرصہ محشر سے نکلکر

ارمان نہین ہم کہ کسی دل مین سمائین — جائین تو کہان جائین ترے گہر سے نکلکر

مارا بھی جلایا بھی مجھے ایک ادا مین
دم آگیا مجھہ مین تری ٹھوکر سے نکلکر

اللہ رے اللہ رے آشفتہ مزاجی
سودا بھی پریشان ہے مری سر سے نکلکر

اس پیچ مین آئے کبھی اوس پیچ مین آئے
جائین گے کہان زلف کی چکر سے نکلکر

آہ دل پر درد ہو یا جان ہو میری
جاتے ہو کہان تم دل مضطر سے نکلکر

پابندی ہستی ہے ظہیر آہ عجب قید
جا سکتے نہین گنبد بے در سے نکلکر

سمجھکر ۴

طرز نگہ نرگس مستانہ سمجھکر
ہم پی گیے شکوے تری پیمانہ سمجھکر

ہر سنگ کو سنگ در جانانہ سمجھکر
سو بار گیے کعبے کو بتخانہ سمجھکر

ساغر کو ترے نرگس مستانہ سمجھکر
سو ٹکڑے کیے توبہ کے پیمانہ سمجھکر

باتون مین اوڑایا کیے دیوانہ سمجھکر
سمجھے نہ یگانے مجھے بیگانہ سمجھکر

جان باختہ گیسوی جانانہ سمجھکر
اولجھے دل صد چاک سی ہم شانہ سمجھکر

طول شب غم ہے نہ سیہ روزی ہجران
گیسو سے اولجھتا دل دیوانہ سمجھکر

عاشق کی بھی کچھہ برہمی لکا ہے دہیان
مشاطہ ذرا کیجیو تو شانہ سمجھکر

جلوی یہ نہین جسم جو صورت نظر آیے
بیہوش ہوے طلعت جانانہ سمجھکر

روداد الم کیا مرے غمخوار سے سن لی
وہ دل مین جو آتے تہین غمخانہ سمجھکر

اون نے مرے من مین نہ دیا رشک و قلق نے
اپنون نے نکالا مجھے بیگانہ سمجھکر

اس گھر کا مکین ہو رہے ای حسرت و ارمان
تم دلکو بنا نا مرے غمخانہ سمجھکر

بدمستی و ہشیاری میخوار تو دیکھو
پیمان وفا توڑے ہین پیمانہ سمجھکر

اک گل پہ نوا سنج نہین ذوق مین بلبل
اک شمع پہ جلتا نہین پروانہ سمجھکر

میرا نہ گریبان ہو نقابِ رخِ جانان
اے دستِ جنون ہمتِ مردانہ سمجھکر

مسجد کو نہ لیجائینگے زاہد نہ خفا ہو
آئے ہین نشے مین درِ میخانہ سمجھکر

تشخیص نگاہِ بتِ خودکام سے نے مارا
دیوانہ بنایا ہے مجھے فرزانہ سمجھکر

عاشق سے بھی ہوتی ہے کہین تسکوہ مرا دلی
بلبل نہ سمجھنا ہے مجھے پروانہ سمجھکر

زاہد سے کیا کیا ہے نہ پی مے نہ دیا دل
توڑا کبھی توبہ کو نہ پیمانہ سمجھکر

سر تیرے قدم پر ہے کبھی پاے مغان پر
گرتا ہے نشیمن ترا استانہ سمجھکر

پھر کچھ ہین تو ہین نکتہ سرا اہلِ خرابات
پڑھتے ہین سخن کو مرے رندانہ سمجھکر

دلکش ہے غضب نرگسِ مستانہٴ ساقی
میخوار سما جائین نہ میخانہ سمجھکر

پوچھین تو غرض کیا ہے نہ پوچھین تو زبان کیا
وہ اور سنینگے مرا افسانہ سمجھکر

کچھ اپنی طرف دیکھیے کچھ ظرفِ قدح خوار
دیتے ہو تو دینا ہے مجھے پیمانہ سمجھکر

ممکن ہے کہ دربانِ درِ ساقیِ کوثر
لوٹے نہ گداے درِ میخانہ سمجھکر

کوچے مین ترے گرمیِ ہنگامہ ہے مجھسے
رہنے دے مجھے سبزہٴ بیگانہ سمجھکر

قطعہ

اسد وہ دن بھی ہو کہ خاکِ رہِ یثرب
ہم سر پہ رکھین تاجِ ملوکانہ سمجھکر

مین خاک نشین و رقوسین نشین ہون
اسکے چرخ بچھا مسندِ شاہانہ سمجھکر

مجھکو شرفِ خلعتِ الفقر ملا ہے
دہوکے مین نہ آ دلقِ گدایانہ سمجھکر

اس در کا ثنا خوان ہون کہ جس در پہ فرشتے
رک جاتے ہین دربار امیرانہ سمجھکر

ملجا ہے ظہیر اپنا درِ ساقیِ کوثر
ہم وان بھی چلے جائینگے میخانہ سمجھکر

صبحِ محشر یاد آئی شامِ ہجران دیکھکر
کھل گئین آنکھین مری خوابِ پریشان دیکھکر

اسکے دہوکے مین ہم روےِ فروزان دیکھکر
دل دیا اک نامسلمان کو مسلمان دیکھکر

آج کیون اتنا بیانِ خلد مین لگتا ہے جی
کیا کہین آیا ہے واعظ کوی جانان دیکھکر

ہو چلا ہے کفر میرا رہنماے راہِ دین
خلد مجھکو یاد آیا کوی جانان دیکھکر

پنجۂ وحشت سے پیراہن جگر تک چاک ہے
پھٹ گیا ناصح کا دل میرا گریبان دیکھکر

بخت خوابیدہ ہمارا جاگ کر پھر سو گیا
بند آنکھین ہو گئین رخسارِ تابان دیکھکر

مجھہ سے زاہد ماجرای بت پرستی کچھہ نہ پوچھہ
ہوش میرے اوڑ گئے تصویر جانان دیکھکر

جوش وحشت سی نہین ٹکتی زمین پر اب قدم
اوڑ گیا کوسون ہمارا دل بیابان دیکھہ کر

ہین گرفتارون مین جسکے کچھہ اوسیکو فکر ہے
ہم ہوئے ہین معتکف کنجِ زندان دیکھکر

وہ نگاہِ شرم آگین اسطرف پھرتی نہین
پھر گئین اپنی نگاہین وضعِ دوران دیکھکر

کیون نہین ہوتی خدایا شامِ غم صبحِ وصل
چاہیے عیش و طرب ہو رنج و حرمان دیکھکر

کب ہوا نادم کیے پر اپنے وہ نا منفعل
ہے پشیمان ہی تو دشمن کو پشیمان دیکھکر

بیمروت وقت شکوہ بن گیا نا آشنا
پھیر لین آنکھین مرا حالِ پریشان دیکھکر

کیون نہ مر جاؤن مین ایسے پر کہ ہنگامِ وداع
لے لیا مونہہ پر دوپٹہ مجھکو گریان دیکھہ کر

دعوی نگین نوائی بھول جاتے ہین ظہیر
خوش نوایانِ چمن تجھکو غزل خوان دیکھکر

ٹھہرا ہے حصر درد جدائی وصال پر
موقوف زندگی ہے امید محال پر

دھڑکا شب وصال مین ہے صبح ہجر کا
آغاز مین نگاہ ہے اپنے مآل پر

دیکھین کہانتک آپ عدو سے نباہینگے
انجام ہر کمال ہے آخر زوال پر

یارب وفور شوق کی تدبیر کیا کرون
ممکن ہے انتہای جدائی وصال پر

انجامِ عشق دیکھیے کیا حال ہو ظہیر
آغاز ہی مین وحشتِ دل ہے کمال پر

میکشو رحمتِ باری ہے گنہگارون پر
بجلیان کوندہتی ہین بانکی دیوارون پر

وار پہ وار پیاپی ہین دل افگارون پر
رکھہ لیا ہے نگہِ یار نے تلوارون پر

سادہ لوحون پہ نہ موقوف نہ عیارون پر
دل کا آنا ہی قیامت ہے طرحدارون پر

واہ وا خوب شب [illegible] لگائی مہندی
رات بھر تمنے لٹایا مجھے انگارون پر

یا الہی کہین عاشق ہون نصیحتگر بھی
بیگناہون کا پڑے صبر ستمگارون پر

بدگمان تم بھی مجھی سے ہو تکلف موقوف
ورنہ تکرار ہو کیون وصل کی اقرارون پر

آج سے ہم بھی سہی چاہنے والے اونکے
کچھہ تو ہے بات کہ گرتی ہو ہوسکارون پہ

دل شکستہ ہین قفس توڑکے جائین کیا خاک
بجلیان ٹوٹ پڑین تازہ گرفتارون پہ

اپنے سینے مین ہے وہ آہ شرربار ظہیر
برق بھی لوٹتی ہے رشک سے انگارون پر

ناز معشوق کے ہوتے ہین طلبگارون پہ
برق بھی تاک کے گرتی ہے وفادارون پہ

حسن کی گرمیِ بازار الٰہی توبہ
آگ سی آگ برستی ہے خریدارون پہ

رشک کی جا ہے ستمگر کہ گوارا ہے تجھے
ناتوانی کے ستم ہون تری بیمارون پہ

تھوڑی دولت پہ تنکظرف اچھل پڑتے ہین
دیکھہ لو کرکے نظر غور سے فوارون پہ

کشتۂ شوق تجلی ہین تجلی معلوم
ہائے گرتی نہین بجلی بھی بلامارون پہ

حوصلے جرم کے کچھہ اور بڑھا دیتے ہو
تم کچھہ اس ڈھب سے بگڑتے ہو خطاوارون پہ

کہنہ بیٹھین کہین کچھہ مونہہ سے لب زخم جگر
مونہہ نہ کھلواؤ خفا ہوکے دل افگارون پہ

سر کے بل جادۂ تسلیم کرو قطع ظہیر
کہ قدم رکھتے ہین اس راہ مین تلوارون پہ

شانِ حسن کبریا ہین شمع وگل شمس و قمر
صورتِ معنی نما ہین شمع وگل شمس و قمر

قطرہ قطرہ بحر ہے پھر بحر کا کیا پوچھنا
کیسے کیسے دلربا ہین شمع وگل شمس و قمر

اوسکو دیکھا چاہیے ذرہ ہین کس خورشید کے
یہ تو مانا بے بقا ہین شمع وگل شمس و قمر

ایک کی ہوکر نہین رہتے جہان مین خوبرو
ایک عالم آشنا ہین شمع وگل شمس و قمر

ہے تحیر خیز حسنِ عالم آرا کیا کہون
ایک شانِ کبریا ہین شمع وگل شمس و قمر

ایک شب کے دوست ہین یہ ایکدن کے آشنا
آشنا نا آشنا ہین شمع وگل شمس و قمر

اب سے کھلے ہین معنی لولاک ہم پر اے ظہیر
کس کے جلوے کی ضیا ہین شمع وگل شمس و قمر

گدگدایا جو اونھین نام کسی کا لیکر
مسکرانے لگے وہ مونہہ پہ دوپٹہ لیکر

خوش تو ہین آپ ہمارا دلِ شیدا لیکر
کہین سودا ہی محبت ہو نہ سودا لیکر

آج تک کوئی نہ ارمان ہمارا نکلا
کیا کرے کوئی تمہارا رخ زیبا لیکر

واہ یہ خوب ہوئی کوئی کہین ہو بدنام
ذکر لے دوڑتے ہو نام ہمارا لیکر

اجی دل دے تمہین کوئی توکس امید پہ دے
تم پہر بیٹھتے ہو مال پرایا لے کر

پوچھ لیتے ہین وہ یہ اپنے خریدارون سے
آئے ہی کیا لیکے ہو اور جاؤگے کیا کیا لیکر

تیرہ روزون کی شاکی کوٹہی سے کیا کیا
تیرے گیسو کی درازی شب یلدا لے کر

[illegible] آ آکے جو تک جاتے ہو اے نالۂ زار
پانو پہیلانے لگے تم بہی سہارا لے کر

دن بہین سے دل بیمار گرے پڑتے ہو
اوٹھہ کہڑے ہو نہ چلو نام خدا کا لے کر

غیر کو ساتھ ہے وہ پہر عیادت لایا
لو مسیحا ملک الموت کو آیا لے کر

اک نہ اک فتنۂ نوخیز لگا لاتے ہو
تم تو آتے ہو نیا روز تماشا لے کر

اب تو حسرت ہے یہی وصل کی بدلی ہو صبا
دم نکل جائے کہین دل کی تمنا لے کر

کل اوٹھا لے گئے اوس نے ہم ہی سنتے ہین ظہیر
مفت معتوب ہوئے نام ہمارا لے کر

شب کو وہ شوخ رہا گھر سے مقرر باہر
آج اغیار ہین کچھ جامہ سے باہر باہر

دل مین خندان ہین گل داغ گل تر باہر
ہم گلستان مین رہے قبر کے اندر باہر

جہانک لیتے ہین وہ غرفے مین جو آکر باہر
دور ہی سے مجھے کہتے ہین [illegible] باہر باہر

ناصحو یہ ہی مسکن کہ جہان جی لگ جائے
گھر مین جنگل نظر آتا ہے مجھے گھر باہر

سبب خیر ہے مجھے چھپ چھپ کے جہان جاتی ہو
ڈاک رہتی ہے دل و چشم کے اندر باہر

مین گدائی در میخانہ ہون پہر دے ساقی
ٹوٹا پہوٹا جو پڑا ہو کوئی ساغر باہر

شمع سان پردہ مین بے پردہ نظر آتے ہین
جلوۂ حسن سے یکسان ہین وہ اندر باہر

ان دنون مین ہی کٹی رات کہ کون آتا ہے
دیکہنا گہر سے نکلکر دل مضطر باہر

بیخود شوق ہون کیا مجہسے گلے کرتی ہو
میرے قابو سے ہے میرا دل مضطر باہر

جنبش باد بہاری نہ ہمین چہیڑ کہ ہم
چل کہڑے ہونگے ابہی گہر سے نکلکر باہر

کیون کہا اوسنے کہ دشمن ہے کسی اور کی گہر
اب وہ گہبراے ہوئے پہرتے ہین اندر باہر

چین دیتی نہین تربت مین بہی شوریدہ سری
کہ گریبان کفن سے ہے مرا سر باہر

واہ کیا بات ہے اے شوق ملاقات رقیب
کہ وہ گہبرا کے نکل آتے ہین اکثر باہر

پوچھہ لیتے ہین مجھے گھر سے نکلتے ہین وہ جب
دیکھنا جھک کے نہ بیٹھا ہو وہ

پردہ اوٹھتا ہے تو اک برق چمک جاتی ہے
ہم گرے پڑتے ہین پردہ کی برابر باہر

مین تو ارمان نہین ہون کہ نکالوگے مجھے
بیٹھ جاؤنگا ابھی در پہ مچل کر

مین نہ مانونگا سنین الفتِ اغیار ظہیر
کچھہ تو ہے وہ جو نکل آتے ہین اکثر باہر

ردیف رائے ہندی

ذکر عدو وصال مین ای بدگمان نہ چھیڑ
ظالم خدا کو مان کے یہ داستان نہ چھیڑ

ہوتی بُری ہے آہِ دلِ دردناک کی
ہمکو نہ چھیڑ پھر خدا آسمان نہ چھیڑ

دشمن نہ ہون و بخت معین دوست مہربان
ڈر ہے نکالے اور کوئی آسمان نہ چھیڑ

دینا پڑے نہ ضد سے کسی شعلہ رو کو دل
بے وجہ بے قصور مجھے بدگمان نہ چھیڑ

کہہ دونگا سب عدو سے تری بیوفائیان
مجھہ سے حدیث مہر و وفا بدزبان نہ چھیڑ

کچھہ کچھہ غنودگی مین ہے وہ چشم نیمباز
فتنے کو خواب ناز مین تو ای فغان نہ چھیڑ

زخم کہن پہ اب نہ لگا زخم نو ظہیر
غربت مین داستانِ وطن ہمزبان نہ چھیڑ

ردیف زائے منقوطہ

لُٹ لُٹا کر ہے سلامت دل صد چاک ہنوز
کوئی ایسا نہوا لکھہ کا گھر خاک ہنوز

وہی ہنگامہ ہی غیر ہین بیباک ہنوز
اوڑ رہی ہی تیرے کوچہ مین وہی خاک ہنوز

ہم ہی کیا ہین کہ تڑپتے ہین تہ خاک ہنوز
ان جفاؤن پہ نہین شکوۂ افلاک ہنوز

روح کے ساتھہ ہے کیا جانے کیا نکہوا
کہ نہین چین سے یہ مشت کف خاک ہنوز

مین تو مضمون لگا لکھہ کی پشیمان ہوا
کہ زمین ہے مری اشعار کی نمناک ہنوز

غم سے دو روز مین غنچہ کا جگر چاک ہوا
ہم لیے بیٹھے ہین بر مین دل صد چاک ہنوز

قطع امید سہی قطع تعلق معلوم
کہ سلامت ہی بغل مین دل بیباک ہنوز

وہ جفاؤن سے پشیمان ہوئی بھی تو کیا
جنگجو ناز ہین انداز ہین سفاک ہنوز

ہم ہین وہ رندی آشام ہین تقیہ بھی
محتسب کو ہی خرابات مین ہی دیا کہ ہنوز

جی دل مر خجالت سے گریبان مین جھکا جاتا ہے
شوخ چشمی سے نظر ہے ہی بیباک ہنوز

تم تو شوخی سے نہ باز آئی تمہین کیا پروا
کوئی بیچین تڑپتا ہے تہ خاک ہنوز

ان قوافی مین لکھو ایک غزل اور ظہیر
توسن طبع روانی مین ہے چالاک ہنوز

مے سے تائب بھی ہوے پر ہین ہوسناک ہنوز
تاک رہتی ہے نگاہون کی تہ خاک ہنوز

زندہ درگور ہین غم سے ترے غمناک ہنوز
مل گئے خاک مین لیکن نہ ہوے خاک ہنوز

کوئی آسودہ نہین غم سے تہ خاک ہنوز
ہین گریبان کیطرح جیب کفن چاک ہنوز

جانتا ہون کہ رقیبون سے ہوی ہے ان بن
ورنہ ایسے تو نہ تھے آپ غضبناک ہنوز

وہ بگڑ کر بھی لگاوٹ کی لیے جاتی ہین
ہم گئے جان سے قصہ نہ ہوا پاک ہنوز

صورت یاس برستی ہے جواب خط سے
چشم قاصد دم گفتار ہے نمناک ہنوز

کیا ہوا ناصح نادان نے اگر قید کیا
خاک اوڑانے کیلیے ہاتھ ہین چالاک ہنوز

ہم چمن مین بھی رہے برگ خزان دیدہ نمط
کہ اوڑتے پہرتے ہین شکل خس و خاشاک ہنوز

کیونکر اوس منزل بیحد پہ رسائی ہو ظہیر
کہ جہان وہم رسا اور نہ ادراک ہنوز

قول شکست سے ہمنے بھلایا نہین ہنوز
ہر جا سر نیاز جھکایا نہین ہنوز

اچھا ہے لطف جور جو پایا نہین ہنوز
دست ہوس عدو نے بڑھایا نہین ہنوز

دیکھا تو آسمان سے بلا کا نزول تھا
بالین سے ہمنے سر کو اوٹھایا نہین ہنوز

دار و رسن کی فکر ہے ارباب دین
جو دل مین ہے زبان پہ آیا نہین ہنوز

رہتے ہین دے کے ذکر آتش دوزخ کو پند گو
کیا سوز غم نے دلکو جلایا نہین ہنوز

یارب ابھی سے کیون دل مضطر کو یاس ہے
قاصد تو کوی یار سے آیا نہین ہنوز

افسانہ تہا ہی طور و تجلی سنا کرو
پردے سے اوسنے جلوہ دکھایا نہین ہنوز

دشمن نگاہ لطف سے خرسند ہو تو ہو
بارے نظر مین اونکے سمایا نہین ہنوز

ہے جی مین اب کے حضرت ناصح کو بھیجیے
قاصد جواب خط کوئی لایا نہین ہنوز

اوس بت نے نیم جلوے مین کیا کچھہ دکھا دیا
اپنی نظر مین کچھی سمایا نہین ہنوز

کہتے ہین وہ ظہیر بھی کتنا غیور تھا — جبسے گیا بگڑ کے پھر آیا نہین ہنوز

مدعی ایک نہین محرم اسرار ہنوز — سبحۂ شیخ مین ہے رشتۂ زنار ہنوز
عام ہے صیتِ کرم پھر گنہگار ہنوز — باب توبہ ہے درِ خانۂ خمار ہنوز
آستانِ حرم و دیر سے پردہ نہ اوٹھا — سر ٹپکتے ہی رہے کافر و دیندار ہنوز
چشم حق بین ہین نہ ہین گوش حقیقت آگاہ — کہ وہی بانگ انا الحق ہے وہی دار ہنوز
اس پہ مرتے ہین کہ غم دل مین ہے جانکاہ سا — زندگی یہ ہے کہ ہین جان سے بیزار ہنوز
بھول جاوگے درِ صومعہ کو حضرت شیخ — تم نے دیکھا ہی نہین خانۂ خمار ہنوز
اونکو جو دیکھنے آتے ہین مجھی دیکھتے ہین — ہے تماشا ہی تماشائے دیدار ہنوز
ذرہ ذرہ سے فروزان ہے تجلائے جمال — کوئی اوٹھا ہی نہین طالبِ دیدار ہنوز
حیرت حسن سے یارا ہی نظر کا نہوا — پاس رہ کر بھی رہے تشنۂ دیدار ہنوز

کم نہین یہ بھی تفاخر کہ ظہیر خستہ — ہے دعاگوئی درِ دولت سرکار ہنوز

زندگی کا ہے سبب خواہشِ آزار ہنوز — ہم تمنائی عیادت مین ہین بیمار ہنوز
کچھ نہ ہوسکے پہ تو یہ کچھ ہے سروکار ہنوز — کہ رہے واشدگی پر بھی گرفتار ہنوز
اونکے انداز نزاکت نے نہین قتل کیا — ہاتھ مین خیر سے تھمتی نہین تلوار ہنوز
حشر مین پوچھتے پھرتے ہین یہ غوغا کیا ہے — دل مین بھرتی ہے وہی شوخیِ رفتار ہنوز
کیا مزہ تھا کہ ہمین ہجر مین جلتی ہی رہی — پھر یہ مرنا ہے کہ جینے سے ہین بیزار ہنوز
حشر کہتے ہو جسے آؤ دکھا دین تمکو — ایسے فتنے تو پڑے ہین پسِ دیوار ہنوز
ناتوان نے لبِ نازک کو اوٹھائے صدمے — تم سے بڑھکر ہے توانا دلِ بیمار ہنوز
خاک ہو کر بھی غبارِ دلِ نازک ہی رہے — ہم سبکسار بھی ہوکر ہین گرانبار ہنوز
لطف ہی لطف ہے عرضِ تمنائے وصال — کہ نہ انکار وہ کرتے ہین نہ اقرار ہنوز
صبح ہوتی ہے تو ہوجاتی ہین کیا دور اٹھے — کہ مرے بخت سیہ کی ہے شب تار ہنوز

دل سے شکوے کی عوض شکر ستم ہی نکلا | آرزو سے ہے سوا لذت آزار ہنوز
اسقدر محو فسون ریزی گفتار رہے | کہ رہی دل مین وہی حسرت دیدار ہنوز
دام سو بار کھلا اور رہائی نہ ہوئی | دل مرا ہے خم گیسو مین گرفتار ہنوز

اور تو ہم نہین واقف ہین کہ ہے کون ظہیر
ایک بیکس تو پڑا ہے پس دیوار ہنوز

درد کی طرح نہ رہ رہ کے ستانا ہرگز | داغ بن بن کے مرے دل مین نہ آنا ہرگز
شمع بن کر نہ کسی بزم مین جانا ہرگز | آگ فتنے کی جہان مین نہ لگانا ہرگز
ہمنشین قصۂ دہلی نہ سنانا ہرگز | زخم نو داغ کہن پر نہ لگانا ہرگز
یہ ہمین تھے کہ ملے خاک مین خوش خوش آخر | تو گرفتار کو ایسا نہ ستانا ہرگز
گرد کلفت سے تہ خاک دبی بیٹھے ہین | چھیڑ کر ہمکو قیامت نہ اوٹھانا ہرگز
پھوٹ جائینگے نئے سر سے پھپھولے ایدوست | ٹھیس اب شیشۂ دل کو نہ لگانا ہرگز
ہم تو بھولے ہوئے بیٹھے ہین کہانی اپنی | پھر کہین فتنۂ خفتہ نہ جگانا ہرگز
ہم سراپا دل مجروح بنے بیٹھے ہین | اور کچھ چھیڑ کے چرکے نہ لگانا ہرگز
اور ہین گلکے رجھانیکے ترانے بلبل | سرگذشت دل محزون نہ سنانا ہرگز
اے فلک اب نہ بنیگا نہ بنیگا تجھسے | کوئی صورت کدہ ایسا نہ مٹانا ہرگز
کون سنتا ہے تری نغمہ سرائی بلبل | اگلے وقتون کا کوئی راگ نہ گانا ہرگز
شرم آلودہ نگاہون مین نہان ہے شوخی | کسی پرفن کی فریبون مین نہ آنا ہرگز
آگ لگ جائے تری شوق مین اے حب وطن | مجھکو نقشہ مری دلی کا نہ دکھانا ہرگز
ہوشمندی بھی زمانے مین بلا ہے جان سے | بیخودی سے کبھی اپنے مین نہ آنا ہرگز

دہر مین اور بہت رنگ ستم ہین گلچین
داستان گل کی نہ بلبل کو سنانا ہرگز

بچ کے اس دامگہِ غم سے نکل جاؤ ظہیر
کسی عیار کے فقرون مین نہ آنا ہرگز

مرے رقیب نہ تھے غیر و پاسبان کس روز
برون کی جان پہ ٹوٹا نہ آسمان کس روز

رقیب آج ہوا ہے سپہر کل دشمن
ہمارے حال پہ تھے آپ مہربان کس روز

تم اپنی شرم سے سوا ہوئین خموشی سے
وگرنہ کہنے کو بیٹھے تھے رازدان کس روز

سافرانہ کبھی ہوش مین ہین آجاتے
ہم اپنے گھر مین نہین آپ میہمان کس روز

قتیل خنجر بیداد و قہر کیون ہوتے
رقیب مجھ سے سوا تھے فراجدان کس روز

ترے ستم مین بھی کافر کبھی مزہ نہ ملا
نگاہِ قہر و غضب تھی نہ دلستان کس روز

گلے عدو کے ہین مجھسے مرے جلانیکو
وگرنہ غیر نہ تھے انکے رازدان کس روز

مری فغان ہی گری مجھپہ برق بن بن کر
ہوا نصیب گلستان مین آشیان کس روز

شکایتِ ستمِ روزگار کیا کیجیے
ترا شریک نگہ تھا نہ آسمان کس روز

ہزار لطف نہان ہین تری خموشی مین
نگہ نگہ سے نہین پرسشِ نہان کس روز

ظہیر کفر مین ایمان سمجھے خدا شرمای
نہ صحنِ کعبہ رہا کوچۂ بتان کس روز

ردیف سین

موت آ کے پھر گئی مرے بیت الحزن کے پاس
کیا جا کے بیٹھیے کسی نازک بدن کے پاس

بجلی گری ہے برق یہ صحنِ چمن کے پاس
جز داغ کیا دھرا ہے گل و یاسمن کے پاس

کچھ تحفہ لیکے جائیے اہلِ وطن کے پاس
اک زخم تازہ چاہیے داغِ کہن کے پاس

وہ نازکی سے دے نہین سکتے مجھے جواب
بھرتی ہے آرزو بھی تکلمِ دہن کے پاس

ظالم نے سر کو مفت مین پھوڑا پہاڑ سے
کیا آہِ دلتراش نہ تھی کوہکن کے پاس

اوس بیوفا کے سامنے جانا ہے حشر مین
جیب دریدہ بھی کوئی رکھدی کفن کے پاس

کیا جانے کس طرف کو پڑی وہ نگاہِ ناز
خود دلکو پھینک دون بتِ ناوک فگن کے پاس

ناصح جنون کی پہلے ہی تدبیر چاہیے
جنگل بسا دے لاکے کہین ہی چمن کے پاس

غربت مین رہنمون نہ ہوی گردشِ نصیب
ہم دور ہی رہے جو رہے بھی وطن کے پاس

بی طاقتی سے اک شبِ ہجران نہ کٹ سکی
تیشے کئی ہزار تھے کوہ کن کے پاس

اقرار بھی اوسی سے اوسی سے جواب بھی
اک دوسرا دہن بھی لگا لو دہن کے پاس

یہہ تو ہوا ملین عوض بوسہ گالیان
ہم لیگئے دہن کو جو اوس بد دہن کے پاس

کیا روؤن بختِ بد کو کہ ہمسایہ ہی رقیب
عشرتکدہ بھی ہے مرے بیت الحزن کے پاس

اللہ رے بدگمانیِ بوسہ و دمِ سخن
وہ کان لاکے رہ گیے میری دہن کے پاس

نازک بہت ہین رنج اوٹھایا نہ جائیگا
آنے نہ دو دوا دو نہین میری گور و کفن کے پاس

اے جذبِ شوق وان ہی جو صدقہ نگاہ کا
لیچل مجھی کو خود مری ناوک فگن کے پاس

توبہ کے ٹکڑے ٹکڑے ہون اے شیخ تو بھی
چلکر تو دیکھہ اوس بتِ پیمان شکن کے پاس

ہے گلشنِ خلیل مین جیسے گذر ظہیر
جاتا نہین ہون پھول کے صحنِ چمن کے پاس

اب کاروانِ عمر ہے منزل کے آس پاس
گرداب مین سفینہ ہے ساحل کی آس پاس

ارمانِ دل نکلکے رہے دل کے آس پاس
لٹتا ہے قافلہ مرا منزل کے آس پاس

ہم جستجوی دل مین پھرے دلکے آس پاس
گمگردہ راہ ہین تری منزل کے آس پاس

بڑھ کر نگاہِ ناز سے ہین کم نگاہیان
سو حسرتین شہید ہوئین دلکے آس پاس

ادھر چھپے پڑے ہین وار تمہاری نگاہ کے
بسمل ہین حسرتین دلِ بسمل کے آس پاس

ہین سوگوار بلبل و پروانہ شمع و گل
پھرتی ہے بیکسی ترے بسمل کے آس پاس

اے حسرتِ تپش دل مضطر کو تھامنا
قاتل کہین نہ ہو تنِ بسمل کے آس پاس

خنجر سے تیز تر ہے تمہاری ادای قتل
بسمل ہزار ہین تنِ بسمل کے آس پاس

ڈرتا ہون وقتِ ذبح طبیعت بدل نہ جائے
کیون ازدحام ہے مری قاتل کے آس پاس

صحرای نجد وادی دل سے قریب ہے
پردے ہین چشمِ قیس کے محمل کے آس پاس

کہتے ہین اختلاط مین ہنسکر رقیب سے
وہ ننگ خانمان نہ ہو محفل کے آس پاس

مین سوزِ رشک سے بھی ہون شادان کہ مدعی
پھرتے ہین تمسے شعلہ شمائل کے آس پاس

پھر صاعقہ طلب ہے دلِ مستمند قیس
دستِ جنون ہے پردۂ محمل کے آس پاس

گل ہے چراغ بزم تمہارے حضور مین
پروانے سر پٹکتے ہین محفل کے آس پاس

آغاز گریہ کچھ ہے تو انجام ہے تحیر
ڈوبا ہون بحرِ عشق مین ساحل کے آس پاس

آفت کی شوخیان ہین مرے اضطراب مین
پھرتا ہون ایک برق شمائل کے آس پاس

شکرِ خدا ظہیر کہ ہین جمع اہلِ فضل
پروانہ وار داورِ عادل کے آس پاس

کیون کوندتی ہے برق نشیمن کے آس پاس
ایمن کے متصل ہون نہ گلشن کے آس پاس

رشکِ وصال غیر مین کچھ سوجھتا نہین
شب بھر پھرا ہون کوچۂ دشمن کے آس پاس

پردے مین بھی جمال سے تابِ نظر نہین
پھرتی نگاہِ شوق ہے چلمن کے آس پاس

روتی ہے شمع شام سے میرے مزار پر
پروانے سر پٹکتے ہین مدفن کے آس پاس

مجھہ سے زیادہ کچھہ مری مٹی عزیز ہے
اغیار کا ہجوم ہے مدفن کے آس پاس

نادم ہوا ہون کہینچ کے مین آہِ سوزناک
یارب نہو وہ کوچۂ دشمن کے آس پاس

مین تفتہ جان ہون سوختہ آتشِ فراق
ہون دفن بہی تو وادیِ ایمن کے آس پاس

ہے ہے وہ نوحہ گر ہو عزای رقیب مین
جاتا نہو جو حلقۂ شیون کے آس پاس

پاسِ ادب بڑہائیو ہرگز نہ دستِ شوق
بجہا ہے دام زلف بہی گردن کے آس پاس

اوس بدگمان کو اور توہم بڑہا دیا
جا جا کے دستِ شوق نے دامن کے آس پاس

دونون سے ای ظہیر جدا ہے مرا طریق
جاتا نہین ہون شیخ و برہمن کے آس پاس

ردیف شین منقوطہ

مجھے غش پہ ہردم نہ کیون آئے غش
ترا دھیان ہے کارفرمائے غش

جسے حالِ عاشق سے آجای غش
بہلا اس نزاکت کو کیا پائے غش

مگر اون پہ عاشق ہے خود رفتگی
وہ آئے ادہر اور ادہر آئے غش

مجھے غش مین گیسو سونگہاتے ہین وہ
سوا غش سے ہے کچھہ مداوای غش

نقاہت سے بڑہ کر ہے کچھہ نازکی
نہ کیون ایسے نازک سی شرمائے غش

ذرا سامنے رکھہ تو لو آئینہ
نظر آئے میرا تماشائے غش

کسی طرح ٹھہرے دلِ بیقرار
نہ آئین اگر وہ تو آجائے غش

نہ آئے جنازے پہ جو سنگدل
اوسے حالِ بسمل پہ کیا آئے غش

یقین ہے وہ آئین اگر خواب مین — مجھے نیند کے بدلے آجای غش
مرے سر کو زانو پہ رکھ لیجیے — رہے عمر بھر تا تمنائے غش
اگر مر بھی جاؤن نہو وہ خبر — بھلا ایسے خود بین کو پروای غش
مجھے غش کے بدلے اجل آگئی — کسی نے نہ دیکھا تماشائے غش
مری بیخودی سے ہو واقف اگر — مسیحا کو خود ہو تمنائے غش
جو بسمل کو ٹھوکر لگا کر چلے — کہان اوس ستمگر کو پروای غش
مری داستان کا اوسے کب دماغ — جسے نکہت گل سے آجائے غش
ذرا آکے صورت دکھا جاؤ تم — مجھے صبر کے بدلے آجای غش
سونگھا دیجیے گیسوے مشکبار — کہ پھر عمر بھر مونہہ نہ دکھلائے غش
وہ دامن کی اپنے ہوا تک نہ دے — مجھے غش پہ سو بار گر آئے غش
غشی سے مری جسکا اوڑجائے رنگ — کہان اوس پری وش کو یارای غش
ترے جلوے کی تاب دیدن نہین — کہان تک اوٹھاؤن ستمھای غش

ظہیر ایسے کافر پہ شیدا ہوے
کہ زاہد بھی دیکھے تو ہو جائے غش

بارے اتنے تو رہے وعدہ دیدار کے ہوش — رنگ بن بن کے ہین اوڑتے ترے بیمار کے ہوش
خود بخود صبر نمط پاؤن اوٹھے جاتے ہین — نہ رہے کوچۂ دلدار مین رفتار کے ہوش
حال میرا مرے احباب سے دیکھا نہ گیا — ہے مرا رنگ پریدہ مرے غمخوار کے ہوش
شکوے بن بن کے نکلنے لگے ارمان دلکے — کاش ہوتے نہ مجھے نزع مین گفتار کے ہوش
جھک گئین اور حیا سے وہ خماری انکھین — دیکھنا عالم مستی مین قدح خوار کے ہوش

چارہ گر کو مری وحشت نے بنایا مجھہ سا
مجھہ سے پہلے ہی اوڑے ہین مری غمخوار کے ہوش

دم ہی نکلا ہے تو آنکھون ہین اٹک کر نکلا
آخرین دم بہی رہے حسرت دیدار کے ہوش

لطف تہوڑا سا ادہر بہی نگہہ ہوش ربا
دیکہنے ہین ابہی اپنے مجھے غمخوار کے ہوش

کفر و ایمان کے تکلف سے ہون آزاد ظہیر
سُبحہ کی فکر ہے وحشت ہین نہ زنار کے ہوش

ردیف صاد مہملہ

دشمن جان ہین وہی تہے جو سراپا اخلاص
سچ تو یون ہے کہ ہمین اس نہ آیا اخلاص

تمنے ضد سے مری دشمن سے بڑہایا اخلاص
ابتو زیبا ہے مجھے غیر سے کہنا اخلاص

ہاتھہ گردن ہین مری ورد زبان نام رقیب
ہے تمہارا یہی ماننے سے نرالا اخلاص

بزم دشمن ہین بلاتے ہو جلانیکے لیے
واہ کیا خوب ہے کیا خوب تمہارا اخلاص

گرم جوشی بہی تو ہین گرم ادائین دلسوز
ای بتو جائیے جہنم مین تمہارا اخلاص

دل کے خوش رکہنے کو ہین صف عدو کی چہیڑین
ہمنے دیکہا نہ سنا آج تک ایسا اخلاص

مجھہ سے اور غیر کہے قصہ جانسوز اپنا
ہے غرض جبکے جلانیسے کہان کا اخلاص

دوستی کی ہے تو کچہہ سونچ سمجہہ کر مجھہ سے
یہ سپر سرزنش غیر ہے اونکا اخلاص

چہیڑتا ہے مجھے دشمن کے ہنسانیکو یہی
ورنہ اوس دشمن جانی کو کہا انکا اخلاص

مہربان بہی وہ ہوئے ہین تو جفا سے تہک کر
دشمنی کام نہ آئی تو جتایا اخلاص

عرض مطلب پہ ستاتی ہین چلو ہوش ہین آؤ
مجھہ کو بہاتا نہین آشنا بہی کسی کا اخلاص

کوئی دیوانہ ہو تمسا تو ملے تمسے ظہیر
مہربان عین عداوت ہے تمہارا اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

لو وہ کہتے ہین عدو کی داستان سی کیا غرض
اپنے مطلب سی غرض تمکو جہان سی کیا غرض

تمکو میرے شکوۂ شور و فغان سی کیا غرض
جب غرض مجھہ سے نہین میری بیان سی کیا غرض

درپی ایذا ہو کیونکر دشمن جانی نہین
ناصحو تمکو مرے آرام جان سی کیا غرض

دیکھنے تھے ہمکو سب تیری کرشمے فتنہ گر
مدعی سے بحث کیا تھی آسمان سی کیا غرض

تو جفا جو کینہ پرور اور مین آزار دوست
مجھہ سے ملجا آکے عذر امتحان سے کیا غرض

شکوہا ہی بیقراری سنکے وہ کہنے لگے
تم تو ایذا دوست ہو آرام جان سی کیا غرض

ہے اگر لوگون کے کہنے پر تو ملنا ہو چکا
مجھسے مطلب ہے تو لوگونکی زبان سی کیا غرض

اے صبا کیا کام ہے اوس زلف دوتا کی برہمی
اب تجھے میرے غبار ناتوان سی کیا غرض

اب تو شک بڑھنے لگا ناصح مجھے کچھہ اور بھی
تجھہ کو اوسکی پرستش نام و نشان سی کیا غرض

جل گیا شاید دل دشمن مری فریاد سے
ورنہ اونکو شکوۂ سوز نہان سے کیا غرض

نغمہ سنجان چمن کو ہو مبارک فصل گل
ہم اسیران قفس کو آشیان سی کیا غرض

ہمنے مانا عشق مین نقصان جان بھی ہے ظہیر
دیچکے جب دل تو پہر سود و زیان سی کیا غرض

ردیف طای مہملہ

کیا قہر ہے جہان مین کسی بدگمان سی ربط
لو مجھہ سی بحث ہین مری رازدان سی ربط

رکھنا پڑا تمہارے لیے اک جہان سے ربط
دشمن سے دوستی ہی نہ کچھہ پاسبان سی ربط

ہم بھی کہینگے ہمکو زبان و دہان ملے
لب کو نہ لب سے اور نہ بانکو زبان سی ربط

بے ربط کسقدر ہی مری داستان شوق
مطلب کو گوش سے نہ بیان کو زبان سی ربط

ہے رہروانِ راہِ رضا کا جدا طریق
اس کاروان سے ضد ہے نہ اوس کاروان سے ربط

دل مین مرے رہے مری آنکھون مین تم رہے
پیدا کیا رقیب نے ہے ہے کہان سے ربط

کیا خوب دشمنون سے ملو تم تو ہم ملین
اک تمسے دوستی ہے کہے اک جہان سے ربط

اک تم ہو بیوفا کہ نہین مجھسے کچھہ لگاو
بلبل کو ہے قفس سے چمن کو خزان سے ربط

کیا انتشارِ طبع ہے کیا اختلالِ حال
بے ربطیِ بیان کو نہین کچھہ بیان سے ربط

تیرے گلے جو غیر کے موتہہ سے سنے نہین
کانون ہی کو نہین مری اس داستان سے ربط

اوس شوخ بیوفا سے ملین کس طرح ظہیر
دشمن سے دوستی ہے نہ کچھہ آسمان سے ربط

یارب نہو جبین کو کسی آستان سے ربط
الفت کو دل سے دلکو نہو دلستان سے ربط

جس دل مین سوزِ عشق ہو جلجاے اے خدا
شکوے کو لب سے لب کو نہو کچھہ فغان سے ربط

الفت مین ان بتون کی نہ سودای عشق ہو
وحشت کو سر سے سر کو نہو آستان سے ربط

بجلی گرے فلک سے مگر جذبِ شوق پر
دل سے کشش کو نہو کاروان سے ربط

وہ دل ہو خاک جسمین رہے حرفِ آرزو
لب کو نہو زبان سے زبان کو بیان سے ربط

وہ چشم کور ہو جسے ذوقِ نگاہ ہو
اور ہو نگاہ شوق کو حسنِ بتان سے ربط

وہ ذوق کیون ہو دلمین کہ جسکے سبب سے ہو
دل کو قلق سے ربط قلق کو فغان سے ربط

پتھر پڑین زبان پہ کہے جو حدیثِ عشق
پھوٹے وہ کان ہو جسے اس داستان سے ربط

دل سے پسند ہے یہ مجھے مصرعہ ظہیر
یارب نہو جبین کو کسی آستان سے ربط

ردیف خاے معجمہ

زہد و طاعت پہ تجھے ناز بجا ہے واعظ
ہم سیہ رو ہین ہمارا بھی خدا ہے واعظ

صفت خالق علام ہین ستار عیوب
مین نے سو بار ترے مونہہ سے سنا ہے واعظ

کفر و ایمان سے نہ کچھہ دوزخ و جنت سے غرض
یان فقط مد نظر اوسکی رضا ہے واعظ

یان وہ کچھہ ہے کہ جو ہفتاد و دو ملت مین نہین
سب سے کچھہ مشرب رندانہ جدا ہی واعظ

ایسی جنت سے تو دوزخ ہے گوارا ہمکو
گر اسی زہد ریائی کی جزا ہے واعظ

خوش ہون دوزخ سے اگر پرسش اعمال نہو
کہ ندامت مجھے عصیان سے سوا ہے واعظ

اوسکی قدرت کے تماشے نظر آجائین تجھے
دیکھہ تو چل کے خرابات مین کیا ہے واعظ

کیا جہنم ترے بس مین ہے عیاذاً باللہ
کوئی آخر تو ہمارا بھی خدا ہے واعظ

خلد مین جائینگے کہتے ہوے ساقی ساقی
وان بھی مذکور مے ناب سنا ہے واعظ

بخدا گر نہ سمجھتا ہو تو کافر ہو ظہیر
کہ برے کام کا انجام برا ہے واعظ

ردیف عین

مین ہون گداز و سوز مین ہمداستان شمع
سوزان برنگ شعلہ و گریان بسان شمع

اس جبر پر دراز ہے کتنی زبان شمع
سنئے جو اختیار مین ہوتی فغان شمع

ایک ایک اہل بزم سے ہے رازدان شمع
کیا بیزبانیون پہ ہے روشن بیان شمع

روشن ہے اہل بزم پہ سوز نہان شمع
پروانہ گر نہین تو شعور رازدان شمع

جلتا ہون اپنی روشنی طبع دیکھکر
آتش زبان ہون دہر مین لیکن بسان شمع

کیا تنگنائے دہر مین امکان دم زدن
ہوتی ہے قطع شکوے سے پہلے زبان شمع

دیکھین وہ گل ہو سے پہلے کہ آجائے ہمکو موت
صبح شب وصال مین ہے امتحان شمع

جز سوزِ سینہ کون ہی دلسوز اہل سوز
گرتے ہین پای شمع پہ اشکِ روانِ شمع

قربان جان نثار ہی دشمن ہین دل گداز
پروانے ہین نثارِ سرِ کشتگانِ شمع

اللہ رے شوقِ سوز جگر تفتگانِ عشق
خود شعلہ بن گئی ہے سراپا زبانِ شمع

آسان نہین ہے خواہشِ آزارِ جان نثار
پروانے کے شریکِ بیان ہی زبانِ شمع

دنیا مین اہل درد ہین جلنے کے واسطے
سوز و گداز شمع ہے گویا کہ جانِ شمع

نیرنگ سازِ عشق کے دیکھو تو سوز و ساز
پروانے کی ہے خاک سے اوٹھتا دخانِ شمع

ظاہر مین گو کہ کرتی ہے محفل فروزیان
اپنی شرر نثار ہے تجہیز سے جانِ شمع

اوس شعلہ خو سے بڑہ کے ہون مین بہی تند مزاج
جلتا ہون اپنی آگ مین ہر دم بسانِ شمع

ہر چند پردہ دار ہے فانوس کا حجاب
ہے پردہ در مگر دمِ آتش فشانِ شمع

راہِ رضا مین اُف بہی نہ کرنا کبہی ظہیر
ہوتی ہے قطع بات سے پہلے زبانِ شمع

ولہ

شاہد پروانہ ہو یا زینتِ کاشانہ شمع
تم وہ شمعِ انجمن ہو تم پہ ہے پروانہ شمع

رات کٹنے کی کوئی تدبیر کرنی چاہیے
مین سنون تیرا بیان اور تو مرا افسانہ شمع

یہ ہے گریان وہ ہے سوزان وہ گریبان چاک ہے
سب عزاداران عاشق ہین گل و پروانہ شمع

کیا خوشی اسکی کہ ہم بہی کامیابِ جلوہ ہین
ہجر تو بزمِ غیر مین ہے جلوۂ جانانہ شمع

ایک حیلہ ہے حجابِ برقعِ فانوس کا
موںہہ دکہا دے خاکِ پیشِ عارضِ جانانہ شمع

ہو مبارک تجہکو لطفِ عشرتِ بزمِ رقیب
مین ہون اور میرے لیے بس ہی مرا غمخانہ شمع

جس سے روشن ہو تمہارا گھر وہ ہم لوگ ہین
ہے برائے نام یون تو زینتِ کاشانہ شمع

خود نمائی اور ہے سوزِ نہانی اور ہے
تو نے دیکھی ہی نہین ہے ہمت مردانہ شمع

تیرہ روزی سی مری ممکن نہین ہو روشنی
گر جلا کر خاک کر دے تو مرا غمخانہ شمع

گرمیِ ہنگامہ اوس محفل کی دیکھا چاہیے
شمع کے بدلے ہو جس محفل مین صاحبخانہ شمع

جمع ہین بزمِ عدو مین سب جلانیکو مرے
بربط و چنگ و رباب و ساقی و پیمانہ شمع

ہر قدم پر کوندتی ہین بجلیان وقتِ خرام
دیکھ اوس خورشید وش کی لغزشِ مستانہ شمع

ہے تمہاری آستان پر جلنے والون کا ہجوم
میزبان تم ہو کہ ہے اس گھر مین صاحبخانہ شمع

ہو اگر تاثیر کچھ جذبِ دلِ پروانہ مین
پردۂ فانوس سے باہر ہو بیتابانہ شمع

وصل کی شب ہو چکی آخر ہوا دورِ جام
ہو چکا لبریز تیری عمر کا پیمانہ شمع

سوزِ الفت سے دلِ معشوق بھی خالی نہین
دفعتاً کیسی بھڑک اوٹھتی ہے بیتابانہ شمع

جان کھو دیتے ہین ضد پر بات کی عاشق مزاج
سیکھ لے پروانہ سی اندازِ معشوقانہ شمع

رشک کہتا ہے کہ یہ بھی عاشقِ دلدار ہے
رات بھر جلتی ہے میرے ساتھ بیتابانہ شمع

وصل کی شب ہے بجھا دیجے خدا کیواسطے
ہے تو پھر ہے صحبتِ خلوت مین اک بیگانہ شمع

اب اوٹھا دو بزم مین تم بھی ذرا رخ سی نقاب
شوخ چشمی کر رہی ہے کیا ہی بیباکانہ شمع

کہہ دیا کس نے ترا حالِ دلِ پرغم ظہیر
رات بھر روتی رہی سنکر ترا افسانہ شمع

ردیف غین معجمہ

باقی دل و جگر مین نہین اب سوائی داغ
اک داغ کی جگہ مین ہین سو سو سوائی داغ

باز آئیے اس ملاپ سی تھوڑی اوٹھائی داغ
دیکھے ستم یہ ہین کہ آنکھون پہ کھائی داغ

یا آنکہ موردِ نگہہِ التفات ہے — پوچھو دلِ رقیب ہی سے ماجرای داغ
کہتے ہو بیوفا مجھے انصاف شرط ہے — آخر تو آدمی ہے کہان تک اوٹھائی داغ
ہوتا دوا ہے داغ بھی انجام کار درد — یہ درد وہ ہے جسمین نہین انتہای داغ
مال بخیل سے ہے امید بھی عبث — کچھہ کیسۂ فلک مین نہین ہے سوای داغ
چھڑکا ہے پندگو نے عجب زخم پر نمک — ناسور پڑ گیے ہین جگر مین بجای داغ

پیدا ہوا ظہیر ہے جلنے کے واسطے
دل بھر سوزِ رشک ہے سینہ برای داغ

ردیف فا

کفر مین بھی ہم رہے قسمت سے ایمان کیطرف — شکر ہے کعبہ بھی نکلا کوی جانان کیطرف
ہمتو کافر تھے ہوا دل بھی ترے ایمان کیطرف — جسکو دیکھو ہے وہی اوس دشمنِ جان کیطرف
کچھہ اسیرانِ قفس کے بخت ہی برگشتہ ہین — بوی گل بھر بھر گیی اولٹی گلستان کیطرف
حسن گر اس سے کھنچا جاتا ہے کچھہ جامِ شراب — موجِ مے کو جنبشین ہین لعل خندان کیطرف
دیکھتے مرکر کسی پر لطفِ عمر جاودان — کیون گئے خضر و سکندر آبحیوان کیطرف
دستِ وحشت سے گریبان اب جگر تک جا کہی — ناصحو کیا دیکھتے ہو جیب و دامان کیطرف
بعد مردن بھی رہی دیر و حرم مین کشمکش — سو نہہ سو کعبہ رہا دل کوی جانان کیطرف
ایک جیبہ کیا گل کھلا دے فصل گل آئی تو ہے — ہاتھہ ابھی سے دوڑتے ہین جیب و دامان کیطرف
ہو مبارک تجھہ ہے گر مرا انصاف میرے ہاتھہ ہو — مین بھی ہو جاؤن اوسی غارتگر جان کیطرف
جس سے دشمن تھہ رجا سے کوئی پابندِ وفا — آنکہ تک اوٹھتی نہین دیوار زندان کیطرف

حشر ٹوٹے کس طرف دیکھیں کہ ہر بجلی گری
جھانکتے جاتے ہیں غمزے چشم فتّان کیطرف

رشک کہتا ہے کہ پونچھے ہونگے اس نے اشک غیر
ہاتھ اوٹھکر رہگیا سو بار داماں کیطرف

وعدۂ دشمن نہو یارب دم پیغام وصل
کچھ جھکی جاتی ہیں آنکھیں ان گریباں کیطرف

مین نہ قاصد غیر کا ہون اور نہ پیغام غیر
کیا مخاطب ہین مری وہ شور افغان کیطرف

وان سراسر عفو ہین اور یان خطائین اے ظہیر
وان ترحم پر نظر یان جرم و عصیان کیطرف

دل دوڑتا ہے کیون نگہ یار کیطرف
جاتی نہین ہے جنس خریدار کی طرف

اوس چشم میگسار سے دلکو خدا بچائے
بدست دشنہ زیر ہے ہشیار کی طرف

اک شوخ کفر کیش نے ایمان سے کہو دیا
گردن جھکی ہے حلقۂ زنار کیطرف

جوش جنون ہے آمد فصل بہار ہے
اوٹھتے ہین پانو وادی پرخار کیطرف

لطف وصال خاک مین تمنے ملا دیا
ہے دمبدم نگہ در و دیوار کیطرف

کیا ہو دم اخیر جو کعبہ ادہر نہو
مونہہ پھر گیا تھا کوچۂ دلدار کیطرف

دیکھے نگاہ پھر کے ادہر غیر کیا مجال
آنکھین لگی ہین روزن دیوار کیطرف

اتنا نہین ہے کوئی کہے جو خدا لگی
بولے ظہیر خستہ دل زار کیطرف

ردیف قاف

نہ پوچھ مجھسے مری جان ماجرائے فراق
خدا دکھائے نہ دشمن کو صدمہائے فراق

عذاب حشر سے بڑھکر ہے کچھ جفائے فراق
وہ شام غم کی درازی وہ صدمہائے فراق

کسی سے ملکے نہو کوئی مبتلای فراق
کہ ابتدای محبت ہے انتہای فراق

مزے وصال و جدائی کے غیر کیا جانے
تمام عمر ہوا جو نہ آشنای فراق

فسانہ شب ہجران مین دن تمام ہوا
ہوئی جو شام تو سر پہ ہے پھر بلای فراق

تمہارے ہجر مین ماتمسرا ہے کاشانہ
بلند ہے در و دیوار سے صدای فراق

سلام روز جزا کو ہے پند گو اپنا
ملے گناہ محبت پہ گر سزای فراق

بجز وصال غریبی وصال یار کہان
سوای حسرت حرمان نہین دوای فراق

وہ گونہ گونہ توہم وہ رنگ رنگ کے رشک
نہ پوچھہ کچھہ شب ہجران مین شغلہای فراق

نہ کوئی مونس و ہمدم نہ یاور و غمخوار
ورای گوشہ عزلت بجز بلای فراق

ہوا نہ خلق نہ ہوگا ظہیر سا انسان
ملول و مضطر و ناکام و مبتلای فراق

ردیف کاف عربی

سوز غم گل کہلایے گا کبتک
داغ آنکھین دکہائیگا کبتک

سب کرشمے مری نظر مین ہین
تو نگاہین چورائے گا کبتک

حشر ہون مین نہ فتنہ قامت
کوئی در سے اوٹہائیگا کبتک

کیا تصور ترا ہے پردہ نشین
دل مین آخر نہ آئے گا کبتک

غیر کا وعدہ وصال نہین
مجھسے مونہہ تو چھپائیگا کبتک

آرزو سی ہے آرزو دل مین
خاک مین تو ملائے گا کبتک

غم ہجران نہین نصیحتگر
تو مری جان کہائیگا کبتک

فکر کیا اور کیا زبان ظہیر
طرزِ مومن اُڑائیگا کبتک

فتنہ گر شوخیِ حیا کب تک — دیکھنا اور نہ دیکھنا کب تک
مرگ ناکامیِ قضا کبتک — درد ہو درد کی دوا کبتک
شوخیِ صبر آزما کب تک — ای تغافل منش حیا کبتک
کیا مرے بخت کی نحوست ہے — گردشِ چشم فتنہ زا کبتک
وان پہونچتا ہے اور پہونچیگا — شکوۂ بختِ نارسا کبتک
تم ملو غیر سے نبھاؤنگا — ہے بہروسا مزاج کا کبتک
وعدۂ حشر اور ترا وعدہ — صبر اور صبر کی وفا کبتک
جانکنی مین ہون مجھکو مرنے دے — مژدۂ وصل جانفزا کبتک
حیلۂ امتحانِ دل تا کے — وعدۂ صبر جان گزا کبتک
بتکدہ کچھہ درِ قبول نہین — یاس ناکامیِ دعا کبتک
درد اور درد بہی جدائی کا — ایسے بیمار کی دوا کبتک
تم سے نازک ہے کچھہ تمہاری خو — عہد کبتک کرے وفا کبتک
دیکھہ جانے دے مجھکو ضد نہ دلا — طعنۂ آہِ نارسا کبتک
ایک مین کیا عدو بہی مرتے ہین — نگہِ لطف آشنا کبتک
کچھہ قلق بہی ترا تصور ہے — لب تک آئے نہ مدعا کبتک

دل مین جوش حدیث کفر ظہیر
لب پہ شور خدا خدا کبتک

توقع کو توقع بھی کہان تک ‌ ‌ ‌ یہہ مرنا ہے حیاتِ جاودان تک
یہین ہوا اور نہین ملتا نشان تک ‌ ‌ ‌ مکان سے ڈھونڈہ آیے لامکان تک
رسائی ہے محال اوس آستان تک ‌ ‌ ‌ اوڑالین خاک اوڑانی ہو جہان تک
رسا ہون بخت بد اور پھر کہانتک ‌ ‌ ‌ بہت دشواریان ہین یان سے وان تک
ذرا حرف طلب آیے زبان تک ‌ ‌ ‌ مکان کیا ہم تو پہونچین لامکان تک
امیدِ کامرانی ہے فغان تک ‌ ‌ ‌ فغان کی انتہا آخر کہان تک
جہان سے لے زیان ہو سود کیسا ‌ ‌ ‌ امیدِ سود ہوتی ہے زیان تک
زبان پر اب تو سر دینا ہے باقی ‌ ‌ ‌ سخن پر دے چکے ہم تو زبان تک
بلند آوازہ ہین وہ راز مخفی ‌ ‌ ‌ نہ آیے جو زبانِ رازدان تک
تمنا اور پھر کسکی تمنا ‌ ‌ ‌ کہ ہون سب بے رطبیان جسکی بیانتک
رہے یہہ زیر مشق شوق بیداد ‌ ‌ ‌ نہ آیا لب پہ حرفِ الامان تک
ترے کوچے مین کیا سر پھوڑتا ہے ‌ ‌ ‌ یہی کچھہ ہے زمین سے آسمان تک
پیامی سے ادا ہوگا یہہ مطلب ‌ ‌ ‌ اگر پہنچا بیے وہ میری زبان تک
نہین کچھہ انتہاے نامرادی ‌ ‌ ‌ کہانتک آرزومندی کہانتک
نہین معلوم کچھہ آغاز و انجام ‌ ‌ ‌ کہان سے آیے ہین جائین کہانتک
لیے جاتا ہے جذبِ شوقِ منزل ‌ ‌ ‌ اوٹھے جاتے ہین پاے ساربان تک
نہین اقرار کا بھی اب بھروسا ‌ ‌ ‌ وہی ہین پہنچکے اونکی زبانتک
مآلِ امتحان کی کیا توقع ‌ ‌ ‌ توقع کی ہے غایت امتحان تک
بھلا تم دیکھ لو اقرار کرکے ‌ ‌ ‌ نہ آیے گا نہ آیے گا زبان تک

زمانِ ہجر کی کیون آرزو ہو
کہ مرنا روز کا ہے امتحان تک

بس اب جینے مین ہے گھٹ گھٹ کی مرنا
ہوائی گلستان تہی گلستان تک

تری باتون سے ناصح پک گیا دل
سُنے جا یے کوئی کبتک کہان تک

یہ تم کیا سُن رہے ہو مونہہ سے بولو
یہ سب کیا کہہ رہے ہین یان سے وان تک

اونہین در پر قدم رکہنا ہے دشوار
ہجومِ سجدہ ریزی ہے یہان تک

بہلا باندہا تو ہے ہاتہو نکو ناصح
اوڑا دو نگا قبا کی دہجیان تک

یہہ گل تو ایک دن کہلکر رہیگا
ظہیر آخر چہپوگے تم کہان تک

درد کو چاہیے تسکین دوا ہوتے تک
موت کو لا کہہ بہانی ہین شفا ہوتے تک

بازہے اپنی حقیقت کیطرف چشمِ حباب
نگران صورتِ دریا ہے فنا ہوتی تک

کیا نہو جائینگے ہم ظلم و ستم کی عادی
چاہیے عمر اونہین مشق جفا ہوتے تک

نہ سہی وصل مگر وعدہ تو کر لو مونہہ سے
کیا جیے جائین گے ہم وعدہ وفا ہوتی تک

اللہ اللہ رے نیرنگِ جمالِ جانان
نگہہ شوق رہی باز فنا ہوتے تک

مہندی ملتے ہو نہین خونِ شہیدان کا خیال
دیکہنا رنگِ جہان رنگِ حنا ہوتے تک

صبح ہم ہونگے نہ یہ رات نہ پروانہ و شمع
زندگی بزم کی ہے تمسے جدا ہوتی تک

دیکہہ ای شوق تماشا نہ جہپک جائی پلک
جلوۂ یار کہان چشم کے وا ہوتے تک

اوسکے کُشتون کا اگر نام و نشان باقی ہے
روز لو حشر نیا روز جزا ہوتے تک

ایک ہین چشمِ بصیرت مین حباب و دریا
ہے دوئی عالمِ وحدت مین فنا ہوتی تک

مشکل آرام ہے بی ترکِ سخن ننگ ظہیر
فکر رسوائی ہے انگشت نما ہوتے تک

ردیف کاف عجمی

عشق اور عشق شعلہ ور کی آگ — آگ اور اُلفتِ بشر کی آگ

شعلہ زن دل مین ہی جگر کی آگ — گھر مین اپنے لگی ہے گھر کی آگ

جسکو کہتے ہین برقِ عالم سوز — ہے وہ کافر تری نظر کی آگ

شوخیون سے تری زمانے مین — پہونک رکھی ہے شور وشر کی آگ

ہای رے تیری گرمیِ رفتار — خاک تک بہی ہے رہگذر کی آگ

لو شبِ وصل بہی تمام ہوئی — آسمان کو لگی سحر کی آگ

اور سوزِ جگر نے بھڑکائی — گریہ باری ہے چشمِ تر کی آگ

گرم جوشی تری معاذ اللہ — ہے بشر کے لیے سقر کی آگ

عشق کیا شے ہے حُسن ہی کیا چیز — کچھہ اودہر کی ہے کچھہ اودہر کی آگ

کیون نہین ان بتون مین سوز وگداز — سنگ مین ہے نہان شرر کی آگ

طور سینا بنا دیا دل کو — اُف رے کافر تری نظر کی آگ

لاکھہ کے گھر کو خاک کرتی ہے — ہے بُری عشق کینہ ور کی آگ

جس سے وحشی ہے وادی مین — ہو نہ ہو وہ تری نظر کی آگ

لب تک آتے ہین نالۂ پر سوز — اب خبر لے گی بام و در کی آگ

حُسن اور حُسن بہی شرارت خیز — آگ اور عشق فتنہ گر کی آگ

ہے بُری چیز عشقِ خانہ خراب — جا بجا ہے اسی شرر کی آگ

حق تعالے بچاے اس سے ظہیر
قہر ہے اُلفتِ بشر کی آگ

ردیف لام

مین اور کنج غمکدہ اور نالہای دل
کس کو سناؤن دل کے سوا ماجرای دل

اچھا نہین ہے فاش ہو گر ماجرای دل
ای کاش دل ہی دل مین رہی مدعای دل

ہوتا نہین ہے کوئی بری وقت مین شریک
گر کچہہ بٹایے درد تو شاید بٹایے دل

ڈرتا ہون فرط غم سے نہ دل پاش پاش ہو
کرتا ہون دلکو تہام کے مین ہای ہای دل

شغل شب فراق یہی ہے کہ رات بہر
کہتا ہون دل کے سامنے مین ماجرای دل

منقار عندلیب سے شعلہ اوڑا کرین
یکبار دل کی ساتہہ ہو گر ہم نوای دل

کسکو بلاؤن ماتم و شیون کیو اسطے
کافی ہین بہر نوحہ گری نالہای دل

اچھا کیا جو تو نے کیا او ستم شعار
شایان جرم عشق یہی ہے سزای دل

سن سن کے آہ کو مری اب وہ بہی کہتے ہین
یارب یہ دلخراش ہے کسکی صدای دل

غیرون کے سینے پہٹکے کلیجے نکل پڑین
شیون مین گر بلند ہو میری صدای دل

پیدا ہوے ہین درد و الم اپنے واسطے
غم آشنای جان ہے بلا آشنای دل

ہے شرح آرزو ہی مری قطع آرزو
برعکس مدعا ہے مرا مدعای دل

مرتے ہین درد مند کی مرنے پہ اہل سوز
پروانہ سوز و ساز مین ہے ہم نوای دل

کسکو غرض کہ دل کی مصیبت مین جی جلاے
اپنی خوشی کسی پہ اگر آپڑے آیے دل

دن رات مجھکو نالہ و افغان ہی کام ہے
ہے لب پہ وای ای جگر ہای ہاے دل

ای شمع لطف سوز درونی کچہہ اور ہے
پروانہ عمر بہر نہو آشناے دل

ہم اور راہ منزل تسلیم یا نصیب
دیکھین گے دل کے ہاتہہ سے کچہہ کہای دل

تم اور وصل غیر ہے اور نغمہای شوق
مین اور سنگ و سینہ ہے اور نالہای دل

مرجاؤن ایکبار تو قصہ تمام ہو
ٹل جایے کاش جانِ حزین پر بلای دل

اس تنگنای دہر مین فرصت قلیل ہے
شرح جفای دوست لکھون یا وفای دل

آئی ہے بوی سوز سخن سے تری ظہیر
مضمونِ جانگداز ہین سب نالہای دل

ردیف میم

خود رفتہ ہین کسی کی ادا دانیون مین ہم
زندون مین کیا رہے کہ رہے فانیون مین ہم

اوسجھے ہین کسکی زلف کی نادانیون مین ہم
خود مبتلا ہین اپنی پریشانیون مین ہم

کیون بہگیے نہ اشک کی طغیانیون مین ہم
ڈوبے رہے سہے بہی تن آسانیون مین ہم

بہرتی ہین دل مین کس ستم آرا کی شوخیان
برق طپان ہین شوق کی جولانیون مین ہم

تم محو دید آینہ آئینہ محوِ حسن
آئینہ سے بڑے ہوے حیرانیون مین ہم

بستر تو کیا جہان سے نہ اوٹھے شبِ فراق
ایسے بہنسے ہوے ہین گرانجانیون مین ہم

خود رفتگی ہے ذوق تصور مین رات دن
کہوے گیے ہین اونکی نگہبانیون مین ہم

محوِ تصور رخ دشمن ہین تو ہین
حیرانیون مین تم ہو کہ حیرانیون مین ہم

وحشت مین کسکی پردہ دری کا خیال تہا
اوبہرے کبہی نہ شوق کی جولانیون مین ہم

دل ٹیکے ای ظہیر کہین سے کہین رہے
ہین شہریون مین ہم نہ بیابانیون مین ہم

اوجہینگے کیا صبا سے ادب دانیون مین ہم
بڑہ کر ہین گیسوؤن سے پریشانیون مین ہم

کیا کیا ہین خوار اونکی نگہبانیون مین ہم
پونہچے کہان کہان نہین مہمانیون مین ہم

دیکہا مآل کار تماشای آینہ
حیرانیون مین تم ہو پریشانیون مین ہم

شکوون سے وہ خجل ہین تو ہم پاس وضع سے
اونسے کہین سوا ہین پشیمانیون مین ہم

دامن کشان ہے کسکی نزاکت شبِ وصال
آنکھون سے دیکھتے ہین بدآموزی رقیب
طولِ شبِ فراق مساوات ہوگیا
پائی کہین نجات نہ قیدِ حیات سے
اک اک سی انجمن مین حیرانی پڑی نگاہ
زیر نگاہ بھی ہین نظر سے گرے ہوے

اس اضطراب پر نہین جولانیون مین ہم
گستاخ کیون ہوے تھی ادا دانیون مین ہم
کتنے بڑے ہوے ہین گرانجانیون مین ہم
آزاد ہوکے بھی رہے زندانیون مین ہم
رہتے نہ کاش اونکی نگہبانیون مین ہم
مہمانیون مین اور ہین قربانیون مین ہم

شہرت ہے اے ظہیر ہمارے کلام کی
پہونچے ہین ہندیون سے صفاہانیون مین ہم

ہمنوائی کے لیے شیون مین ہم
ہین تو کیا ہین اپنے پیراہن مین ہم
گھر بنانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
جب ہوے دنبالِ رو مثلِ غبار
اپنے آنکھون مین کھٹکتے آپ ہین
زندگانی ہوگئین ناکامیان
جی بجھا جاتا ہے شامِ وصل مین
سحر سے بڑھ کر ہے افسونِ جنون
نعشِ دشمن پر وہ آئے اشکبار
جھانکنا کیسا وہین سے ہو رہے
ہوش سے پہلے کسی پر غش ہوے

دیکھتے ومکش نہین گلشن مین ہم
کیا سمائین دیدۂ دشمن مین ہم
خار ہین چشم و دلِ دشمن مین ہم
اوڑ گیے اک جنبشِ دامن مین ہم
خار ہون کیا دیدۂ دشمن مین ہم
مر رہے ہین حسرتِ مردن مین ہم
ہین چراغِ صبح کچھ دامن مین ہم
کھپ گیے اوس چشمِ جادو فن مین ہم
نغمہ آمیزی کرین شیون مین ہم
مردمک ہین دیدۂ روزن مین ہم
گھر مین ہین یا وادیِ ایمن مین ہم

ابتدا سے عشقبازی کھیل ہے — جان پر کھیلا کیے بچپن مین ہم
دیکھتے ہین ہم تمہین تم اور کو — آئینہ ہین کیا کفِ دشمن مین ہم
کیا نہین کنجِ قفس مین فصلِ گل — خاک اوڑانے جائین کیون گلشن مین ہم
ہم جہان ہین اوس سے کوسون دور ہین — ہین مسافر کی طرح مسکن مین ہم
روشنی لیکر چراغِ طور کی — کسکو ڈھونڈھین وادیِ ایمن مین ہم
ضد سے تم آتے نہین تو ایکدن — مر رہین گے کوچۂ دشمن مین ہم
نقشِ پا ہی غیر ہے یان خضرِ راہ — ہین تلاشِ جادہ رہزن مین ہم
آتشِ گل سے بھڑکتے اور ہین — گلکدہ مین ہین کہ ہین گلخن مین ہم

کیا بنا ہے طرزِ مومن ای ظہیر
طاق ہین لاریب اپنے فن مین ہم

گیسو سے عنبری ہے صبا اور صبا سے ہم — مہکی ہوئی ہے آج ہوا اور ہوا سے ہم
رکھتی ہے دلمین لاگ صبا اور صبا سے ہم — چلتی ہے ہمسے اوڑکے ہوا اور ہوا سے ہم
رکھتے ہین دل مین بل خمِ ابروی یار سے — کیا سر پہ کھیلتی ہے قضا اور قضا سے ہم
رہتی ہے اوس نگاہ فسونگر سے نوک جھوک — رکھتی ہے چھیڑ چھاڑ بلا اور بلا سے ہم
تھوڑا علاج دردِ دلِ زار کر چکے — مایوس ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم
شوخی سے ایک جا تجھے دم بھر نہین قرار — بیچین تجھ سے تیری ادا اور ادا سے ہم
بیزار تیری خو سے حیا اور حیا سے تو — وابستہ اپنے دم سے وفا اور وفا سے ہم
آرائشون سے کشتنِ عاشق مراد ہے — ہوتی ہے پایمال حنا اور حنا سے ہم
جسے وصال مین بھی ہوئے وہ نہ بیحجاب — لپٹی رہی بدن سے ردا اور ردا سے ہم

آئی شب فراق نہ بالین سر کے متصل
بیزار کس قدر ہے قضا اور قضا سے ہم

کس کس کو ہے گلہ نہ تمہاری حجاب سے
تنگ آگئی ہے تمسے حیا اور حیا سے ہم

یارب مآل رنجش باہم بخیر ہو
بیٹھے ہوے ہین وہ بھی خفا اور خفا سے ہم

ہے تنگیِ دہن پہ تکلم بھی شیفتہ
ہے کامیاب لب سے صدا اور صدا سے ہم

یہہ سب ستم کیے ہین تمہارے حجاب نے
جلتی ہے ہمسے بچ کے حیا اور حیا سے ہم

کس مونہہ سے ہاتھہ اوٹھائین فلک کیطرف ظہیر
مایوس ہے اثر سے دعا اور دعا سے ہم

کرتے ہین کیسی رشک کی باتین صبا سے ہم
لڑتے ہین ہجر یار مین چلتی ہوا سے ہم

ملتے ہین اس جفا پہ جو اوس بیوفا سے ہم
مجبور ہوگیے ہین دل مبتلا سے ہم

مایوس وصل یار کی ہون کیون دعا سے ہم
بندون سے مانگتے ہین نہ مانگین خدا سے ہم

کس درجہ صاف دل ہین کہ رشک رقیب سے
کرتے ہین شکوہ اوس بت ناآشنا سے ہم

سننی پڑی ہمین کو کہانی رقیب کی
کہنے گئے تھے حال دل اوس بیوفا سے ہم

الفت ہے تمسے اور رقابت جہان سے
ناآشنای محض ہین ہر آشنا سے ہم

کن کن مصیبتون سے بسر کی شب فراق
لڑتے ہین ہجر یار مین کشتی قضا سے ہم

دیکھین نہ بیٹھتے اوسے دشمن کی سو کہین
مل جائین کاش خاک مین یارب بلا سے ہم

دو چار شب تو صبح نہونے دے ای فلک
لائے ہین اونکو دام مین کس التجا سے ہم

بولو خدا کو مان کے بس ہو لیا حجاب
گھٹ گھٹ کے مر نہ جائین تمہاری حیا سے ہم

دنیا مین گر وصال نہوگا تو حشر مین
مانگینگے بدلے حور کے تمکو خدا سے ہم

کسنے ظہیر آج سنادی وصال کی
باہر ہین کچھہ نشاط مین اپنی قبا سے ہم

ردیف النون

ستم وہ کس پہ کرتے ہین کہ نالے حق ستاتی ہین — اوسیکو آزماتے ہین جسے اپنا بناتے ہین
اوٹھائی چشم ظاہر ہین نگاہ حق نگر دیکر — اوسے اسکے بناتے ہین جسے جلوے دکھاتے ہین
یہ طاقت ہے یہ قدرت ہے اسی ناچیز مٹی کو — فلک سے جو نہین اوٹھتا اوسی انسان اوٹھاتے ہین
کوئی پائی تو کیا پائے نشان منزل مقصد — جسے خود رفتہ کرتے ہین اوسی رستہ بتاتے ہین
ستم سہتے ہین وہ جنپر نگاہ لطف ہوتی ہے — سر تسلیم مقتل مین وہی پہلے جھکاتے ہین
ہر اک جا جبہہ فرسا ہین کہین کی ہو رہین شاید — در دیر و حرم پر ہم مقدر آزماتے ہین
تماشے سی تماشے ہین نمایشگاہ حیرت ہین — زبان پر کب وہ آتے ہین نظر مین کب سماتے ہین
اونہین دیکھے تو دیکھے اور کسکو دیکھہ سکتا ہے — نگاہین چھین لیتے ہین نظر جس سے ملاتے ہین
اونہین مد نظر ہو تو حجاب چشم و دل کسکے — وہ جلوے جب دکھاتے ہین تو سب پردے اوٹھاتے ہین
یگانون سے غرض اوسکو نہ بیگانون سے کچھہ مطلب — کسی در کا نہین رکھتے وہ جب در پر بلاتے ہین
جدا گانہ مزہ ہے کچھہ جراحت سے جراحت کا — دہان زخم سے بسمل تمہارے مسکراتے ہین
متاع درد و غم لی ہے بہت کچھہ جان کھو کھو کر — حلاوت زندگانی کی ترے رنجور پاتے ہین
تمہارے سوز الفت نے عجب الماس ریزی کی — جگر کے ٹکڑے اوڑ اوڑ کر پھر اشک آنکھون مین آتے ہین
غرض کیا دوست دشمن سے کہ ان نگہہ نوازی سے — اسی در سے اوٹھاتے ہین اوسی گہر سے بلاتے ہین
وہ ہر جا رونق افزا ہین حرم کیسا کلیسا کیا — وہین ہے طور دایمن وہ جہان جلوہ دکھاتے ہین
ہماری سعی لاحاصل ہماری جستجو باطل — ادہر کچھہ ہٹتے آتے ہین قدم جتنے بڑہاتے ہین
بلانا جسکو پاس اپنے اونہین منظور ہوتا ہے — اودہر ہی لو لگاتے ہین ادہر سے دل ہٹاتے ہین
یہان غفلت شعاری ہے وہان آمرزگاری ہے — وہ ہمکو یاد رکھتے ہین ہم اونکو بھول جاتے ہین

اسے دیکھین اوسے دیکھین ادہر دیکھین اودہر دیکھین
وہ سو سو بھیس مین چھپ چھپ کے اپنے کو دکھاتے ہین

تمہاری کشتگانِ ناز کو غسل و کفن کیسا
یہ تھوڑا ہے تڑپکر خاک پر خون مین نہاتے ہین

گوارا کب ہے کوئی دوست مین دشمن بھی سامنے آئے
برنگِ نقشِ پا ہم نقشِ ہستی کو مٹاتے ہین

تماشے کا تماشا ہے تحیر کا تحیر ہے
ہم اپنے کو نہین پاتے جب اونکو دیکھ پاتے ہین

بہت دن خاک اوڑائی زہد کی مسجد مین ہم اب تو
خدا کا نام لیکر جامِ مے مونہہ سے لگاتے ہین

بڑے کچھہ ظرف رکھتے ہین یہ رندانِ خراباتی
کہ زاہد بے مے و شاہد یونہین ہو حق مچاتے ہین

اگر گوش و نظر ہو تو یہین دیکھو یہین سن لو
یہ غنچے مسکراتے ہین یہ بلبل چہچہاتے ہین

ظہیر ایسے ہوے سرشار ہم جامِ محبت سے
شکستِ جام سے توبہ کے سو ٹکڑے اوڑاتے ہین

برتر اس آستان سے کوئی آستان نہین
یہ سرزمین ہے وہ کہ جہان آسمان نہین

لوٹے ہین پاے شوق تو کیون جا بروا نہین
اس راہ مین تو جان سی جانبازیان نہین

تمسا تو راز حق کا کوئی رازدان نہین
تم وان چلیں ہو کہ فرشتہ جہان نہین

اوس آستان کی ناصیہ سائی محال ہے
قدسی نگاہبان ہین اگر پاسبان نہین

روح القدس بھی زمزمہ پرداز نعت ہین
کیونکر کہون کہ وہ مرے ہمداستان نہین

دروازہ بہشت یہ کیون ڈھونڈھنے کو جائین
کیا قاسمِ بہشت کا یان آستان نہین

مجھہ سے بھی تو سوال کرینگے بھلا نکیر
پھر جواب کیا مرے مونہہ مین زبان نہین

رنجورِ دردِ ہجر ترا ہون رہے نصیب
ناشادمان ہون وہ کہ کوئی شادمان نہین

سب قافلون کے قافلہ سالار ہین حضور
اس کاروان کے بعد کوئی کاروان نہین

اس قربِ اختصاص پہ یہ کچھہ فروتنی
وان تک رسا ہو تم کہ کہین بھی مکان نہین

یثرب کے دیکھو عیش مخلد جناب خضر
کچھ تمکو لطف زندگئے جاودان نہین

اوٹھا ہوا ہے روی دل آرا سے لب نقاب
ای بیخودان شوق کہان ہو کہان نہین

تم دل مین جلوہ گر ہو مگر یہ خیال ہے
شایان جلوہ گاہ مکین یہہ مکان نہین

تمنے رہ خدا مین کیے نذر نور عین
اس سے سوا جہان مین کوئی ارمغان نہین

مجھہ سے سیاہ کار کو مہاتیے بہشت
تم میزبان ہو وہ کہ کوئی میزبان نہین

حضرت کی نعت پاک لکھی ہی تو کیا لکھی
یہ تو بیان حق ہے ہمارا بیان نہین

مین اور شاطرانہ ترا ہون غلط غلط
یہ تو لسان غیب ہے میری زبان نہین

کیا کہہ رہے ہین یہ فتدلی کے رمز ہے
الفت ہی وہ نہین کہ یہان ہی وہان نہین

اک حرف امتی مین سفینہ ہے وار پار
رحمت کے بحر مین لب گوہر فشان نہین

اس خاکدان سے تا بسراپردہ جلال
حضرت کی جلوہ گاہ کہان ہو کہان نہین

ای شوق رہنما ہو کہ دنیا ہے ساتھہ ساتھہ
ہمراہ کیا مرے مری حسرت روان نہین

مولا بس اپنے پاس بلا لو ظہیر کو
شایان درد ہجر دل ناتوان نہین

راحت پسند شوخیے دور زمان نہین
تم مہربان ہوے تو فلک مہربان نہین

خاطر مین کچھہ نشیب و فراز جہان نہین
اپنی زمین شعر مین ہی آسمان نہین

ادنی ستم ہی درخور ایثار جان نہین
ایسے پہ جان جاے تو اپنا زیان نہین

کس مونہہ سے یہ کہون کہ تری شوخیان نہین
اتنا تو دشمنی مین نہین آسمان نہین

مشکل ہے ای فلک مری نالونکی روک تھام
تیزی تو انہین ہے جرس کی فغان نہین

بخت و سپہر و غیر ہین سب دشمن وصال
ہین آپ مہربان تو کوئی مہربان نہین

آتے مرے اونہین ہی سوال و جواب کے
قاصد کے مونہہ مین ہی ہماری زبان نہین

الله رے تند خو تری نازک مزاجیان
دشمن کی شوخیان مرے دل پر گران نہین

راہ وفا مین غیر نے رکہے نہین قدم
کوچے مین اوسکے ایک بہی ثبت نشان نہین

مجہہ کو بہی اب تو غیر سے ہین بدگمانیان
یہ کیا ہوا کہ تجہہ کو سر امتحان نہین

طعنون مین وصل غیر کے اب کچہہ مزہ نہین
بے سود سب گلے ہین کہ تو سرگران نہین

افسوس دل ہی نے نہ دیا وقت بد مین ساتہہ
قاصد کے ساتہہ کیون مرے نالے روان نہین

ہو دشمنی تو کچہہ گلہ دوستی کرون
مین دیکہتا ہون غیر بہی کچہہ شادمان نہین

آزاد ہو کے دام سے جائین کہان اسیر
اتنے رہے ہین دور کہ یاد آشیان نہین

بیمہری فلک سے ہراسان ہی کیون ظہیر
کیا الکا نے فضل خدای جہان نہین

حال آنکہ حال غیر کسی پر نہان نہین
اسکا علاج کیا ہے کہ تم بدگمان نہین

تم شوخیون سے وان ہو جہان کا گمان نہین
مین بدگمانیون سے جہان ہون وہان نہین

باور نہین کہ حال عدو کچہہ نہان نہین
آخر تو رازدان بہی کوئی غیب دان نہین

ہوتی ہے قدر نعمت راحت بقدر رنج
الفت مین لطف کیا ہے اگر امتحان نہین

مجہسے ہی کیون نہ پوچہیے میری برائیان
تجہہ سے سوا تو غیر مرا رازدان نہین

ہم بہی خلاف وضع گوارا کرین اگر
کچہہ ہم مین اور غیر مین تشخیص وان نہین

پیش رقیب حال ہمارا نہ پوچہنا
دیکہو ہمارے بس مین ہماری زبان نہین

ہم کیون کہین کہ بزم مین شامل ہین کیون رقیب
جب ہم نہین ہماری طرف سے جہان نہین

کچہہ ناگوار خاطر دشمن نہین ہے اب
ہم کیا سبک ہوے کہ سخن تک گران نہین

سنتے ہی اوسی کو چہیڑ گے کچہہ برا بہلا
کمبخت زود رنج بہی تو رازدان نہین

اونکے گلے فلک کی شکایت عدو کی رشک
ایک ہم نہین تو کچہہ بہی نزاع جہان نہین

اندازہ غرور و ستم ہے بقدر شوق
یان ولولے نہین ہین تو وان شوخیان نہین

ہین بے شک آفرین ترے قصے کہانیان
پنہان ہے تو مگر تیری شوخی نہان نہین

اک حرف سخت تک کا تحمل محال ہے
اتنی بہی اب تو ضعف سے تاب و توان نہین

خالی نہین صلاح سے بے التفاتیان
اغماض کہہ رہا ہے کہ نامہربان نہین

وصل دوام پر بہی رہا غیر شکوہ سنج
حسب مراد کوئی مگر کامران نہین

سو بار سن چکا ہون شکایت مین کر جور
پہر تم کہو گے مجہہ سے کہ مین بدگمان نہین

عاشق نہ کم شکیب نہ غماز راز دان
جب تم ہی پردہ در ہو تو پہر کچہہ نہان نہین

کیا کچہہ نہین ہے اس لب جادو نواز مین
اک وعدۂ وصال یہ تو تہہ مین زبان نہین

ناکامی فراق نے ایسے مزے دیے
اب مژدۂ وصال سے دل شادمان نہین

جاتے ہو بزم غیر مین کتنے سبک خرام
رستے مین دیکہنے کو قدم کا نشان نہین

دیتا ہے کیسے شک کے الزام پند گو
کمبخت جانتا ہے کہ یہ بدگمان نہین

اوس بدگمان سے چشم وفا ہے ظہیر کو
جس کو یقین وفا کا پس امتحان نہین

فتنہ گر لطف کے پردے مین جفا کرتے ہین
کہ تغافل نہین کرتے ہین حیا کرتے ہین

لوگ کیون درد محبت کی دوا کرتے ہین
مرنیوالے بہی کہین مر کے جیا کرتے ہین

شکوہ جور سے کچہہ شرم سوا کرتے ہین
وہ جفاؤن کی تلافی بہی جفا کرتے ہین

مجہہ سے بہری دشمن کے گلے ہین انکو
واہ کس لطف کے پردے مین جفا کرتے ہین

مین وہ بیداد سے خوش ہون کہ عنایت سے رقیب
وہ جفا سے یہ پشیمان کہ وفا کرتے ہین

ہے تری بزم سے کتنا مجہے اوٹہنا دشوار
کہ اوٹہانے کو مرے حشر اوٹہا کرتے ہین

حال اس حال کو پہونچا ہے کہ اب خوش ہو کر
مدعی بہی مرے جینے کی دعا کرتے ہین

نازنین ہو تمہین کب کشش عاشق کا دماغ
جو ستم تم سے نہو ناز و ادا کرتے ہین

صید بنکر کہین بیٹھے کہین ارمان بنکر
کب ترے ناوک دلدوز خطا کرتے ہین

وہ تصور مین بہی آتے ہین عدو کی ہمراہ | بدگمانی کیطرح دل مین پہرا کرتے ہین
پہرتے رہتے ہین جو دلمین تری قد کی فتنے | اپنی تعظیم کو ہم آپ اوٹہا کرتے ہین
لوگ کہتے ہین کہ ہے شیوا بیان کوئی ظہیر | ہمنے دیکہا انکو نہین نام سُنا کرتے ہین

رنگ رُخ داغ جگر ہے کہ دکہا بہی نہ سکون | مجہہ سے چُہپتے ہین وہ اتنا کہ چہپا بہی نہ سکون
دل کو آزار لگا وہ کہ چہپا بہی نہ سکون | پردہ وہ آکے پڑا ہے کہ اوٹہا بہی نہ سکون
مدعا سامنے اونکے نہین آتا لب تک | بات بہی کیا غم دل ہے کہ سنا بہی نہ سکون
زخم کیا تیغ زبان کے ہی ہین تلوار کے گہاؤ | دل پہ وہ زخم لگاتے ہو کہ کہا بہی نہ سکون
بے جگہہ آنکہہ لڑی دیکہیے کیا ہوتا ہے | آپ جا بہی نہ سکون اون کو بلا بہی
پیشتر زخم سے ہو کاوش ناخن کا علاج | چارہ گر ہاتہہ اوٹہا دے کہ لگا بہی
غیر بہی ساتہہ تمہارے ہین نظر مین پہرتے | رشک ہے یاد تمہاری کہ بہلا بہی نہ سکو
دل پہ کچہہ ایسی بنی ہے نہین غنچے کچہہ بہی | سر پہ وہ آن پڑی ہے کہ اوٹہا بہی نہ سکون
وہ دم نزع مرے بہر عیادت آئے | حال کب پوچہتے ہین جبکہ سُنا بہی نہ سکون
نشتر غم تو نہین دل مین عدو کے طعنے | یاد ہین یاد تمہاری کہ بہلا بہی نہ سکون
کاش آجاے مجہے موت کہ جہگڑا ہی مٹے | تم بُلا بہی نہ سکو اور مین آ بہی نہ سکون
ناصحو فرض کیا وان ہے رسائی دشوار | کیا مرے ہاتہہ مین دل ہی کہ لگا بہی نہ سکون
کچہہ مزہ تہا غم پنہان مین سو وہ بہی گیا | زہر ہے زہر غم رشک کہ کہا بہی نہ سکون
دو قدم کے لیے ای ضعف ذرا پانو نہ توڑ | سر نہین ہے سر زانو کہ اوٹہا بہی نہ سکون
یاس مطلب کی زبان تک نہین آنے دیتی | درد کیا شکوہ ہی اونکا کہ سنا بہی نہ سکون
زندگی بہی شب ہجران ہے کہ کٹتی ہی نہین | موت ہے کیا ترا آنا کہ بُلا بہی نہ سکون
آپ کیا چشم عدو ہین کہ نہ دیکہین مجہہ کو | مین مگر اپنی تمنا ہون کہ آ بہی نہ سکون

دم ہے آنکھون مین اسے جان مین لاؤن کیونکر
کب وہ آتے ہین کہ دم نہین ہاتھ لگا بھی سکون

مجھکو ظالم تری بے حوصلگی نے مارا
زخم کچھ درد نہین ہے کہ دکھا بھی سکون

شرم عصیان نے جھکایا مری گردن کو ظہیر
بوجھ وہ آکے پڑا ہے کہ اوٹھا بھی سکون

دل ہی کہین لگائی کیون دم پہ بری بنائی کیون
تاب ستم اگر نہو شکوہ زبان پہ لائی کیون

لب پہ شکایت آئی کیون جان کسی جلائی کیون
اپنی پہ اپنا بس نہین اور کے سر لگائیے کیون

دشمن جان ادا سہی ناز نہین جفا سہی
ہم ہی نہون جو باوفا کوئی ہمین ستائی کیون

حسن نہین بلا تو ہے عشق نہین قضا تو ہے
جان پہ جب بنے آ بنی سر پہ ستم اوٹھائی کیون

پردہ سہی خود نمائیان خلق سے لن ترانیان
سامنے آنہ جائیے کیون شوق کوئی بڑھائی کیون

مجھکو گمان بد سہی ہان وہ خرام ناز ہے
گھر سے قدم بڑھائی کیون حشر کوئی اوٹھائی کیون

پھر تو کہو یہ کیا کہا سچ ہے کہ مین ہون بیوفا
شرم ہو گر نگاہ مین شرم سے موہنہ چھپائی کیون

حسن و ادا ہی آدمی حور نہین پری نہین
تم ہی کہو کہ پھر کہین دل ہی تو ہے نہ آئی کیون

لطف وصال اور ہم خواب ہی یا خیال ہے
اپنے پہ آپ دمبدم رشک مجھے نہ آئی کیون

راز کھلا حجاب سے پردہ اوٹھا نقاب سے
جسکو خدا نہ شرم دے شرم سے موہنہ چھپائی کیون

تمسے ستم کا کیا گلہ اور نہین ہین پر جفا
چین ہو گر نصیب مین کوئی ہمین ستائی کیون

کاوش زخم دلکشا تلخی مرگ جانفزا
درد مین گر نہو مزہ زخم پہ زخم کھائیے کیون

یہ تو شب وصال ہے ہائے کدھر خیال ہے
مین ہی کوئی رقیب ہون آپکو شرم آئی کیون

طرز سخن مین ہے سخن تیغ نہین سنان نہین
تاب جواب گر نہو کوئی ہمین ستائیے کیون

اپنی وہ بیان حال غیر وصف نہین گلہ سہی
ہم ہین کہان کے رازدان کوئی ہمین سنائی کیون

سمجھے ہوے ہین آپکو ہم ہی کچھ اپنے زعم مین
اوسکو کہان کی دوستی اور ہمین بلائیے کیون

ضد مین سے ملے جو غیر سے اوسکو وفا سے بحث کیا
ہو جو مجھی سے دشمنی غیر کو آزمائیے کیون

مجھہ کو سر گلہ نہ تہا ذکر گذشتہ کیون کیا
پاس زبان جسی نہو بات زبان پہ لائی کیون

واہ یہ کسر عزوشان اور ظہیر باصفات
جسکو ہو پاس آبرو بزم مین اوسکی جائی کیون

زاہد نہین ہون رند قدح خوار بہی نہین
مل جائے مفت کی تو مجھہ انکار بہی نہین

تقوی اگر نہین ہے تو اظہار بہی نہین
زاہد تری طرح سے ریاکار بہی نہین

سو بات کا جواب ہے وان ایک خامشی
انکار گر نہین ہے تو اقرار بہی نہین

کیا کیا ہین خار دشت تہیہ کیے ہوے
دستِ جنون سے جسم پہ یان تار بہی نہین

واعظ عبا مری جو مے آلودہ ہے تو ہو
آخر کسیکا جبہ و دستار بہی نہین

ہے بیخودی مری مرے ایمانکی راہبر
کافر ہون وہ کہ دوش پہ زنار بہی نہین

آتا ہے گر تو شوق سے آجاوے بیحجاب
آخر تو دل ہے کوچہ و بازار بہی نہین

ناصح کو اپنی فکر گریبان ضرور ہے
یان جیب و آستین مین رہا تار بہی نہین

اللہ رے بیکسی مرے بالین سے متصل
وہ کیا نہین کہ سایۂ دیوار بہی نہین

یان دشمنی مین بحث ہے دلجوئی ایک سو
یعنی مرے وہ درپئے آزار بہی نہین

چاکِ دلِ حزین کو سیئے خاک چارہ گر
تن پر مرے کفن کے لیے تار بہی نہین

ضد ہے اگر وفا سے تو اچھا جفا سہی
دلدار کیا کہ تم تو دل آزار بہی نہین

ابتک بہی آنکہو مین وہی بدگمانیان
یان شکوہ کیا کہ طاقتِ گفتار بہی نہین

اچہی کہی کہ طور کہان اور ہم کہان
موسی نہین کہ جلوۂ دیدار بہی نہین

نالون سے ادعای جگرداری رقیب
ایسے تو آپ کے در و دیوار بہی نہین

کیا کیا سبک کیا دلِ بیتاب نے مجھے
اتنا تو بارِ خاطرِ اغیار بہی نہین

ہر چند تمسے قطع تعلق بعید ہے
کیا سر کے واسطے مری تلوار بہی نہین

مین مشرب ریا سے بہت دور ہون ظہیر
تسبیح گر نہین ہے تو زنار بہی نہین

نہ سہی تاب ستم کی جو مری جان مین نہین
غیر کا ہاتہہ تمہارے تو گریبان مین نہین

لذت جوش جنون کچھہ تن عریان مین نہین
خار دامان مین نہین چاک گریبان مین نہین

مجھہ سے ناکام تمنا نہین دوران مین نہین
گل تو گل خار بھی اوجھا مرے ارمان مین نہین

چین جو ہجر مین ہے پہلوے جانان مین نہین
کہ نہین صبح کا دھڑکا شب ہجران مین نہین

بل ہین وہ بل ترے دل مین کہ عیاذ باللہ
خم ابرو مین نہین کاکل پیچان مین نہین

یا خدا اور بھی عمر شب ہجران ہو دراز
بیم اندوہ سحر کچھہ دل نالان مین نہین

اشک بن بن کے دل خون شدہ نکلا شاید
اپنے پہلو مین نہین آپ کے پیکان مین نہین

اوس جفا جو کے لیے صبح کہان سے لائین
دل پرکین مین نہین نرگس فتان مین نہین

مدعا یہہ ہے کہ اسکو بھی ستایے جائین
چھیڑ کچھہ اسکے سوا کاوش پنہان مین نہین

چشم دربان کے لیے خواب کہان سے لاؤن
نیند کا ذکر بھی اپنی شب ہجران مین نہین

دل سے اُنے چھوڑی نہین دشمن کیلیے کوئی خلش
نوک مژگان مین نہین آپ کے پیکان مین نہین

جو نہ دیکھا ہو وہ آئینۂ دل مین دیکھو
کون سی شی ہے جو اس منزل ویران مین نہین

رخنہ گر ہین مرے سینہ مین عدو کی چھیڑین
دل مین وہ تیر لگے جو تری مژگان مین نہین

چشم بیدار جو دونون کو ملی تھی تو کیون
بخت خوابیدہ مرا قسمت دربان مین نہین

جبن وہ ہون کہ جو آنکھون سے گرا ہون سبکے
قطرۂ اشک ہون اور دامن مژگان مین نہین

دل کے ٹکڑے چلے آتے ہین کھنچے تیر کے ساتھہ
پھر کہو گے کہ کشش ناوک مژگان مین نہین

نہ نبھیگی نہ نبھیگی کہ کہین رنگ وفا
غیر کے دل مین نہین آپکے پیمان مین نہین

مظہر ذات بھی اصنام کو سمجھے ہو ظہیر
اور کہتے ہو خلل پھر مرے ایمان مین نہین

حال دل مین نہین اور دل تن بیجان مین نہین
تم نہین پاس تو کچھہ بھی شب ہجران مین نہین

جو تماشا مرے دل مین ہے گلستان مین نہین
پھول جو اپنی نظر مین ہین وہ دامان مین نہین

کوئی ایسی ہی خلش ہے جو رگ جان مین نہین
ایک کانٹا بھی کھٹکنے کو بیابان مین نہین

گریہ کسطرح سے کہہ دون مرے نقصان مین نہین
خاک تک ڈالنے کو چشم نگہبان مین نہین

دل وہ بیان کچھہ بھی نہین تم جو دل و جان مین نہین
پھول گلدان مین نہین شمع شبستان مین نہین

لطف ہے لطف کہ یکجا ہین پشیمان کتنے
کون سا عیش ہے جو خانۂ زندان مین نہین

جو کرشمے کہ تری نرگس فتان نے دکہائے
ایسے چلتے ہوے فتنے نہین دوران مین نہین

نہ ملا کچہہ نہ ملا لطف جگر کاوی کا
ایک بہی ریزۂ الماس نمکدان مین نہین

ہے وہ عاشق کے لب زخم جگر مین موجود
جو تبسم کہ تمہارے لب خندان مین نہین

ہین تو کیا خاک ہین ہم ہیچ ہی سب بود و نمود
آپ پہلو مین نہین جان تن بیجان مین نہین

ہے مرا فکر اسیری اوسے ہون جسکا اسیر
مجکو زندان مین ہے جو چین گلستان مین نہین

جانتا ہون کہ ہنسی ہے تری رنجش آمیز
نیش نشتر ہے تبسم لب خندان مین نہین

آئین اب شوق سے ناصح کہ نہین کچہہ بہی لگاؤ
دیکہہ لین تار کفن کو بہی گریبان مین نہین

اک نہین ہے تو تسلی دل عاشق کے لیے
یون تو کیا کچہہ ترے لعل لب خندان مین نہین

ملتے جلتے ہین ترے گیسوی برہم مجہہ سے
فرق ابتک تو مرے حال پریشان مین نہین

بس یہی ہے کہ پشیمان ہو پشیمان مجہہ سا
اور کچہہ غیر کو حاصل مری نقصان مین نہین

واہی تقدیر ترے بند قبا مین پڑجائے
وہ گرہ جو کہ ترے کاکل پیچان مین نہین

ہٹ گئی غیر کی جانب نگہہ رخنہ گذار
ورنہ کیون لذت کاوش تری پیکان مین نہین

بیوفائی تری خو مین ہے زبان مین لغزش
بے ثباتی تری پیمان مین تری ہان مین نہین

زندگی اور ترے ہجر کے اندوہ و ملال
ہون مین اسطرح کہ ہونا مرا امکان مین نہین

آج کل ہند مین ہے بلبل شیراز ظہیر
وہ ہوم کیا اوسکی فصیحان صفاہان مین نہین

یہ اک دل ہے ہمارے پاس کیا کیا اسکو کہتے ہین
برہمن بتکدہ راہب کلیسا اسکو کہتے ہین

بنے ہمرنگ دنیا اہل دنیا اسکو کہتے ہین
رہے دنیا مین نادان ہنکر دانا اسکو کہتے ہین

عدو کی حسرتین بنکر ترے کوچے سے ہم نکلے
مرادین دلکی بر آئین تمنا اسکو کہتے ہین

کہے جاؤن سنے جاؤ حیا تمکو نہ کچھہ مجھکو
تجاہل اسکو کہتے ہین تقاضا اسکو کہتے ہین

گلے مل مل کے عاشق سے جلادو حسرتِ مُردہ
زبانِ خلق سے نکلے مسیحا اسکو کہتے ہین

بھلی لگتی ہے کچھہ جسکو تمھاری کج ادائی بہی
بُرے ہوکر بہی تم اچھے ہو اچھا اسکو کہتے ہین

بشر کی مرگ و پیدایش کے بہی تو دن معین ہین
مگر اہلِ فنا امروز و فردا اسکو کہتے ہین

وہ آئینہ کو تکتے ہین ا دہین تصویر آئینہ
تحیر اسکو کہتے ہین تقاضا اسکو کہتے ہین

پڑے ہین حُسن کے پرتو جو کچھہ سینے مین عاشق کے
تجلی اسکو اور برقِ تجلی اسکو کہتے ہین

ظہیر اوٹھو ذرا ہشیار ہو کس نیند سوتے ہو
نہین یہ جاہی خوابیدن کہ دنیا اسکو کہتے ہین

وفا شیوہ جفا شعاری نہین
ہمین زندگی اپنی بہاری نہین

ستم پیشگی ہرزہ کاری نہین
نہ کہنا کہ اُلفت تمہاری نہین

چمن کیا فلک تک اوڑادی ہوئین
وہ ہم سبزۂ بادِ بہاری نہین

وہان یاس حرمان سہی کام آ پڑا
پذیرائیِ آہ و زاری نہین

مجھے بس ہے اے شیخ تردامنی
نہین لاف پرہیزگاری نہین

رہے غیر بہی اونسے ناکامِ وصل
بس اب لطفِ امیدواری نہین

ہمین اپنے گریے سے نادم ہوے
تمہین غیر سے شرمساری نہین

خلشگر رہے دل مین خارِ الم
ہمین ذوقِ امیدواری نہین

نگاہون نے کیا دل مین گہر کرلیا
کہ پہلی سی اب بیقراری نہین

بہلا تم تو اپنی ہنسی روک لو
مرے بس مین تو اشکباری نہین

گر استخوانیون کے ہین دن کاٹتے
یہ کچھ نزع کی دم شماری نہین

گلی سے تمہاری اوٹھا لیجیے
مری نعش غیرون پہ بھاری نہین

مرا جذبِ دل ہے تغافل اثر
نگہ کا کوئی زخم کاری نہین

تمہین اس کدورت پہ اتنا غرور
مجھے نازشِ خاکساری نہین

گلے لب پہ آتے ہین بیساختہ
یہ باتین مری اختیاری نہین

چھپانے لگا مونہہ وہ پردہ نشین
بس اب کچھ ہمین پردہ داری نہین

دلِ مضطرب نذرِ کاہش ہوا
وہ اگلی سی اب بیقراری نہین

نگاہین محبت کی خونریز ہین
تری دوستی دوستداری نہین

ستم ہو کہ شوخی ہو یا ناز ہو
تری کون سی بات پیاری نہین

ظہیر ایک کافر پہ مائل ہوے
بس اب طاقتِ دینداری نہین

داغ ہون درد ہون حسرت ہون تمنا ہون مین
ہون مین جس رنگ مین اوس ڈھنگ مین اچھا ہون مین

کب کسی اور کی آنکھون مین سماتا ہون مین
اپنے دلمین ہی ہون تو داغِ تمنا ہون مین

سر پہ آتی ہے شبِ ہجر قیامت کرتی
اے اجل تو ہی چلی آ کہ اکیلا ہون مین

وہ نہ آئین تو نہ آئین یہ نہ ہوگا مجھ سے
ایک شب کے لیے ممنون قضا کا ہون مین

کچھ شبِ قبر سے بدتر ہے عذابِ ہجران
زندہ در گور ہون مرتا ہون نہ جیتا ہون مین

سو بھلائی کی بھلائی ہے برائی میری
لاکھ اچھون کا ہون اچھا کہ تمہارا ہون مین

کل تو آتے ہی سے تھے ظہیر آپ خدا کے گھر مین
آج کہتے ہو کہ پھر دیر کو جاتا ہون مین

تعلق سے وارستہ انسان نہین
گلو گیر کسکا گریبان نہین

کسے دل لگانے کا ارمان نہین
مگر عاشقی کار طفلان نہین

بہت دور پہنچا ہے دست جنون
گریبان ہے دامان جو دامان نہین

جدا ہے زمانے سے اقلیم عشق
جہان پرسش کفر و ایمان نہین

ترا گرم ہے جب سے بازار حسن
کہین شہرۂ ماہ کنعان نہین

فلک کو پسند آئے یہہ تفرقے
ملے کوئی انسان سے انسان نہین

نہین تم ہو دل مین ہمارے سوا
کوئی میزبان کوئی مہمان نہین

خدا کی خدائی مین سب چیز ہے
مگر داد خون شہیدان نہین

نہین کون سا درد درمان پذیر
مرا درد محتاج درمان نہین

کرو چاک سینہ ٹٹولو جگر
بجز حسرت و یاس و حرمان نہین

ہزار آفرین تیری جرأت کو دل
پریشان ہے جتنا پشیمان نہین

کرون سر فدا ہی رہ دوستان
مگر لذت سنگ طفلان نہین

مری تیرہ بختی نے مارا مجھے
خطا وار وہ زلف پیچان نہین

کہان ہم ظہیر اور فکر غزل
جز ایسا ہی داغ سخندان نہین

نہان جب دل مین حسن عشق کے آثار ہوتے ہین
نگہ سے پردہ پردہ جلوۂ دیدار ہوتے ہین

کسی کی خاطر نازک پہ کیا کچھ بار ہوتے ہین
ہمارے مدعا بھی سہل ہی دشوار ہوتے ہین

یہ شوخی ہے کہ ہر بات پر انکار ہوتے ہین
مگر انکار کے پردے مین کچھ اقرار ہوتے ہین

یہ عذر بیجا ہی کیون دم گفتار ہوتے ہین
کہ پیدا مطلب عاشق کو اب اقرار ہوتے ہین

تبسم ریز کچھہ لعل گوہر بار ہوتے ہین
کرشمے کیا نگہ سے جانب اغیار ہوتی ہین

وفای عہد پر کس مونہہ سے اب انکار ہوتی ہین
لب راحت فزا سے کیون جراحت بار ہوتی ہین

غضب کچھہ انقلاب کافر و دیندار ہوتی ہین
یہ کیسے شعبدے ای نرگس میخوار ہوتے ہین

تلون کا تلون ہے شرارت کی شرارت ہے
ابہی انکار ہوتے ہین ابہی اقرار ہوتی ہین

سبنے ہین مدعای دل خدنگ دلنشین اوسکے
کہ دل ہی دل مین کچھہ گویا لب سوفار ہوتی ہین

کوئی انداز پر مرتا کوئی ٹہوکر سے جیتا ہے
یہ کیسی ہر قدم ہنگامۂ رفتار ہوتے ہین

ستم ہوتی ہین کیا کیا لطف کی پردے مین دشمن پر
نگہ کے تیر چلتے ہین ادا کے وار ہوتی ہین

وصال اوسنے اگر ہوتا تو درد ہجر کیون ہوتا
برا انجام ہو جسکا برے آثار ہوتے ہین

ترے رنجور الفت ہون نہی درد و نہی قسمت
مسیحا پر بہی ناز صاحب آزار ہوتے ہین

وہ رفتار تم چلتے ہو خود تلوار بن بنکر
ادہر مجروح ہوتے ہین ادہر افگار ہوتی ہین

نگہ سے تا نگہ حائل حیا کی لاکہہ پردے ہین
وہ پلین چشم بہی آکر پس دیوار ہوتے ہین

جفا کو ناز سمجھے ہو کہ اتنا مونہہ چہپاتی ہو
ستم بہی کیا تمہاری جلوۂ دیدار ہوتی ہین

نگہ سے ہر نگہہ انداز مین دلکش نکلتی ہے
ستم پہ کیا ستم ای نرگس میخوار ہوتی ہین

ترا تمکین سے کہینچنا وقت کشتن ذبح کرتا ہے
ترے انداز بہی کافر مگر تلوار ہوتے ہین

کسی کی جلوہ فرمائی سے کیا کیا رشک آتا ہے
رقیب چشم عاشق روزن دیوار ہوتی ہین

ستمگار ونکی وہ بہی عیاروںکی گہاتین ہین
یہ کسکے دوست بنتے ہین یہ کسکے یار ہوتی ہین

نقاب اوٹہی تو کیا دیکھین نہ اوٹہی تو نہان کیا ہے
حجاب چشم انوار رخ دلدار ہوتے ہین

اگر ہے دشمنی کچھہ حلقۂ آغوش سے ان کو
یہ کافر کیون ہم آغوش خم زنار ہوتے ہین

وہ آخر ٹوٹ جاتی ہین تمہارے عہد بن بنکر
مرے جیب و گریبان مین جو باقی تار ہوتی ہین

قیامت مین بہی کیا تجلی گر گئی بے نصیبون پہ ۔ یہان ایک ایک سے جو وعدہ دیدار ہوتی ہین
عجب کیا ہی اگر مرتی ہین تم پر اور نہین مرتے ۔ کہ اکثر کار ہای سہل بہی دشوار ہوتے ہین

ظہیر اوٹھو ذرا چلکر کرامات مغان دیکھو
کہ رندان قدح کش محرم اسرار ہوتی ہین

خاک مین وہ مری ہستی کو ملا دیتے ہین ۔ جیتے جی دل کی کدورت مین دبا دیتے ہین
اونکے آنی کی جو احباب سنا دیتے ہین ۔ ہم تری جان کو ای چرخ دعا دیتے ہین
تلخ شکوی لب شیرین سے مزہ دیتے ہین ۔ گہولکر شہد مین وہ زہر پلا دیتے ہین
مژدہ وصل کے بدلے مجہی ہر شب احباب ۔ شام سے سورہ یسین سنا دیتے ہین
یون تو ہوتے ہین محبت مین جنون کے آثار ۔ اور کچہہ لوگ بہی دیوانہ بنا دیتے ہین
اوس پریوش ہی سی ملا دو مجہی ای حضرت شیخ ۔ آپ تو حور کو انسان سے ملا دیتے ہین
قہر و بیداد پہ ہین شکر و دعا کے خواہان ۔ داد فریاد کی کیا اہل جفا دیتے ہین
عرض مطلب نہ سہی چپ خموشی ہی سہی ۔ کچہہ نہ کچہہ وہ مجہی الزام لگا دیتے ہین
کیا غضب ہے کہ گلہ غیر کا کرون یا نکرون ۔ وہ تو پہلے ہی ادہر کان لگا دیتے ہین
اونکو ہوتا ہے جو محفل سے اوٹہانا منظور ۔ مدعی کو مرے پہلو مین بٹہا دیتے ہین
کیا ہی خوش ہون کہ عدو پر ہی دل آیا اونکا ۔ جسپہ مٹتے ہین وہ دنیا سے مٹا دیتے ہین

اپنے انداز کی پڑہ دو نہ غزل کوئی ظہیر
سب کو اس رنگ کے اشعار مزا دیتے ہین

بیمزہ ہوکے کچہہ ایسی وہ سنا دیتے ہین ۔ کہتے کہتے مجہے مطلب کی بہلا دیتے ہین
اشک آنکہون سے بہا کر وہ دکہا دیتے ہین ۔ اس طرح غیر کو نظرون سے گرا دیتے ہین

دل کسی کو جو کہیں اہل وفا دیتے ہیں
مجھپہ تہمت مرے ہمراز لگا دیتے ہیں

یہہ تو مانا کہ وہ بدخو ہے دل آزار بھی ہے
اور کچھہ حضرت ناصح بھی بنا دیتے ہیں

شادمان ہون کہ جفا غیر کی قسمت میں نہیں
حوصلے وہ تو ستم کرکے بڑہا دیتے ہیں

نامہ بر ہے نہ پیامی نہ کبوتر نہ صبا
اوسکے پیکان مجھے پیغام قضا دیتے ہیں

غیر اور گریہ سے ناخوش ہون مقدر اپنا
ہم تو وہ شخص ہیں روتون کو ہنسا دیتے ہیں

غم دیا درد دیا نالۂ جانکاہ دیا
اور کیا اسکے سوا شوخ ادا دیتے ہیں

کچھہ وہی عاشق مضطر پہ ستم کرتے ہیں
سب حسینون کو جو انداز و ادا دیتے ہیں

بخت خفتہ بھی نہ جاگے تو نہ جاگے اپنا
وہ تو سوتے ہوے فتنون کو جگا دیتے ہیں

چشم حق بین سے حسینون کو نظر کر زاہد
یہ وہ بندے ہیں خدا سے جو ملا دیتے ہیں

شعلہ رویون کی محبت سے بچائے اللہ
یہ وہ کافر ہیں کہ جیتون کو جلا دیتے ہیں

نالہ ہاے دل اغیار کے صدقے جاؤن
تمسے بیرحم کو سینے سے لگا دیتے ہیں

اے ظہیر اونسے کہون حال تو کیا خاک کہون
وہ مری بات کو باتون میں اوڑا دیتے ہیں

وہ تشفی سے سوا آگ لگا دیتے ہیں
آتش شوق کو کچھہ اور بڑہا دیتے ہیں

کوستے وہ ہمین ہم اونکو دعا دیتے ہیں
ہم تو کیا دیتے ہیں اور وہ ہمیں کیا دیتے ہیں

وہ جو گھبرا کے کبھی پردہ اوٹھا دیتے ہیں
مجھکو چلمن کیطرح در پہ گرا دیتے ہیں

وای قسمت وہ شب وعدہ اگر ہون بیدار
ہای قاصد کو مرے بخت سُلا دیتے ہیں

نامہ کیسا کہ وہ پیغام زبانی سنکر
ٹکڑے ٹکڑے مرے قاصد کی اوڑا دیتے ہیں

تم تو بھولے ہی مجھے یاد نہیں کرتے ہو
غیر کہہ کہکے بُرا یاد دلا دیتے ہیں

پردہ اوٹھے کہ نہ اوٹھے مگر ای پردہ نشین
آدمی ہو کوئی تم راز محبت تو نہین
بات تک مونہہ سے نکلتی نہین اوس کشتہ کی
یاد ہین جور قیامت کے پریزادون کو
آتے جاتے نہین کمبخت پیامی اون تک

آج ہم رسم تکلف کو اوٹھا دیتے ہین
کہ تمہین محرم اسرار چھپا دیتے ہین
سرمگین چشم سے وہ جسکو لٹا دیتے ہین
دل کے لوٹے ہوئے ٹکڑونکو ملا دیتے ہین
جہوٹے سچے یونہین پیغام سنا دیتے ہین

واہی تقدیر کہ وہ خط مجھے لکھہ لکھہ کی ظہیر
میری تقدیر کے لکھے کو مٹا دیتے ہین

ہے زندگی بھی ہجر کہ آتی قضا نہین
گو اوسنے ضد سے وعدہ دشمن وفا کیا
آنے دو پند گو کو بھی مشغلہ سہی
اک چھیڑ وصل مین ہی ستانیکے واسطے

یا وعدہ وصال کہ ہوتا وفا نہین
بدخو سہی وہ شوخ مگر بیوفا نہین
مدت سے ذکر دوست بھی ہمنے سنا نہین
عذر جفا سے ترک جفا مدعا نہین

آخر ظہیر کیسے جیے ہجر یار مین
کہتے تھے تم تو زیست کا دم بہر نہین

وہ مہمان ہین آج دشمن کے گہر مین
نہ تہمتا ہو جو شوخیون سے نظر مین
مرے قتل پر آپ کیا باندہتے ہین
تمہین دو قدم چل کے جہگڑا مٹا دو
سکتے ہون خط کے لفافی سی قاصد
لپٹ کر گلے سے یہ جہگڑے مٹا دو

قیامت کی سامان ہین اپنی نظر مین
ستم ہے رہے جاکے دشمن کی گہر مین
گمان کے سوا کیا دہرا ہے کمر مین
بہت منکر حشر ہین رہگذر مین
مجہی کو لیے چل نہ رکہہ کر کمر مین
عبث گفتگو ہے دہان و کمر مین

تمہین مہربان ہو کے مل لو تو مل لو
تمہاری محبت سے ہمکو دکھایے

یہان کیا دھرا ہے دعا کے اثر مین ۴
تماشے نہ دیکھے تھے جو عمر بھر مین

ظہیر اپنی منزل بہت پاس نکلی
بہت پھیر کہائے رہ راہبر مین

یگانہ دشمن و بیگانہ آشنا ہون مین
کہ زندگی سے کسی کے لیے خفا ہون نہین

نہ آرزو ہون نہ شکوہ نہ مدعا ہون نہین
غبار خاطر اغیار کیون بنا ہون مین

دل شکستہ ہون یا جنس نا روا ہون نہین
کہ مشتری کی نظر سے گرا ہوا ہون نہین

فغان درد ہون یا نالہ رسا ہون مین
شکست شیشۂ دل کی غرض صدا ہون نہین

یہ کس امید و طبیعت سے آشنا ہون نہین
کہ اپنے سایہ سے خود دور بھاگتا ہون نہین

حنای پا ہون تمہارا کہ نقش پا ہون نہین
غرض کہ کچھ ہو قدم سے لگا ہوا ہون نہین

خوشی ہے سبکو مری جان سے نکلنے کی
کسی کے دل کی تمنا نہ مدعا ہون نہین

تمام سوز ہون اور سوز بے اثر اپنا
تمام آہ ہون اور آہ نارسا ہون مین

تری نگہ سے گرا ہون اوٹھائی کون مجھے
بندہ ہے کہ سکے نہ بانا ہی سجدہ ہوا ہون نہین

شب وصال کی دو گھڑی سو نکلی تاب کہان
کہ سوز ہجر سے پہلے ہی جل رہا ہون نہین

تمہاری بزم مین گر بیٹھے ہین تن لیکن سپہر
نگاہ ظہیر مین لطف ستم نما ہون نہین

الٰہی اس دل رشک آفرین کو کیا کہون
رقیب آینہ ہون دشمن صبا ہون مین

نہ آسمان پہ رسائی نہ وان پذیرائی
دعای وصل ہون یا آہ نارسا ہون نہین

اگر وہ رند نہین ہے تو پارسا ہی نہین
غرض ظہیر کو اتنا تو جانتا ہون مین

انداز محبت کے جو کچھ پا گئیں آنکھیں
بیباک کے بیصرفہ سے شرما گئیں آنکھیں

کیا نیم کرشمے میں غضب ڈہا گئیں آنکھیں
کافر تری آنکھوں کی قسم کہا گئیں آنکھیں

غمزوں نے دکھادی تھی رفتار کی شوخی
چلتے ہوئے ملکر مرے ٹھکرا گئیں آنکھیں

نابود کیا نیست کیا مجھہ کو جہان سے
مین ہی غم دل تہا کہ مجھے کہا گئیں آنکھیں

ای دست ہوس تونے بڑے کفر کو توڑا
وہ وصل کے اقرار پہ شرما گئیں آنکھیں

یون چھین لیا دل کو کہ رستے مین پڑا تہا
کچھہ کہو کے نہ آئین نہین کہ وہ پا گئیں آنکھیں

تم پہلوئے دشمن مین رہے اور نہ شرمائے
آنکھوں کی خطا کیا ہے کہ شرما گئیں آنکھیں

تم کیا نہین ملتے ہو کہ بہی نہین ملتین
دالہین سکے مجھہ سے مرا اترا گئیں آنکھیں

پہرتی ہین نگاہین تری رفتار سے پہلے
دیکھا جو مجھے دور سے کترا گئیں آنکھیں

کرتے ہین اشارون مین وہ سو مکر کی باتین
مین کیا کہون جو کچھہ مجھے فرما گئیں آنکھیں

کچھہ حال ظہیر جگر افگار نہ پوچھو
کمبخت کیا کچھہ نہ ستم ڈہا گئیں آنکھیں

جو چاہین کہین بات بن آئی عتاب مین
وہ چاہتے ہین کچھہ نہ کہیگا جواب مین

دونا ہے التفات نگاہِ عتاب مین
کیا بے حجابیان ہین سوال و جواب مین

فقرہ نیا ہے قطع محبت کے باب مین
بھیجا ہے چاک کرکے لفافہ جواب مین

مطلب کی ایک بہی نہ لکھی اضطراب مین
حیران ہے نامہ بر مرے خط کے جواب مین

کچھہ بدگمانیان ہین جو توبہ کے باب مین
ساقی مجھے ڈبو دے سراپا شراب مین

تر دامنی سے نامۂ اعمال پاک ہے
ڈوبا ہوا ہون سر سے قدم تک شراب مین

ایسی گرہ نہین جسے چپکے سے کہولدین
عقدے ہزارہا ہین گشادِ نقاب مین

شرم نگہ سے اوسنے بھی کچھہ مونھہ چھپا لیا
لو اور حسن مین نکل آئین حجاب مین

ٹھہری ہے جبکہ رحمتِ حق پاکِ شوی جرم
کوئی جھجی کو کیون نہ ڈبو دے شراب مین

قاصد کی لدہی نے قلق کچھہ بڑہا دیا
تسکین دل سے جان پڑی اضطراب مین

کیا قاصدِ رقیب نے چپکے سے کہہ دیا
اوٹھہ اوٹھہ کے بیٹھہ بیٹھہ گئے اضطراب مین

شبہای غم سے وصلِ بتان کی امید ہے
ہوتی ہے حشر کے لیے خفت عذاب مین

پھرتا رہے سپہر بدلتی رہے نگاہ
آتا ہے کچھہ نہ کچھہ تو کبھی انقلاب مین

روزِ جزا کسے ہے گلون کا تری دماغ
گذرینگے حشر کیسے کئی دن حساب مین

شکوے کیے گلے کیے کیا کچھہ نہین کہا
مطلب کی ایک بھی نہ کہی اضطراب مین

کیا جذبِ شوق نے اونہین مجھہ سا سمجھہ لیا
اونکی بلا رہے دلِ حسرت مآب مین

ملتا ہے واسطے سے خدا بھی خدا گواہ
قربِ خدا ہے بندگیِ بوتراب مین

یہہ حضرتِ ظہیر کہان سے ہین پارسا
کیا کچھہ نہین کیا ہے زمانِ شباب مین

وہ اپنی برشِ تیغِ نظر کو دیکھتے ہین
کہ ہم سیدہ مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہین

بشر شناس کمالِ بشر کو دیکھتے ہین
کہ دیکھتے ہین تو آبِ گہر کو دیکھتے ہین

غرض نہ لطف سے ہمکو نہ قہر سے مطلب
ادا شناس ہین اونکی نظر کو دیکھتے ہین

خدا کی شان ہے وہ جائین گھر مین دشمن کے
ہم اپنی آہ کی اولٹے اثر کو دیکھتے ہین

شبِ فراق کے صدمون سے اور ہوتی ہے
ہم اپنی شکل جو اوٹھکر سحر کو دیکھتے ہین

وہ بیوفا ہے تو ہو بند گو تجھے کیا کام
ہنر شناس سراپا ہنر کو دیکھتے ہین

ظہیر کام نکلتا ہے کوئی باتون سے
بتانِ سیم بدن زور و زر کو دیکھتے ہین

بھری ہین ہمنے وہ اشکِ ندامت آستین مین
اگر ہوتی نہ وسعت آستین رحمت کو محشر مین
دعا سے التجا سے منت و زاری سے محشر مین
نگاہِ ناوک افگن سے بچی کیا خاک دل بر مین
او نہین دشوار دلجوئی مجھے مشکل وصال ونکا
نہ پوچھو کچھہ کہ میری بدگمانی کیا جتاتی ہے
کیے ہین وصل کے وعدے قسم کہا کہا کی دشمن کی
او نہین ہم دیکھہ سکتے ہین شہ دل اب نہ کہا سکتے
او ٹھا او رحمتِ بیحد اوکو شمشیر کیون کہینچو
دمِ کشتن برا سے کی امید قتل کس کس کی
مجھے ہمراہ لے کر مری تقدیر پہرتی ہے
تڑپ کر لوٹ کر کاٹی شبِ فرقت تو کیا کاٹی
یہان تو حضرت زاہد بہت سج دہج کی چلتے ہین
یہ جنگِ زرگری جتنی ہے سب شیخی تمہاری ہے

نہ ایسے پہول پہولون مین نہ گوہر سلکِ گوہر مین
چہپاتے کس طرح یہ روسیاہی آستین مین
تمہین ہم لیکے مانگینگے اگر ہوگا مقدر مین
نظر تو وہ بُری شے ہے اوتر جاتی ہے پتھر مین
نہ یہ اونکی طبیعت مین نہ وہ میرے مقدر مین
نظر آتا ہے کیا کچھہ اس رخِ خجلت مصوّر مین
ملا دی چاشنی زہر بہی قندِ مکرر مین
لگی رہتی ہین کس کس کی نگاہین روزنِ در مین
ادا سے عمر بہر کا فیصلہ ہوتا ہے دم بہر مین
ہزارون دل ہین پیکان مین ہزارون دم ہین خنجر مین
مری تلودن کی گردش ہے مگر میری مقدر مین
نہ پیراہن سلامت ہو نہ باقی تار بستر مین
مزا ہو بادۂ انگور ہو گر حوض کوثر مین
تمہین نی آگ فتنے کی لگا رکھی ہے گہر گہر مین

مری تیغ زبان مین ہین ظہیر اوس تیغ کے جوہر
پر روح الامین کاٹی ہین جسنے جنگ خیبر مین

یہ ممکن ہے کہ زاہد ہم نہ پوچھے جائین محشر مین
یہان تک ناتوان ہون مل گیا ہون تار بستر مین
ہوس باقی نہ رہ جائے ہواے کوے دلبر مین

ہمارا نامہ بہی ہوگا خطاوارون کے دفتر مین
قضا بہی ہو ٹہتی پہرتی ہے جسم زار کہ گہر مین
اوڑا لون خاک جتنی خاک اوڑائی ہے مقدر مین

دمِ بسمل تڑپنے کا بھلا مجھہ مین کہان دم تھا
تمہاری شوخیان کچھہ رہ گئی ہین جانِ مضطر مین

تمہارا پاس الفت ہی نہین کیا کچھہ نہ ہو جاتا
یہ نالے تو وہ نالے ہین اوتر جاتی ہین پتھر مین

مکدر کیون تہون آخر او نہین بہی شک دشمن ہے
یہان جو بدگمانی ہے وہی سودا ہی وان سر مین

جسے دل ڈہونڈہتا ہے وہ خلش تو اور ہی شی ہے
تمہاری کاوشین لاؤن کہان سے نوک نشتر مین

مؤذن وصل کی شب خون حسرت تیری گردن پر
ستمگر ذبح کس کس کو کیا اللہ اکبر مین

یہین تم کیون نہ سن لو درد دل گر تمکو سننا ہے
یہین ہم کیون نہ کہہ دین جو ہمین کہنا ہی محشر مین

بتا مت مجھے اشارون سے کہان اسطرح مرتی ہین
دکہا دت مجھے نگاہون سے کہ یون جیتی ہین ٹہوکر مین

یہ شوخی ہے تلون ہین کہ شوخی مین تلون ہے
ابہی کیا تہے گھڑی بہر مین ابہی کیا ہو گھڑی بہر مین

یہ کس حسرت زدہ کے قتل پر خنجر سنبہلتا ہے
کہ آنسو ڈبڈباتے ہین ابہی سے چشم جوہر مین

دل پژمردہ غم کا ہمین کچھہ تو مزہ آتا
یہ غنچہ بہی اگر کھلتا ترے پہولونکے زیور مین

کہین وہ بیمروت بہی طرفدار و نہین اوسکے ہے
مری آنکھین جھپکی جاتی ہین کیون دشمن سے محشر مین

یہان یہ شوق مردن ہے کہ زندہ ہو کے مر جائین
وہان یہ بدگمانی ہے کہ جی اوٹھے نہ ٹہوکر مین

ظہیر اپنا نشان پوچھو تو محشر مین تو جا ڈھونڈھو
سیہ کارون کے حلقے مین خطا وارونکی دفتر مین

کہان ہے تاب غمخواری مری غم کہا نپولی مین
کہ شربت خون دل ہے زہر غم ہے ہر نوالے مین

حلاوت جام جم کی ہے فقیرونکے پیالے مین
کہ نوش و نیش ہر دو آگہین ہر ہر نوالے مین

[illegible]
نکلجاتی ہین اکثر تو لیے آنکہونکے نالے مین

ملی وابستگی غنچہ کو داغ دل سے لالے مین
مذاق تلخکامی بھر دیا میرے پیالے مین

ابہی تو محتسب مسجد سے خالی ہاتہہ آیا ہو
اولٹ کر دیکہہ لے ظالم نہین ہے کچھہ پیالے مین

جلاتے ہین مجھے اوٹھا وہ کہہ کہکر تیغ جوبن ہے | غضب کا دور ہے کمبخت کو دفنوائے ہین
الٰہی دھہ گئی کیسی عداوت رنج و شادی کی | نہ وہ نغمہ ہی نغمہ ہین نہ وہ نالہ ہی نالے ہین
یہ مانا وان اثر اسی نامرادی کچھ نہین ہوتا | بلا سے دل کے ارمان تو نکلجاتے ہین نالون مین
خدایا کیا بلا ہے یہ جو رہ رہ کر کھٹکتا ہے | کوئی خار تمنا رہ گیا ہے دلکی چھالے مین
تجھے کچھ خبر ہے ای چارہ گر دل بیتاب سینے مے | کہین ایسے مریض غم سنبھلتے ہین سنبھالے ہین
تمہارے تن بدن سے آج بوئی شک آتی ہے | صداقت کے لیے کافی ہین یا سچی ہول یالے ہین
جفاؤن پر بھی ناخوش ہے مصیبت ہی مصیبت ہے | خدا والے نہ بندے کو کسی بندے کے پالے ہین
پریرو جتنے گرد و پیش ہین سب گرد دامن ہین | وہ شمع انجمن محفل مین ہی پایا وہ پالے ہین
الٰہی خیر ہو اغیار گرد اوس بت کی رہتے ہین | بہت خونریزیان ہونگی کہ ہی خورشید ہالے ہین
تمہارے گھر سے یہ کافر نہین ٹلتا نہین ٹلتا | مگر نام عدو بھی درج ہے شاید قبالے ہین
مجھے حال دل رنجور پر افسوس آتا ہے | کہان سے درد و غم آئے یہ ہی نازوں کی پالے ہین
تمہارے وہی نیاسے نہ یہ ملتا نہ وہ ملتا | سر کاکل ہین وہ بتا ہی اگر ہے داغ لالے ہین
سوال وصل پر وہ مسکرا کر مجھ سے کہتے ہین | ذرا آئینہ لیکر مونہہ تو دیکھو تم اوجالے مین

ظہیر خستہ و آفت زدہ ہی بس غنیمت ہے
کہ خوبو ملتی جلتی ہے تمہاری مرنیوالے مین

بے سبب پرسش حال دل بیمار نہین | جانتے ہین کہ اسے طاقت اظہار نہین
دل ہی لیے دل مین ہین کیا کیا لب اظہار نہین | تجھ پہ دشوار ہے جو امر جو دشوار نہین
مشکل اتنی ہے کہ مرتے نہین بنتی مجھکو | ورنہ جینے سے تو مرنا مجھے دشوار نہین
نہ سہی حاصل مطلب مگر اک شغل تو ہے | نالہ و آہ شب ہجر مین بیکار نہین

پہرتے ہین کہ کہین اور لگا لو دل کو ۔ جانتے ہین کہ کوئی ہمسایہ طرحدار نہین
دہوپ بن بن کی سرکتی ہی پریشان دل ۔ آج سایہ نظر آتا تہ دیوار نہین

واہ یہ عمر یہ افعال ظہیر بدمست
بے حیا تجہہ سا زمانے مین سیہ کار نہین

ہوچکین بس ملال کی باتین ۔ کیجیے کچہہ وصال کی باتین
وضع کو خاک مین ملاتی ہین ۔ اس دل پایمال کی باتین
ہم کہان اور شب وصال کہان ۔ ہین یہ خواب و خیال کی باتین
نامہ بر صفت دوست سی کیا کام ۔ کر جواب و سوال کی باتین

ای جناب ظہیر بس دیکہین
کیجیے سن و سال کی باتین

ذرہ مین وہی وہی قمر مین ۔ ہے فرق مگر نظر نظر مین
کعبہ بہی گیے صنمکدہ بہی ۔ سودا ہی جنون وہی ہی سر مین
پہلو مین تمہین بٹہا کے چہوڑون ۔ ہے جذب جو نالہ سحر مین
الفت نے کیا خفیف اتنا ۔ ہرگز نہ سمائے ہم نظر مین
غش کہا گئے کلیم جس سے ۔ ہے جلوہ وہی شجر شجر مین
دل اور بتون کی جلوہ گاہی ۔ بتخانہ بنی خدا کے گہر مین
وہ اور پیام صلح آمیز ۔ ہے فرق بیان نامہ بر مین
اللہ رے ذوق خود نمائی ۔ اپنے کو دکہا دیا بشر مین
نامہ کی عوض اونہین کو لایا ۔ افسون ہے بیان نامہ بر مین

یہ جلوہ نمائیاں ہیں کس کی
چمکے ہیں جو کسوتِ بشر میں
آنکھوں میں عدو سمارہے ہیں
فتنے ہیں نگاہ فتنہ گر میں

منزل پہ کبھی پہونچ رہیں گے
بیٹھے ہیں ظہیرؔ رہگذر میں

شعلے ہیں تپش ہے تڑپ ہے شرار میں
ملتی ہے خوی یار دلِ بیقرار میں
قابو نہ موت پر نہ وفا خوی یار میں
کبتک کرے نباہ کوئی انتظار میں
کیا کم ہیں غیر خاک اوڑانیکے واسطے
آسودگی محال ہے مجھکو مزار میں
کیا کیا اوٹھائے حشر تمہارے حجاب نے
کیا کچھ ہیں شوخیاں نگہِ شرمسار میں
اے برق وش بتا مجھے کیونکر قرار آئے
جب تو سما رہا ہو دلِ بیقرار میں
وہ شوق عرضِ حال وہ شکوے وہ ولولے
کیفیتیں وصال کی ہیں انتظار میں
کیا کیا وہ کینہ جو مری ایذا سے شاد ہے
چھوڑی نہ ایک طرز جفا روزگار میں
ہمسے سیاہ کار بھی امیدوار ہیں
وسعت بہت ہی رحمتِ پروردگار میں

آؤ ظہیر بیٹھکے یادِ خدا کریں
تھوڑے پھرے صنمکدۂ روزگار میں

نظر آئیں نہ سوادِ دوست کی اغیار کہیں
اوٹھے چلکے شبنم سے یہ پردۂ دیدار کہیں
خواہشِ جلوہ نہ ہو طالبِ اظہار کہیں
فاش ہو جائیں محبت کے نہ اسرار کہیں
مدعی ضد سے مری طالبِ آزار ہوے
ہاتھ کھینچے نہ ستم سے وہ جفاکار کہیں
حسرتیں اونکو نہ جائیں ستم کی اے کاش
ہو چکیں غیر بھی مجھ سے ہی وفادار کہیں
ہم تو مشہور ہیں کی جفاؤں کو وفادار ہے
تم نہ مشہور جفا سے ہو ستمگار کہیں

مونہہ سے کچہہ کہہ نہین سکتا ہون مین پیش حشر | یارب آجایے نہ وہ شوخ دل آزار کہین
وہ بہی پرتو ہے تمہارا ہی جسے دیکہتے ہین | نظر آتی ہی نہین صورتِ اغیار کہین
حصر منزل حرم و دیر پہ ہی عجز تلاش | جستجو سے نہ رہے پا ہی طلبگار کہین
جادہ جادہ ہی جدا منزلِ مقصود ہی ایک | رشتۂ سبحہ کہین رشتۂ زنار کہین
مونہہ چہپایے ہو تو پہر شوق بڑہاتی کیون ہو | لن ترانی ہے کہین وعدۂ دیدار کہین

ای ظہیر اپنے لیے دامنِ رحمت ہے وسیع
جا پڑینگے کبہی گوشہ مین گنہگار کہین

مجہے صبر تمکو مروت نہین | کسی سے کسی کو شکایت نہین
ترے وعدہ سے چشم رویت نہین | قیامت کے پیچہے قیامت نہین
نہین آینہ ہون نہ تصویر غیر | کوئی مونہہ دکہانیکی صورت نہین
یہ بر حق ہے تو وہ بہی آئی ضرور | قیامت کے آنے مین حجت نہین
وہ کہتے ہین سن سن کے اپنی گلے | کہ دشمن سے جائی شکایت نہین
قیامت کی وعدہ پہ کیا صبر آیے | وہ کافر کوئی حور جنت نہین
اوڑا لیگئی کیا شب وصل غیر | نگاہون مین رنگِ خجالت نہین
سنو تو ذرا بیمزہ کیون ہوے | مرا دردِ دل ہے شکایت نہین
تری بزم مین شکل بیمار ہون | مجہے لب ہلانیکی طاقت نہین
جئین کیا کہ اندوہ جینے بہی دے | مرین کیا کہ مرنیکی فرصت نہین
عوض آینہ کی مجہے دیکہیے | وہ مجہہ سے سوا محوِ حیرت نہین
تم اسد برجہ مجہسے گریزان ہو کیون | مجہے کچہہ جنون تمکو وحشت نہین

نہ آئے وہ لب تک تو یہ کیون نہ آئے — دم واپسین دل کی حسرت نہین

مرا دل ہے تمسا ہی نا منفعل — کہ اپنے کیے پر ندامت نہین

اسے سنگ در سے مٹاتی ہو کیون — مرا نقش سجدہ کدورت نہین

نہین دل مین کچھ منفعل ہو تو ہو — ہمین شکوہ سنجی کی عادت نہین

شب غم کو آنے دو خنجر تو ہے — گلا کاٹنا کچھ مصیبت نہین

یہ خط تو ہے قاصد کسی اور کا — وہ شوخی نہین وہ عبارت نہین

بھروسا ہے لا تقنطوا پر ظہیر
ہمین بیم روز قیامت نہین

مل گئے ہم خاک کوئے یار مین — سرمہ سان ہین دیدۂ اغیار مین

جان دین کیون چارۂ آزار مین — درد ہے فکر دل بیمار مین

ہو تسلی خاک لطف عام سے — غیر بھی شامل رہے اقرار مین

روز مرنے کے لیے جیتا ہون — اور کیا ہے وصل کے اقرار مین

تیغ و خنجر کی روانی دیکھ لی — تیز تر ہو سب سے تم رفتار مین

ناز بیجا بھی سہے جبتک سہے — اب نہین طاقت دل بیمار مین

رائگان ہے سب مرا سوز و گداز — ہون چراغ صبح بزم یار مین

جلوہ سو سو رنگ سے ہے پردہ در — گھر مین کیا ہو تم کہ ہو بازار مین

ہو گیا صرف دل حسرت مآب — درد و غم کا قحط ہے بازار مین

ہم دم بسمل تڑپتے رہ گئے — دم رہا قاتل تری تلوار مین

مول لون دو چار کچھ سستے لیے — دل اگر بکتے ملین بازار مین

جانکنی سے کے لطف کیا جانی رقیب
زندگی ہے مردن دشوار مین

ہم پہ کیون گرتا نہین کیا آسمان
مل گیا ہے سایۂ دیوار مین

غیر سے برتاؤ یہہ کیا خیر ہو
فرد ہو دشمن بنین مین دو چار مین

جو تماشے ڈھونڈتے ہو تم ظہیر
آؤ دیکھو خانۂ خمار مین

کام آئین تو محبت مین وفائین آئین
شکوے جب آئے زبان پر تو دعائین آئین

ابر رحمت کی عوض مجھ پہ بلائین آئین
جھوم کر کیا شب ہجران مین گھٹائین آئین

آرزوئین مری بن بن کی دعائین نکلین
اور دعائین مری لیلے کے بلائین آئین

بخت بد نے نہ کہائی کبھی تاثیر قبول
پھر بن بن کے مری سر پہ دعائین آئین

موت آئی نہ کوئی بہر عیادت آیا
کام آئین تو شب غم مین بلائین آئین

دعوی کشتن خلق اور نہو قتل رقیب
ناز آئے تجھے کافر نہ ادائین آئین

ہیزہ رکھنے کو مرے انہین ہنگام وصال
یاد آئین بھی تو کمبخت جفائین آئین

کوئی پامال ستم ہو تو بلا سے ہو جائے
تم یہ جانو کہ ہمین یونہین ادائین آئین

زیر تربت بھی شہیدونکے کفن چاک ہوے
جب تری جنبش دامان کی ہوائین آئین

دے گئے آتے ہی او دہر زوادا بھی لیے
درد کے ساتھ ہی دنیا مین دوائین آئین

ہمنے رکھا جو کبھی وادی مجنون مین قدم
خیر مقدم کی بیابان سے صدائین آئین

حشر کے روز دیا ساتھ کسی نے نہ ظہیر
بخشوانے مری تقصیر خطائین آئین

خیال چشم دلمین اور دل افگار پہلو مین
ڈھونڈ ڈھونڈا انہو بیمار سے بیمار پہلو مین

نظر آتے ہین کیا کیا حسن کے انوار پہلو مین ‏— یہ دل پہلو مین ہے یا ہے تجلی زار پہلو مین

فسانے تو بہت ہین دل کے لیکن مختصر یہ ہے ‏— فقط اک درد ہی جا ہے دلِ بیمار پہلو مین

تمہاری بزم مین بیٹھا ہون نہین یا کنج دوزخ مین ‏— مرا دل مجھ سے ہم پہلو ہے یا اغیار پہلو مین

ہمیشہ حشر بنکر تم مرے پہلو سے اوٹھے ہو ‏— یہ درد اوٹھا ہے رہ رہ کر ہزارون بار پہلو مین

عیادت کو مری ہمراہ دشمن کون آتا ہے ‏— کہ کچھ بیٹھا ہی جاتا ہے دلِ بیمار پہلو مین

کنارِ گور خوشتر ہے کہ ہم پہلوی دشمن ہون ‏— ستمگر کھینچ دے کوئی مرے دیوار پہلو مین

دلِ رشک آفرین و بزم دشمن کیا قیامت ہے ‏— ادہر یہ مدعی بر مین اودہر اغیار پہلو مین

جگر نکلا ہی پڑتا ہے تو دل بیٹھا ہی جاتا ہے ‏— بٹھا رکھا ہے ہمنے غیر کو ناچار پہلو مین

غضب ڈھایا ستم توڑا لگاتے تو لگا بیٹھے ‏— بس اب دل کا سنبھلنا ہے بہت دشوار پہلو مین

اگر کچھ وہم ہے تو ہے تمہاری بدگمانی کا ‏— نہین ہم تو بٹھالین غیر کو سو بار پہلو مین

بلا سے آپ کی بستر پہ خنجر ہون کہ نشتر ہون ‏— نہ سوئے آپ تو اگر کبھی یکبار پہلو مین

یہہ تم چلتے ہو یا دل پر مرے تلوار چلتی ہے ‏— کوئی چھریان چبھوتا ہے دمِ رفتار پہلو مین

جو دل دے تو خدایا دلکو سودائے محبت دے ‏— دلِ بیدرد سے بہتر ہے گر ہو خار پہلو مین

یہ دل ہے یا کسی دشمن کا یارب مخبری کان ہے ‏— نظر مین وان کھٹکتا ہے تو یان ہر بار پہلو مین

برنگ طوطی و آئینہ ہم تقریر دشمن ہو ‏— کہ مڑ کر دیکھ لیتے ہو دمِ گفتار پہلو مین

الٰہی واعظ ناکس کو میخانے مین یون دیکھون ‏— کہ پائے خم پہ سر ہو جبہ و دستار پہلو مین

کبھی تو دور ایسا ہی سپہر کینہ پرور ہو ‏— کہ ساغر ہاتھ مین ہو وہ بت میخوار پہلو مین

دلِ رنجور کو روؤن کہ جانِ زار کو پیٹون ‏— سسکتا ہی پڑا بیمار کے بیمار پہلو مین

ظہیر اکدم نہین آرام تجھکو دل کے ہاتھون سے ‏— یہ آفت کیا لگا رکھی ہے تونے یار پہلو مین

طعنے سنون شکوہ کرون وہ یہ کہے مین یون کہون
کیونکر نہو رنجش فزون وہ یہ کہے مین یون کہون
کب تک جواب شکوہ دون وہ یہ کہے مین یون کہون
دل ہوگیا جھگڑون مین خون وہ یہ کہے مین یون کہون
مجھہ کو کہے وہ باوفا اور مین کرون شکر جفا
شکوے گلے سب مٹ کرون وہ یہ کہے مین یون کہون
ہان شوق یہ سب سے کہون اور وہ کہے رسوا نہون
کس سے کہون حال زبون وہ یہ کہے مین یون کہون
جب لطف آئے نامہ بر مونہہ پر کہے وہ فتنہ گر
جیسی سنون ویسی کہون وہ یہ کہے مین یون کہون
وہ لطف پرستاکی رہا اور مین جفا پر دون دعا
کیا ہمزبان دشمن سے ہون وہ یہ کہے مین یون کہون
ای ہمنشین جو ہو سو ہو آئے تو اب کی پند گو
وہ اک کہے مین سو کہون وہ یہ کہے مین یون کہون
کہتا ہے وہ تو حشر کی یان حشر ہے اک اک گھڑی
کیا خاک ہو صبر و سکون وہ یہ کہے مین یون کہون
دشمن سے کہے اعجاز ہے اور مین کہون انداز ہے
دکھلاؤ اعجاز و فسون وہ یہہ کہے مین یون کہون
واعظ کہے کعبہ کو جا مین جاؤن سوی بتکدہ

اسد کس وقت مین ہون وہ یہ کہے مین یون کہون

کہہ دے ظہیر خوش بیان ہو جسکو دعوی بیان

اعجاز یہہ ہے وہ فسون وہ یہ کہے مین یون کہون

شکست توبہ نے پھر آج پر پرزی نکالی ہین
گھٹائین جھومتی آئی ہین یا دل کی نکالی ہین

کبھی آنکھون مین آنسو ہین کبھی ہونٹون پہ نالی ہین
فلک شاباش ہے کیا کیا مری ارمان نکالی ہین

اسیر عشق مطلب کی کہین جانے نہین دیتے
چمن مین ہین تو نغمی ہین قفس مین ہین تو نالی ہین

تری گیسو کی الفت مین ستمگر یہ نسمجھے تھے
کہ ہمنے آپ اپنی آستین مین سانپ پالی ہین

حریف جانستان دونو ہین گیسو کیا نگاہین کیا
تفاوت ہی تو اتنا ہی یہ الجھی ہین وہ کالی ہین

تہی نقش کف پای نگارین کیا قیامت ہین
یہ فتنی ہین مگر کس قہر کی سانچی مین ڈہالی ہین

مری قسمت کی گردش ایک جا ٹکنی نہین دیتی
مجھے سر پہ لیے پھرتی مری تلوونکے چھالی ہین

تفاوت روز و شب کا ہی مزاج حسن و الفت مین
کہین ناز تغافل ہے کہین جھنپنی کی لالی ہین

وصال غیر و ابر تار و جوش برق و باران ہے
شب ہجران نے کیا دل کی بخارین نکالی ہین

عیادت سے مریض غم کی کیون ظالم پشیمان ہے
کہ یہ بیمار مرتے وقت تک لیتی سنبھالی ہین

ظہیر اپنے فسانے کارنامی ہین محبت کے
فسانون سے کہین بہتر فسانی ہین سالونکی رسالی ہین

سرمگین چشم مین بیداد سوا کچھ بھی نہین
شوخیان شرم مین شوخی مین حیا کچھ بھی نہین

کیا کہین کس سے کہین جز جفا کچھ بھی نہین
ہی تو کیا کچھ ہے نہین ہے تو خطا کچھ بھی نہین

کیا کہا ابتو کسو دل مین وفا کچھ بھی نہین
کچھ نہین ہے تو لگاوٹ مین مزہ کچھ بھی نہین

تم تو بے ہم ہو تو شکوون مین مزہ کچھ بھی نہین
ہمنے کچھ بھی نہ کہا تمنے سنا کچھ بھی نہین

آدمی کے لیے زندانِ الم ہے دنیا / حاصلِ عمر یہان رنج سوا کچہہ بہی نہین
جانتا ہی کمبخت محبت کیا ہے / پند بے سود مین ناصح کے مزا کچہہ بہی نہین
جانتا ہون کہ تمہین مجہسے نہین کچہہ بہی لگاؤ / اور کچہہ ہے ہی تو رنجش کی سوا کچہہ بہی نہین
آپ کو دشمنِ اربابِ وفا کہتے ہین / یہ اگر سچ ہے تو دشمن کی خطا کچہہ بہی نہین
ہم بہلے ہوگے زمانے سے بُرے ٹہہرے ہین / تم بُرے ہو کی وہ کچہہ ہو کہ بُرا کچہہ بہی نہین
ساقیٔ دہر سے کیا شکوہ کج دارو مریز / مرضیٔ دوست بجز صبر و رضا کچہہ بہی نہین

شعر اور شعر سے اب مجہکو سروکار ظہیر
خاطرِ حضرتِ راقم کے سوا کچہہ بہی نہین

ہجر مین جز آہ وزاری کیا کرین / کیا کرین اے بیقراری کیا کرین
رات دن رہتی ہی جون آنکہو مین نم / ہای اون سے اشکباری کیا کرین
وہ نہ آیے تو نہ آیے موت بہی / تو ہی کہہ دے بیقراری کیا کرین
اشک کچہہ شکوے نہین جو روک لین / ضبطِ جوش اشکباری کیا کرین
خود نکل آیے خودی سے مثلِ اشک / رازدان اب رازداری کیا کرین
ہمدمون کو اپنی اپنی پڑ گئی / وہ ہماری غمگساری کیا کرین
دوست ہین آخر تو وہ دشمن نہین / آکے وقتِ دم شماری کیا کرین
طعنۂ دشمن پہ وہ خاموش ہین / چارۂ بے اختیاری کیا کرین
تم عدو حاسد فلک قسمت خلاف / کیا کرین اب بختیاری کیا کرین
ہم اسیرِ الفتِ صیاد ہین / آرزوی رستگاری کیا کرین
کچہہ ہمین سے نہ ہی ناکام ہین / اب کہین امیدواری کیا کرین

لڑ چکی ہین وہ نگاہین غیر سے
آرزوی زخم کاری کیا کرین

برق و صرصر سے نہین اب چھیڑ چھاڑ
حسرتِ فصلِ بہاری کیا کرین

جو تسلی بخش دل ہے جانِ زار
ہے سراپا بیقراری کیا کرین

ای ظہیر اس زندگانی سے حصول
ہجر کی امیدواری کیا کرین

ہوئی ہے جب سے بتون کی الفت عجیب حالِ خراب مین ہون
بنی ہوئی ہے وہ جان و دل پر کہ جان و دل سے عذاب مین ہون

مرا ہے وہ مرشدِ طریقت کہ مے پرستی ہے جسکی بیعت
نہین ہے واعظ یہ وقتِ صحبت کہ مستِ کیفِ شراب مین ہون

جو یہ مسلمان تو وہ برہمن یہ اوسکا دشمن وہ اوسکا رہزن
کشاکشون سے بہمدگر کی عجب عذاب و ثواب مین ہون

دماغ کسکو کسے یہ طاقت سنے جو واعظ تری حکایت
نہ ہوش اتنا نہ اتنی فرصت کہ محوِ شرب شراب مین ہون

کہا کسی زاہد یہ دلگی ہے ابھی سے توبہ کی کیا خوشی ہے
شراب ساقی سے قرض لی ہے ہنوز فکرِ کباب مین ہون

نکیر کیا پوچھتا ہے مجھ سے ذرا تو دم لے خدا کے بندے
جواب دونگا تجھے ٹھہر کے ابھی تو مین اضطراب مین ہون

یہ محوِ حسنِ خودی رہا ہون خبر نہین یہ کہ ہون تو کیا ہون
خودی سے کوسون اوڑا ہوا ہون نہ ہوش مین ہون نہ خواب مین ہون

زبان کو روکا قلم کو توڑا اوٹھائی رسم خط و کتابت
لکھا ہے کافر نے کچھ تو ایسا کہ بند خط کے جواب مین ہون

پکارتا ہے یہ اوسکا جلوہ کہ دیکھو دیکھو اوٹھا وہ پردہ
کیا نہ ہشیار پھر نہ کہنا ابھی حجاب نقاب مین ہون

اگرچہ وافر ہے اوسکی رحمت مگر گناہونکی ہے یہ کثرت
کہ شرم عصیان سے سر بزانو ابھی سے فکر جواب مین ہون

نہین نگاہون کو تاب جلوہ نہ چشم کو طاقت نظارہ
اوٹھا دیا ہے جو اوسنے پردہ تو کیسے کیسے حجاب مین ہون

حجاب رخ سے جو اوٹھ گیا ہے عجب تماشا سا ہو رہا ہے
ادھر وہ خاموش ہین حیا سے ادھر مین چپ چپ حجاب مین ہون

یہ روسیاہی یہ زندگانی یہ ہون ندامت سے پانی پانی
کہ غرق تردامنی سے تا سر حباب آسا مین آب مین ہون

جو پارسا ہے شفیق اپنا تو رند بھی ہے رفیق اپنا
کہ صلح کل ہے طریق اپنا نفاق سے اجتناب مین ہون

اوٹھا دیا جب دوئی کا پردہ رقیب ہی کون رشک کیسا
بسان موج و حباب دریا ہے آپ مجھ مین مین آپ مین ہون

شریک گو بزم یار مین ہون نہین ایسے ہونیسے عار مین ہون
اگر ہون تو کس شمار مین ہون نہین تو پھر کس حساب مین ہون

یہ سب ہے راغب کا پاس خاطر ظہیر مجھ کو غزل سے مطلب

سفر عدم کا ہے آج کل ہین مین آج کل پا بتراب مین ہون

نہین معلوم وہ مہمان کہان جاتے ہین
اوسنے پہلے مری اوسان کہان جاتی ہین

اب نکل کر ترے پیکان کہان جاتی ہین
دل سی سیرے مری ارمان کہان جاتی ہین

آج وہ ایسے پریشان کہان جاتے ہین
پوچھنا دوڑکے دربان کہان جاتی ہین

یان بن بن کے مری جان کہان جاتی ہین
یہ مرے قتل کے سامان کہان جاتی ہین

خیر ہے جانکی ابتک مجھے غش آیا ہے
آپ گھبراسکے مری جان کہان جاتی ہین

کون لاتا ہے یہ چھپ چھپ کی پیام اور سلام
آپ اوٹھ اوٹھ کی یہ ہر آن کہان جاتی ہین

مین فدائی ہون تجھے شوق سی صدقے کیجے
مدعی آپ پہ قربان کہان جاتے ہین

سر اگر جاہے تو جاہے مگر اے خنجر یار
سر سے اپنے تری احسان کہان جاتی ہین

کیا بتاؤن تجھے ناصح ہمین ہنسی دی اسے
ٹکڑی اوڑ دوڑکے گریبان کہان جاتی ہین

آن بیٹھے ترے در پہ ترا کلمہ پڑھ کر
یان سے یہ تازہ مسلمان کہان جاتی ہین

بعد مرنے کے بھی مٹی مری برباد رہی
میری تقدیر کے نقصان کہان جاتی ہین

حال کھلتا نہین ان خویش فراموشون کا
روز کے روز یہ مہمان کہان جاتی ہین

کسکی آشفتہ مزاجی کا خیال آیا ہے
آپ حیران پریشان کہان جاتے ہین

آج کس موںہہ سے مری دل شکنی ہوتی ہے
آج وہ آپ کے پیمان کہان جاتے ہین

اب وہ الطاف کہان وہ دم رخصت کہنا
روک لیجو انہین دربان کہان جاتے ہین

در پہ جاتا ہون تو کہتا ہے یہ دربان اونکا
آپ سے جان نہ پہچان کہان جاتی ہین

جیتے جی آپ نے کیا مجھ کو زمین کو سونپا
کہکے اسد نگہبان کہان جاتے ہین

اے ظہیر اب یہ کھلا حال کہ پٹی در مین آپ
آپ جاتی ہین جہان دہیان کہان جاتی ہین

یہ دلداری میں عیاری کہیں یارونکی باتیں ہیں — دل آزارونکی باتیں ہیں یا کافرونکی باتیں ہیں
مصیبت مول لینی کیا ہوشیارونکی باتیں ہیں — یہ دل والونکی دل ہین یہ خریدارونکی باتیں ہیں
دل آزاری کہیں اے شیخ دیندارونکی باتیں ہیں — تری باتیں ہیں جتنی یار مکارونکی باتیں ہیں
عجب کیا اوسکی رحمت ہے اگر وہ بخش دے زاہد — کہ آمرزش کی قابل ہم گنہگارونکی باتیں ہیں
حسینان پری پیکر ہیں سب جلتے ہوے پرسے — یہ جتنی سادگی ہے سب ستمگارونکی باتیں ہیں
خدا کے گھر میں تو زاہد جو یون ہو حق سمجھتا ہے — یہ ہشیارونکی باتیں ہیں کہ میخوارونکی باتیں ہیں
یہ آنکھیں ہی دو چار آپس میں ہو کر قہر ڈھاتی ہیں — یہ جتنی شر کی باتیں ہیں انہیں چارونکی باتیں ہیں
اونہیں الفت جتا کر کیون عدو بدنام کرتا ہے — یہ بازارونکی باتیں ہیں کہ سرکارونکی باتیں ہیں
مری شیون کو بھولی ہیں خوشی ہے اونکے آنے کی — زمانے سے نرالی کچھ عزادارونکی باتیں ہیں
مرے احباب بھی ہیں یہ خدا لگتی نہیں کہتے — یہ باتیں سر بسر اونکی طرفدارونکی باتیں ہیں
رقیبون کی یہ فقرے ہیں وفا کیسی محبت کیا — نہ آجانا کہیں چالونمین بدکارونکی باتیں ہیں
خطا پر لطف کی امید کیا سادے ہیں ہیں سمجھو تو — خدا کو بھی پسند اپنے گنہگارونکی باتیں ہیں

ظہیر اوس دشمن ایمان کو کیا الفت جتاتی تھی
یہ نادانون کی باتیں ہیں کہ ہشیارونکی باتیں ہیں

اونکے وعدے پہ تسلی شب غم دیتے ہیں — ہم بھی کیا کیا دل بیتاب کو دم دیتے ہیں
جان دیتے ہیں تمہیں دل سی رقم دیتے ہیں — کون دیتا ہے محبت میں جو ہم دیتے ہیں
مثل آئینہ سیہ قلب ہیں آئینہ عذار — یہ دغا باز کہیں اپنا بھرم دیتے ہیں
آج کاشانہ دشمن میں جو مہمان ہو آئے — جان شیرین تجھے ہم اے شب غم دیتے ہیں
بزم دشمن میں بلاتے ہیں غضب تو دیکھو — ادھر اپنے سر نازک کی قسم دیتے ہیں

وہ دم قتل بھی احسان جتاتے ہین سمجھے
کہ دیت مین تجھے ہم ملک عدم دیتے ہین

جگ ہنسائی کے سوا گریہ سے حاصل کیا ہے
خاک پتھر ہمین یہ دیدۂ نم دیتے ہین

پانو کٹوا کے بناتے ہین رہِ منزلِ شوق
ہاتھہ کرتے ہین قلم لوح و قلم دیتے ہین

ہوے خوش وہ متاع دل و جان بھی لیکے
اوس پہ یہ ناز کہ پہر بھی ہمین کم دیتے ہین

جن پہ کرتے رہے ہم جان گرانمایہ نثار
وہ تلافی مین ہمین داغ درم دیتے ہین

دل کہین نذر کیا جان کہین دی آپ نے
دیکھہ اس طرح سے ارباب کرم دیتے ہین

کچھہ عجب داد و ستد کوی بتان مین ہے ظہیر
دل و دین لیتے ہین تصویر صنم دیتے ہین

کیا کہین کس رنگ مین ہم خانمان برباد ہین
خوب ہین اچھے ہین خوش ہین شاد ہین آباد ہین

فکر آزادی سے پابندِ وفا آزاد ہین
ہم رہا ہو کر اسیرِ الفتِ صیاد ہین

ہم وہ نخل نامرادِ گلشن ایجاد ہین
داغ بر دل گل نمط بلبل صفت ناشاد ہین

تلخکامی سے ہماری غیر کیا کیا شاد ہین
ہم رقیبون کے لیے وقفِ مبارکباد ہین

دیکھہ لیجے گر نہین احوال قیسی کا دماغ
ہم سراپا درد و غم سے صورتِ فریاد ہین

ہین تو کیا ہین ہم فضای گلشنِ آفاق مین
مشت خس ہین ہر طرف مثلِ صبا برباد ہین

دل ہی دل مین ہای ہم گھٹ گھٹ کے ہوتی ہین تمام
آپ اپنی آرزو کی خاطر ناشاد ہین

مژدۂ کشتن ہمارا ہے نویدِ وصلِ غیر
ہم سراپا وقت گلبانگ مبارکباد ہین

صوتِ بانگ جرس یان چھیڑتی ہی کی ہے دیر
ٹیس لگتی ہے سراسر نالہ و فریاد ہین

دعوی الفت ہو سکا رو کے ہین یون بے ثبات
عہد و پیمان آپکے کس طرح بے بنیاد ہین

سر پٹکتے رہ گئے بیرونِ در ہم ہای ہای
نارسائی مین ہم اپنی نالہ و فریاد ہین

بیستون سے کچہہ ہماری سخت جانی کم نہین
روز و شب ہم جانکنی مین صوتِ فرہاد ہین

مٹ مٹا کر بہی بنے آخر تو خاکِ رہگذار
کس ہوا مین یہ تمہارے خانمان برباد ہین

دام سے چہوٹے تو جانو قیدِ ہستی سے چہٹے
ہم اسیرانِ قفس خود قید کی میعاد ہین

ہم پڑے رہتے ہین جو اے ہم زیرِ دیوارِ مغان
خشتِ خمخانہ ہین یا خمخانہ کی بنیاد ہین

بیٹھے بیٹھے دل سے گہڑ لیتے ہین سامانِ جنون
آپ ہم اپنی اسیری کیلیے حداد ہین

[illegible] پریزادون کو لاتے دام مین
صید ہوکر ہم حسینون کے لیے صیاد ہین

[illegible]ٹی چہری جسکی نہین ہر گز پناہ
سادہ رو جتنے ہین کافر خنجرِ فولاد ہین

اے ظہیر اپنے سخن مین کیون نہو لطفِ زبان
ہم نمک پروردہ شاہِ جہان آباد ہین

[illegible]ن سے کے ترے ملنے آئے بیٹھے ہین
بہٹک بہٹک کے ٹہکانے کی جا بیٹھے ہین

مٹے ہوے ترے سب کچہہ مٹائے بیٹھے ہین
کہ دو جہان سے تعلق اوٹہائے بیٹھے ہین

یہ ہم جو دل کو بغل مین دبائے بیٹھے ہین
بہت دنون سے تمہین آزمائے بیٹھے ہین

رقیب کیا کہین آسے لگائے بیٹھے ہین
یہ انجمن مین تمہارے بٹہائے بیٹھے ہین

فنا سے پہلے جو ہستی مٹائے بیٹھے ہین
وہ آج کل ترے کوچہ مین آئے بیٹھے ہین

دماغِ شرح کہان قصہ مختصر یہہ ہے
ستم زدہ ہین تمہارے ستائے بیٹھے ہین

وہ بہول کر بہی ہمین یاد اب نہین کرتی
ہم اونکی یاد مین خود کو بہلائے بیٹھے ہین

مجال ہے کہ غمِ دو جہان پہٹک جائے
خیال جنکے وہ دل مین سمائے بیٹھے ہین

نظر گذر کی ذرا ایکشو جہٹک دینا
کہ تاک حضرتِ واعظ لگائے بیٹھے ہین

مجال ہے کہ نکل جائے اونکی مٹہی سے
وہ نازنین ہین مگر دل دبائے بیٹھے ہین

گلہ کرے کوئی کیا خاک ایسے نازک سے
کہ بار شکوہ سے گردن جھکائے بیٹھے ہین

ستم کشون سے یہ بیزاریان معاذ اللہ
کہ جس طرح کوئی آئی لگائی بیٹھے ہین

ظہیر آنکھ سے دیکھین گے جو دکھائے خدا
جلے بھنے ہوے ہارے ستائے بیٹھے ہین

چراغ طور ہون پروانہ ہون یا شمع محفل ہون
بھڑکنے کے لیے شعلہ ہون جلنے کی لیے دل ہون

جدا ہون اور پھر ہر رنگ مین مین سب سے شامل ہون
اگر ہو گرمی ہنگامہ تم جلنے کو مین دل ہون

غرض کیا کیون کہون تیغ ادا سے اوسکی بسمل ہون
مرا دل ہی مرا قاتل ہی اس دشمن کا قاتل ہون

چلی تیغ ادا اورون پہ مجھپر رشک کے خنجر
تری کشتہ کا کشتہ ہون تری بسمل کا بسمل ہون

گذر ہو کیا کسی دل مین سماؤن کیا لگا ہو مین
مین اپنے دل مین ہون بالفرض تو بھی عمر باطل ہون

نہ خود شایان کشتن ہون نہ رشک غیر کا یارا
نہ اس رتبے کے لائق ہون نہ اس جینے کی قابل ہون

نہ طعنے زخم ریز اپنے نہ شکوہ لطف خنجر اونکے
جو خنجر ہون تو بیدم ہون جو پہلو ہون تو بیدل ہون

جو تم شوخی سے پہلو مین مری برق جہندہ ہو
تو مین دل کی تپش سے اضطراب نقش بسمل ہون

تمنا ہی ستایش کی شکایت ہی نہ غیبت کی
جو ناقص ہون تو ناقص ہون جو کامل ہون تو کامل ہون

مری بی جوہری پر اہل جوہر رشک کرتی ہین
وہ ناقص ہون کہ مین اوس نقص مین بھی فرد کامل ہون

کوئی دم کا مسافر ہون کوئی ساعت کا ہون مہمان
نگاہ ناز قاتل ہون ادای قتل بسمل ہون

نہین ہی مجھ مین اسمین کچھ وہی اور ہی تو اتنی ہے
مین اپنا پردہ در ہی ہون اپنا آپ حائل ہون

وہ جتنا دور کھنچتا ہی تعلق اور بڑھتا ہے
سمجھ ہی بعد جتنا دوست سی اوتنا ہی واصل ہون

نہ دیکھو آئینہ مین مجھ مین دیکھو اپنے جلوے تم
صفا مین اوس سی بہتر ہون تحیر مین مقابل ہون

وہ رکھ کر آئینہ کو سامنے لو خود ہی کہتی ہین
ادا سے ناز سے غمزہ سے کس کس سی مقابل ہون

مری دیوانگی فرزانگی پر فوق رکھتی ہے
وہ دیوانہ ہون مطلب کا کہ تم جیسے پہ مائل ہون

نہ چھوٹی بیخودی مین بھی خودی و خویشتن داری
یہ ہشیاری سے کیا کم ہے کہ خود اپنے سے غافل ہون

ستمگر کیا مری قاتل نے اچھا ڈھنگ سیکھا ہے
کہ اک اک کو سناتا ہے مین اس کشتہ کا قاتل ہون

وہ ناکام تمنا ہون ظہیر اس بحر ہستی مین
کہ غرق آب ہون اور خشک لب بالای ساحل ہون

زہراب تلخکامی حرمان چشیدہ ہون
محو مکیدن لب دندان گزیدہ ہون

اپنا ہی روزگار سے حسرت رسیدہ ہون
یاران ہمطریق سے عزلت گزیدہ ہون

ہستی کی کشمکش سے تعلق بریدہ ہون
عزلت سے آرمیدہ دوئی سے رمیدہ ہون

نخل خزان رسیدہ نہال خمیدہ ہون
بیگانہ سبزہ وار چمن مین دمیدہ ہون

اس خاکدان مین کچھ نہین جز گرد نیستی
مین پای ہمت تا ز بدامن کشیدہ ہون

مجروح تشنہ کام ہون بالای چشم سیاہ
صحن چمن مین بلبل بازو بریدہ ہون

ہے دور کھینچتی مجھے میری فروتنی
ہون اس خمیدگی مین بھی تیغ کشیدہ ہون

روتا ہون پھوٹ پھوٹ کے کسکے فراق مین
فوارہ وار مین ہمہ تن آبدیدہ ہون

کمبخت دل نے دی مجھے ترغیب انبساط
اندوہ و رنج کے لیے مین آفریدہ ہون

کیون جاون بزم غیر مین کچھ شمع و گل نہین
مین سر بریدہ ہون نہ گریبان دریدہ ہون

آئینے سے اونکے آتی ہے چہرے پہ آب و تاب
مین اپنے رخ کا آپ ہی رنگ پریدہ ہون

پیری نے سب سکھا دیے آداب انکسار
اپنے سلام کے لیے آپ ہی خمیدہ ہون

سن لیجیے خلاصہ مری سرگذشت کا
ناشاد و نامراد ہون آفت رسیدہ ہون

آنکھون سے گر گیا ہون اوٹھانا انہین ہے
ای بیوفا مین صورت اشک چکیدہ ہون

پوچھینگے حشر مین تو یہ کہدونگا اے ظہیر
آفت رسیدہ غمزدہ و رنج دیدہ ہون

راستی پر کبھی مزاج نہین — بدگمانی کا کچھہ علاج نہین
کل جو تھی بات اپنی آج نہین — اب تو کوسون بھی وہ مزاج نہین
تمکو اپنے کیے کی لاج نہین — دردِ دل کا مرے علاج نہین
دلِ پرداغ کو وہ کہتے ہین — جنسِ کاسد کا یان رواج نہین
ہین فرشتے بھی جان کی خواہان — کون ہے جسکو احتیاج نہین
کس وفا کس سے دل ملے کیونکر — وہ طبیعت نہین مزاج نہین
دستِ قاتل مین رک گیا خنجر — نبضِ بسمل مین اختلاج نہین
اک خدائی ہے کلمہ گو اونکی — کون سی جا بتون کا راج نہین
نبض پر ہاتھہ رکھہ دیا کسنے — اب وہ اگلا سا اختلاج نہین
جو نہ آئی نہین طبیعت وہ — جو سنبھل جائے وہ مزاج نہین
ایک بوسے پہ اسقدر حجت — کوئی حاصل نہین خراج نہین
نام تیرا نہین ہے جس دل مین — ایسے سکہ کا یان رواج نہین

دل ملے خاک اونکے دل سے ظہیر
کہ مزاجون مین امتزاج نہین

دل کو دار السرور کہتے ہین — جلوہ گاہِ حضور کہتے ہین
وہ جو اپنے کو حور کہتے ہین — پر مجھے ناصبور کہتے ہین
نہ کہین باوفا مجھے مونہہ سے — ہان وہ دل مین ضرور کہتے ہین

ہم جب اونکی بلائین لیتے ہین
ہٹ پرے دور دور کہتے ہین

کون جھکتا ہے کون کھنچتا ہے
سب یہ کسکا قصور کہتے ہین

وہ مجھے اور کچھ کہین نہ کہین
شیفتہ تو ضرور کہتے ہین

وہ ہمارا ہی روز فرقت ہے
جسکو یوم النشور کہتے ہین

وہ حسینون کی بے نیازی ہے
لوگ جسکو غرور کہتے ہین

اک خدائی کہا کرے قہار
ہم تو اوسکو غفور کہتے ہین

دل کی تعظیم تمکو واجب ہے
عرش رب غفور کہتے ہین

یہ کوئی بات ہے بگڑنے کی
کہ تجھے رشک حور کہتے ہین

پیکے دیکھی بہی حضرت واعظ
آپ جسکو طہور کہتے ہین

ہم خدا سے تمہین کو مانگین گے
لوگ تمکو بہی حور کہتے ہین

دل سے دیکھا تو سادہ دل ہی ظہیر
لوگ تو اوسکو دور کہتے ہین

خاک راہ در جانانہ بنے بیٹھے ہین
بیخود صاحب کاشانہ بنے بیٹھے ہین

دل مین وہ زینت کاشانہ بنے بیٹھے ہین
اور اس پر یہ بیگانہ بنے بیٹھے ہین

پند گو خیر سے دیوانہ بناتے ہین مجھے
یہ بڑے عاقل و فرزانہ بنے بیٹھے ہین

ہمسے حال دل ویران شدہ کیا پوچھتے ہو
ہم تو خود صورت غمخانہ بنے بیٹھے ہین

کسطرح حسرت و ارمان کو نکالون دلسے
یہ تو خود مالک کاشانہ بنے بیٹھے ہین

کوئی پوچھے تو سہی ہمسے ہماری روداد
ہم تو خود شوق مین افسانہ بنے بیٹھے ہین

شکوہ سوز غم رشک یہ کہتے ہین ظہیر
آپ کیون شمع مین پروانہ بنے بیٹھے ہین

ہمنشین اونکے طرفدار بنے بیٹھے ہین
میرے غمخوار دل آزار بنے بیٹھے ہین

وہ جو یون دل کے خریدار بنے بیٹھے ہین
اپنے مطلب کے لیے یار بنے بیٹھے ہین

بات کیا اون سے کرون اونکو وہ ہاون کیونکر
مدعی بیچ مین دیوار بنے بیٹھے ہین

گر یہی صلح ہی ہے جنگ کی عادت ہے تو خیر
ہم بھی غیرون کے طرفدار بنے بیٹھے ہین

ناتوانی سے اوسر پا تو پکڑ رکھے ہین
وہ نزاکت سے گرانبار بنے بیٹھے ہین

تیغ کیا ہاتھ مین لین کشتن عاشق کیلیے
خود ہی کھینچ کھینچ کے تلوار بنے بیٹھے ہین

کیا بری شے ہے محبت بھی الٰہی توبہ
جرم ناکردہ خطاوار بنے بیٹھے ہین

کوئی خنجر تو سنبھالے کوئی قاتل تو بنے
ہم بھی مجرم سربازار بنے بیٹھے ہین

شکل تصویر ہین وہ شرم وحیا سے خاموش
ہم اودھر نقش بدیوار بنے بیٹھے ہین

جنبش لعل روان بخش یہ کیون آئی نہ ابتک
اچھے بھلے بھی تو بیمار بنے بیٹھے ہین

جا لگاتے ہین وہ نہین میری طرف سے وہ جا
میرے ہمدرد بھی دو چار بنے بیٹھے ہین

بیوفائی کے گلے جنکے ہوے تھے کل تک
آج دنیا کے وفادار بنے بیٹھے ہین

کاٹ دیتے ہین مری بات اثر سے پہلے
مدعی بیچ مین تلوار بنے بیٹھے ہین

وہ ہین اور غیر ہین اور عیش کی سامان ظہیر
ہم الگ سب سے گنہگار بنے بیٹھے ہین

گنہگار محبت ہون تو مین ہون
سزاوار ملامت ہون تو مین ہون

یہ مطلب آشنا ہین چار دن کے
شریک رنج و راحت ہون تو مین ہون

مرے ہوتے ستم کیون اور پہ ہون
کہ شایان عداوت ہون تو مین ہون

سر قاصد کی جا کاٹو مرے ہاتھ
کہ لکھتا گر شکایت ہون تو مین ہون

بہلے ہو تو مجہی کو دل مین کہہ لو — کہ بنیادِ کدورت ہون تو مین ہون
وہ کہتے ہین عدو کا کیون گلہ ہے — نمک پاشِ جراحت ہون تو مین ہون
نہین تو ہو زمانے مین وفادار — بجا ہے بیمروت ہون تو مین ہون
مجہے ہوتی ہے خفت تم نہ شرماؤ — کہ تصویر خجالت ہون تو مین ہون
زمانے سے وفا کرتے ہو تم تو — جہان مین بیمروت ہون تو مین ہون
مجہے تم دیکہہ لو اور کچہہ نہ پوچہو — سراپا درد فرقت ہون تو مین ہون
مرے جہگڑون سے ناصح تجہکو کیا ضد — کہ سہتا رنج و راحت ہون تو مین ہون

۴

سمائی ہے ظہیر اونکو نخوت
جہان مین خوبصورت ہون تو مین ہون

گہر سے جاتے بہی نہین آنکہہ ملاتے بہی نہین — صاف کہتے بہی نہین بات بہپاتے بہی نہین
مدعی ہمکو بلاتے ہین تو آتے بہی نہین — ایسے غیرون کے تو احسان اوٹہاتے بہی نہین
ربط ہے غیر سے اور اوسکو چہپاتے بہی نہین — بات بگڑی ہے تو بگڑی کو بناتے بہی نہین
تم بلاتے ہو ہمین بزم عدو مین کیا خوب — ہین بہی ناز تو ہم ناز اوٹہاتے بہی نہین
بزم خلوت مین بہلا غیر کو لانا کیسا — تم نہ آؤ تو ہم ایسے کو بلاتے بہی نہین
یہ تو کمبخت محبت پہ پڑے ہین پتہر — ہمکو گر غیر سمجہتے تو ستاتے بہی نہین
وعدہ کیا تم نے کیا روز کا ملنا بہی گیا — شرم یہ خوب ہوئی سامنے آتے بہی نہین
جاؤ بس دیکہہ لیا تمکو بہی تہا اخلاص — اب عنایت کی عوض ہمکو ستاتے بہی نہین
کیا تماشا ہے کہ اب غیر چہوڑاتے ہین نگاہ — ایسے رتبے کہ تم آنکہون مین سماتے بہی نہین
ایسے مغرور سہی کیا خاک بنا ہے کوئی — بات سنتے بہی نہین اپنی سناتے بہی نہین

گہر کے مختار بنے بیٹھے ہین ارمان لعین
دل سے جاتی بہی نہین دل مین سماتی بہی نہین

جانتے ہم کہ بدل جاؤ گے ایسی آنکہین
چاہ کرتے بہی نہین چاہ جتاتی بہی نہین

چہیڑ غیرون سے پس پردہ رہا کرتی ہے
پردہ رکہتے بہی نہین پردہ اوٹہاتی بہی نہین

دور بیٹہے ہوے اغماض جتاتی ہین مجہے
پاس آتی بہی نہین پاس بلاتی بہی نہین

سنکے مطلب کی وہ کہتی ہین ذرا ہوش مین آؤ
جو نکلے ایسے کسی کے سمجہے سماتی بہی نہین

مرنیوالے بہی تو کچہہ دیکہہ کے مرتی ہین ظہیر
ایسے ویسے پہ تو ہم جان ہی جاتی بہی نہین

دینے کو ایک جان ہے کسی دون کسی نہ دون
اور طالب اک جہان ہے کسے دون کسی نہ دون

ہر ناز دلستان ہے کسی دون کسی نہ دون
دل جنس ارمغان ہے کسی دون کسی نہ دون

خواہان دل ہین دوست بہی دشمن بہی مگر بہی
کن آفتون مین جان ہے کسی دون کسی نہ دون

بازاریان جنس الم ہین گران فروش
ارزان متاع جان ہے کسی دون کسی نہ دون

کہتے ہین وہ نباہیے کس کس سے عہد کو
یان مونہہ مین اک زبان ہے کسی دون کسی نہ دون

اک دل ہے اور دل کی طلب مین نگہہ نگہہ
اس کشمکش مین جان ہے کسے دون کسی نہ دون

لکہا ہے لفافہ خط پہ ہے نام غیر
حیران خط رسان ہے کسی دون کسی نہ دون

آتے ہین جان لینے کو اب وہ بہی مگر بہی
یہ وقت امتحان ہے کسے دون کسی نہ دون

یہ پوچہتا ہون دل کی طلب پر تمہین سے مین
یہ دل ہے اور یہ جان ہے کسے دون کسی نہ دون

سر پر اجل کہڑی ہے دم جانکنی ظہیر
خواہان وہ دلستان ہے کسی دون کسی نہ دون

دور بین ہے نگہہ شوق تو کچہہ دور نہین
دیر و کعبہ مین نہین کیا کہ سر طور نہین

کون شوریدہ سر اس دشت مین منصور نہین
ہان مگر وا لبِ اظہار ہو مقدور نہین

دل و جان پیشکشِ ناز کیا چاہتے ہین
وای بر حال کہ کہہ دین ہمین منظور نہین

وہ تو جلوے ہی جدا ہین جنہین ہم ڈہونڈہتے ہین
مشعلِ دیر نہین روشنی طور نہین

محرمِ راز نہین گوشِ حقیقت بردار
ورنہ ہر بانگ کم از نغمۂ منصور نہین

یہ جو اک آگ سی سینہ مین لگی رہتی ہے
جانتا ہون کہ تمہین ہو دلِ محرور نہین

ایک تم پر نہین قابو کہ اجل پر اپنا
وای بر حال کہ مختار ہون مجبور نہین

بے زری نے مرے جوہر کو چھپا رکھا ہے
جسقدر خلق مین گمنام ہون مشہور نہین

آسمان مدعی صاحب جوہر ہے ظہیر
شکر صد شکر کہ مستور ہون مشہور نہین

دیکھہ لو آکے مرے گہر مین کہین نور نہین
تیرہ روزی کے مقابل شبِ دیجور نہین

وعدۂ حشر کو کہتے ہین کہ کچھہ دور نہین
کیا قیامت ہے کہ یہ بہی انہین منظور نہین

اوسکے وعدے پہ تو جمتا دلِ مہجور نہین
بات ہے بات سی پہر جاے تو کچھہ دور نہین

مدعای دلِ حسرت زدہ مستور نہین
وہ تمنا ہے مری جو انہین منظور نہین

کیا کہین حسن و محبت کا یہ دستور نہین
تم تغافل سے تو ہم شکوے سے معذور نہین

وعدۂ حشر و تلافی جدائی معلوم
مین فرشتہ نہین انسان ہون تم حور نہین

وان نیایش کا گذر ہے نہ ستایش مقبول
وہ ستمگار کسی رنگ مین معذور نہین

قول کا دستِ حنائی کے بہروسا کیا ہے
ہاتھہ مین رنگ حنا ہی دلِ رنجور نہین

جانتا ہون کہ شکستون کے لیے ہین پیمان
کیا کرون دل شکنی بہی تری منظور نہین

رشک پر رشک ہی اورون کو نہوگا کبتک
شادمان ہون کہ دلِ غیر بہی مسرور نہین،

قتل کے لطف تڑپنے کے مزے کچھ پا اوٹھے
حیف اس گون بھی ہمارا تن رنجور نہیں

شکوہ جور پہ کہتا ہے کہ قسمت تیری
ہان وہ عربدہ جو یون بھی تو معذور نہین

یاد ہے یاد ظہیر آہ دم عرض وصال
اونکا کہنا وہ لگاوٹ سے کہ چل دور نہین

امید سود تھی کچھہ کچھہ زیان مین
وہ گردش بھی نہین اب آسمان مین

نہین پہر ناپڑیگا امتحان مین
زبان اک اور بھی رکھہ لو زبان مین

بناتے گھر دل نامہربان مین
وہ طاقت بھی نہین اب تو فغان مین

لکہے تھے جو نصیب دشمنان تھے
وہ ارمان ہین دل ناشادمان مین

وہ کچھہ کچھہ بیٹھہ کر سننے لگے ہین
مزہ آنے لگا ہے اب فغان مین

توقع پر ستم سہتے ہین کچھہ دن
وگرنہ کیا دھرا ہے امتحان مین

چلین آہستہ آہستہ سبکتاز
بہت سے خستہ پا ہین کاروان مین

مرا حال اور پہر میری زبانی
غضب رنگینیان ہین داستان مین

ستم ہے وہ زبان مجھہ سے بدلجائے
رہا ہے اک عمر جو میرے دہان مین

اناالحق کہہ اوٹھا آخر کو منصور
نہین ہوتی سمائی رازدان مین

ہم اپنے حال دل کہنے سے باز آئے
عدو بھی ہمزبان ہو حسن بیان مین

جفا ہی ناروا بھی ہین تو سہہ لون
کسی کا گھر بھلا ہو اس زیان مین

خدا ہی ہو کہ ہون اقرار تیرے
کہ لکنت ہے ابھی سے کچھہ زبان مین

تری نیرنگیون سے ہین امیدین
کہ کچھہ کچھہ ہونیوالا ہے جہان مین

وہ اوٹھے پہر گئے یان آتے آتے
ابھی وقفہ ہے مرگ ناگہان مین

رہے دشمن نواسنجی کی پیچھے | قفس مین ہم رہے یا آشیانمین

ظہیر اور داغ اور حالی ہین اب تو
کبھی تھے مومن و غالب جہان مین

ردیف واو

نہین کیا یہ بھی قدرت انقلاب چشم فتان کو | کہ صبح وصل سے بدلے ہماری شام ہجران کو
غضب کے توڑ جوڑ آتے ہین اوسکی چشم فتانکو | کسی کا دل کہین توڑا کہین باندہا ہی پیمان کو
مرے دل سے مٹا دو ناصحو وحشت کے سامانکو | کہ دامان خیال یار سے سی دو گریبان کو
یہ طاقت ہے اسیران بلا کی شور و افغان کو | کہ اتہی ناتوانی پر اوٹھالین سر پہ زندان کو
فروغستان بناؤ سارے عشرت سے شبستان کو | مرے بدلے نکالو گھر سے اپنے سیر ارمان کو
سر عاجز نوازی بھی تو شان سر فرازی ہے | گھٹا دو بے نیازی کو بڑہا دو دو دامان کو
جہان کی تیرہ روزی نے مرا گہر تاک کہا ہے | یہین ہر پہر کے ملتا ہی ٹھکانا شام ہجران کو
زبان کہلوا کے پیش غیر کیون رسوای عالم ہو | مرے دل ہی مین رہنے دو مری چاک گریبان کو
کہلینگے گل تو آگے اب تو زیب دامن مین | خدا رکہے سلامت دیدۂ خونناب افشان کو
ہماری بد نصیبی پر یہی حسرت ناز کرتی ہے | نہ ہمسے ساز قسمت کو نہ سر و ربط سامانکو
محبت کے کرشمے کچھ نہ مانے سنے والے ہین | گریبان زلیخا مین سیا یوسف کے دامان کو
مرے زخم جگر کا چارہ گر بہرنا تو مشکل ہے | مگر ہان زخم کے روزن مین گر رہنے دو پیکان کو
کشاکش سی کشاکش ہی بہم حسن محبت مین | ترے دامن کو وہ کہینچے تو یہہ میری گریبان کو
لگاؤ سینۂ بسمل پہ ناوک بر سر ناوک | تم اپنے تیر کے بدلے نکالو دل سے ارمان کو
نہ لوٹے برق خرمن سوز اک دن تخت ہستی کو | نہ پہونکا آتش غم نے بھی اس بے برگ سامان کو

حساب دوستان در دل سمجھ لیجے تو بہتر ہے
کہ ہمنے دل کے بدلی مین لگا رکھا ہے پیکانکو

دیے ہین وصل کی شب دلکو کیا کیا پیچ و تاب سینے
کبھی گیسو کو سلجھایا کبھی زلف پریشان کو

گلہ کسکا کرین دونوکو نقش آب کہتے ہین
ہم اپنی زندگانی کو تمہارے عہد و پیمان کو

جواب نامۂ دلدار قاصد مختصر یہ ہے
کہ اب مجھسے چھپاتے ہین مری جان پیشانیکو

جسے دل توڑنا اک کھیل ہو گبر و مسلمان کا
وہ کافر خاک سمجھیگا شکست عہد و پیمان کو

کہین مٹتا ہی چکے جھگڑا رفوگر پارہ دوزی کا
رگ جان سے مری سی دی مری چاک گریبانکو

م

سخن کیا چیز ہے جسکی بدولت یاد کرتے ہین
ظہیر و مومن و آزردہ و ذوق سخندان کو

وہ کسی سے تمکو جو ربط تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ کسی پہ تھا کوئی مبتلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی پیار تھا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہم بھی تم بھی تھے ایکجا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ نگاہ ناز کرشمہ زا وہ ادای لطف ستم نما
وہ حجاب نرگس سرمہ سا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ بنانا چہرۂ عتاب کا وہ نہ دینا موتہہ سے جواب کا
وہ کسی کی منت و التجا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

تمہین جسکی چاہ پہ ناز تھا جو تمہارا محرم راز تھا
مین وہی ہون عاشق باوفا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ جبکہ نکل گیا تو عبث ہی تمسے مجھے گلہ
کرون شکوہ کون سی بات کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی ساز تھے کبھی ہم بھی وقف نیاز تھے
ہمین یاد تھا سو جتا دیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ جو دل سے دلکو لگاؤ تھے تو بگاڑ مین بھی بناؤ تھے
وہ تمہارا ناز سے روٹھنا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی بولنا وہ خفا خفا کبھی بیٹھنا وہ جدا جدا
وہ زمانہ ناز و نیاز کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو مری تھی شرم و حجاب مین تو نہ تھا ربط عتاب مین
وہ حجاب و قہر شباب کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

شب وصل مین جو ہوی بہم تو یہ چھیڑ چھاڑ ہی دم بدم
جو قرار تھا کسی بات کا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ابہی تہوڑہی دن کا ہے تذکرہ کہ رقیب کہتی تہی پلا — میرے آگے تمکو برا بہلا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جو ہنسی ہنسی مین ہوے خفا تو لپٹ کی سینے سی دیا — یہ تو کل شب کا ہی ماجرا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبہی ہنسکے مونہہ کو چہپا لیا کبہی مسکرا کی دکہا دیا — کبہی شوخیان تہین کبہی حیا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبہی شکر لطف وصال کی کبہی شکوی رنج و ملال کے — کبہی طیش طعنہ اقربا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

جو بنا ہی عارف باخدا یہ وہی ظہیر ہے بیحیا
وہ جو رند خانہ بدوش تہا تمہین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

پہر جاے جو تمسے دل دشمن تو مزا ہو — ہم تو دکہا دین ابہی کیا تہے ابہی کیا ہو
ملنا ہے تو مل جاو خفا ہو تو خفا ہو — ہم کوئی گنہگار ہین تم کوئی خدا ہو
اچہا ہے اگر لطف کے پردہ مین جفا ہو — شوخی ہو طبیعت مین نگاہون مین حیا ہو
کیا فرض ہے عاشق پہ ستم ہو کہ جفا ہو — بیداد سے کیا کم ہے اگر حسن ادا ہو
دشمن کی کدورت نہ مٹاو مرے دلسے — اس مین نہ تمہارا کوئی نقش کف پا ہو
ہمسایہ تو کیسا کبہی در تک نہین آتے — کیا تم بہی شکست دل محزون کی صدا ہو
کیا بات ہے پیمان شکستہ کی درستی — مین وقت گذشتہ ہون کہ تم عہد وفا ہو
تم اور تمہین صاعقہ و برق سے نسبت — ہان آپہی اپنی کوئی شوخی کی ادا ہو
تمکو تو دل آزاری عاشق سے غرض ہے — وہ جور ہی کیون کیجیی جس مین کہ مزا ہو
آتے ہین مزے وصل کے بیتابی دل مین — اغلب ہے کہ یہ بہی اوسی کافر کی ادا ہو
تم کیون رہو تمکو دل اغیار سے مطلب — حسرت نہ تمنا نہ کدورت نہ دعا ہو
کچہہ ناز مین رنجش ہو تو رنجش مین لگاوٹ — کچہہ شرم مین شوخی ہو تو شوخی مین حیا ہو
تم جان سہی جان سے امید وفا کیا — گر دل ہو تو بیزار ہو گر دم ہو خفا ہو

بدنامی عشاق ہے محبوب سے کمتر — تم مجھہ سے سو خلق مین انگشت نما ہو
کچھہ سونچ لو کچھہ دیکھہ لو اس عشق کی انجام — ہم یہ نہین کہتے ہین کہ دشمن کو نہ چاہو
تعذیر کے لائق ہے اگر جرم محبت — عالم کے گناہون کی مرے دلکو سزا ہو

جنت مین ظہیر قدح آشام اگر جاے
ناکردہ گناہون کو تاسف تو بڑا ہو

لو ہم بھی یہ کہتے ہین کہ تم غیر کو چاہو — معشوق تو یہ کچھہ ہو جو عاشق ہو تو کیا ہو
تم دیر مین چلکر تو ذرا جلوہ فزا ہو — پھر ہم بھی تو دیکھین کہ کدہر قبلہ نما ہو
جب لطفِ ستم ہے جو ستم ہو وہ نیا ہو — پنہان نگہہ لطف مین کاوش کی ادا ہو
مین اپنی وفاؤن سے سزاوار جفا ہون — تم اپنی جفاؤن سے گرفتارِ وفا ہو
مین لوس ستم ایجاد سے بڑھ کر ہون جفا جو — وان جور و ستم کم ہو تو یان شوق سوا ہو
تم غیر سے پھرتے نہین اور تم سے دل اپنا — کیا تم بھی ہماری دل محزون کی وفا ہو
کچھہ دور نہین حشر مین دشمن کی بن آئے — تم جسکی طرف ہو وہی جانب کو خدا ہو
آئینہ نہ دیکھو کہین مجھہ سے ہی نہ بنجاؤ — پہلی ہی تم اپنی نگہہ ہوش ربا ہو
قاصد کی کفِ پا سے ملون خط جبین کو — کافر کی نہ مٹھی مین مقدر کا لکھا ہو
تم کیا ہو کہ دل ہو جدہر آگیے غضب آیا — اک قہر ہو آفت ہو قیامت ہو بلا ہو
اچھا نہین اتنا بھی نگاہون کا جتانا — ایسا نہو تم خلق مین انگشت نما ہو
دل کھول کے جب وصل کے ارمان نکالون — گر جان لون تو غیر کے دل مین نہ رہا ہو
ہمنے ترے بیداد مین وہ لطف اوٹھایے — راضی ہین جو ناکردہ گناہون کی سزا ہو

پہلے جو ظہیر اپنی سیہ روزی اعمال — تاریک شب غم سے سوا روز جزا ہو

وصل کا احتمال ہے مجھہ کو — ہے اور اچھا خیال ہے مجھہ کو
ہر دم اونکا خیال ہے مجھہ کو — ہجر مین بھی وصال ہے مجھہ کو
وہ اور اون سے وصال ہے مجھکو — خواب ہے یا خیال ہے مجھہ کو
خوش ہون کیا کیا مری شب ہجران — دولت بیزوال ہے مجھکو
کیون نہ کھٹکون فلک کی آنکھون مین — کاہشون مین کمال ہے مجھکو
خواب مین بھی ہون وصل سے محروم — جانتا ہون خیال ہے مجھہ کو
بیخود شوق ہون نہین معلوم — ہجر ہے یا وصال ہے مجھہ کو
آنکھہ لڑتی رہی حسینون سے — شوق جنگ و جدال ہے مجھکو
اپنے جامہ سے دور ہون جتنا — دوست سے اتصال ہے مجھکو
سونچتا ہون وصال کی تدبیر — خوب فکر مآل ہے مجھکو
سونپتا ہون رقیب کو انصاف — خواہش انفصال ہے مجھکو
فیصلہ ہے نگہہ ملانے مین — سہل بات کو محال ہے مجھہ کو
طبع وقت پسند رکھتا ہون — آرزوے محال ہے مجھکو
اپنے اللہ کا مقلد ہون — عشق حسن و جمال ہے مجھکو

آسمان دشمن ہنر ہے ظہیر
نقص میرا کمال ہے مجھکو

آشوب روزگار سے خالی جہان نہو — سر پر مرے زمین ہو اگر آسمان نہو
مین جانتا ہون جو مری خط کا جواب ہے — یارب وہ نامہ بر کی زبان سے بیان نہو
سب آفتین جہان کی مرے دم کے ساتھ ہین — بجلی ہی کیون گری جو مرا آشیان نہو

رہ جائین دل کی دلمین مری بدگمانیان
یارب وہ شوخیون سے جہان ہو بیان نہو

اک التفات عام نے سب کچھہ بھلادیا
ایسے سے کیا گلہ ہو جو نا مہربان نہو

جلینے کچھہ خوشی ہے نہ مرنیکا رنج وغم
مرجائین لاکھہ بار جو تو بدگمان نہو

اپنی تو زندگی ہے غم جاودان ظہیر
جینا محال ہو جو فراق بتان نہو

کھو دیا جان سے دیدیکے دلاسے مجھکو
چارہ سازون نے دیا زہر دوا سے مجھکو

اوسکے کوچہ مین ہٹک آئین بلا سی مجھکو
دوست کیا جاکے ملائینگے خدا سے مجھکو

آج کیا کیا نہ شکایت ہے قضا سے مجھکو
موت آتی ہے تو دشمن کی دعا سے مجھکو

کیا نمک پاش جراحت ہی تسلی اونکی
مژدۂ وصل سے دیتے ہین ولاسے مجھکو

ہر گھڑی زندگی تازہ کہان سے لاؤن
ذبح کرتے ہین وہ ایک ایک ادا سے مجھکو

شرم وان مانع دیدار ہے یان عجلت مرگ
اونکو شکوے ہین حیاسی تو قضا سے مجھہ کو

ناک مین دم ہے تری ہاتھہ سے کمبخت ظہیر
یار آجاے کہین موت بلا سے مجھہ کو

سوز دل سی کیا عجب ہے گر سمندر خشک ہو
ہم تو جب جانین ہمارا دیدۂ تر خشک ہو

گر لکھون نامہ مین اپنا حال بخت نارسا
نامہ بر کا پانو اور بال کبوتر خشک ہو

تشنۂ دیدار وہ ہون ذبح کیجے گر مجھے
حلق پر وقت روانی آب خنجر خشک ہو

ہے مری آنکھون سی جاری چادر آب روان
آنسوؤنکے پونچھنے سے کب سمندر خشک ہو

ہو سکے تو کچھہ علاج سوزش دل کیجیے
اشک نالی سے فقط کیا دیدۂ تر خشک ہو

ہے مری تردامنی سے آب رحمت آب آب
ترکر دن گریہ سے گر دامان محشر خشک ہو

اب گریہ مین ہون نخلِ بے ثمر فوارہ وار
ہون وہ چوبِ خشک جو پانی کے اندر خشک ہو

اشک نالی سے کیسکی جوشِ طوفان تہم گیا
اونکا دامن تر نہو تو دیدۂ تر خشک ہو

پی گیے ہم بزم مین آنسو تمہاری خوف سے
ورنہ اپنی چشم دریا بار کیونکر خشک ہو

باغِ دنیا مین نہ راس آئی برومندی مجھے
وہ نہالِ خشک ہون جو پہول پہلکر خشک ہو

رنگ لائی ہے مری جوشِ بہار مین خزان
وہ گلِ پژمردہ ہون جو شاخِ گل پر خشک ہو

تشنہ کامانِ ازل جائین اگر فردوس مین
بدنصیبی سے یقین ہے آبِ کوثر خشک ہو

ای ظہیر افسوس ہے کوثر رہے فردوس مین
اور زمین پر لالہ زارِ سبز کوثر خشک ہو

ہم سبکسارانہ پہونچے منزلِ تسلیم کو
دوشِ شیطان پر کہا بارِ امید و بیم کو

بوئی گل ای رشکِ گل اوٹھی تری تعظیم کو
نونہالانِ چمن سچہہ سچہہ گیے تسلیم کو

خوب ٹالا حضرتِ واعظ نے ہمکو خلد پر
بندگی ہے خلد کو تسلیم ہے تسنیم کو

ضعف سے کروٹ بدل سکتا نہین مین ناتوان
اضطرابِ دل اوٹھاتا ہے تری تعظیم کو

صحبتِ خاصانِ حق ہی حفظِ حق ہی کم نہین
نار سے دہشت نہین دامانِ براہیم کو

اندنون کچہہ گردشِ چشمِ فسون گر اور ہے
ای منجم دیکہہ تو اس سال کی تقویم کو

خاک مین ہل کی ڈہونڈہی ہمنے راہ کوی دوست
ٹھوکرین کہا کہا کی پہونچے منزلِ تسلیم کو

خارِ خارِ دشت پر ہے تار تار سینہ مین
ہمنے ای دستِ جنون بانا تری تقسیم کو

اللہ اللہ ای ظہیرِ خستہ جان تیری نصیب
تو جہکے تسلیم کو اور وہ اوٹہین تعظیم کو

کیا ہوا ای جذبۂ الفت تری تاثیر کو
سمتِ دشمن وہ چلے ہین کہینچکر شمشیر کو

دیکھنا صورت گرونکی شوخیِ تحریر کو
زردیِ رخ سے مری کھینچا مری تصویر کو

آفرین صد آفرین جذبِ دلِ نخچیر کو
شستِ تیر انداز مین پر لگ گئی ہین تیر کو

کچھہ تو ایسا لکھہ دیا اوس شوخ پر تزویر کو
مدعی آنکھون سے ملتے ہین مری تحریر کو

رہروانِ منزلِ تسلیم ہین عاجز نواز
کیون نہ آنکھون مین جگہہ دون خاکِ دامنگیر کو

ہے اگر فکرِ رفو پیراہنِ صد چاک کی
قطع کر ناصح مرے دستِ گریبان گیر کو

گفتگو مطلب مین ہے اور حرفِ مطلب توبہ ہے
دیکھنا اوس حیلہ جو کی شوخیِ تقریر کو

عاجزونکی دستگیری سے جہانکو ننگ ہے
سب جھٹک دیتے ہین میری خاکِ دامنگیر کو

دیکھہ لو مجھہ کو نگاہِ لطف سے مر جاؤنگا
کب عتاب و قہر ہے شایان مری تعذیر کو

حسن مین بڑھتی ہین اوتنی جسقدر پڑتی ہین تیر
اک جہانِ دل ہے شایان سینۂ نخچیر کو

وصل اوسکو ہجر مجھہ کو واہ قسامِ ازل
سرنوشتِ غیر سے بدلا مری تقدیر کو

ہین مری حیرانیان میرے لیے سو سو بلا
لے اوڑا ہے رنگِ رخ میرا مری تصویر کو

مجھہ سے ناصح لذتِ زخمِ ملامت کچھہ نہ پوچھہ
حوصلہ تعذیر سے دونا ہوا تقصیر کو

ہون وہ ناکامِ ازل اک خلق ہی جس سے نفور
ننگ ہے دامن سے میرے خارِ دامنگیر کو

غیر کیا سمجھے محبت کو کہ آخر غیر ہے
پوچھنا تہا مجھہ سے میرے جرم کی تعذیر کو

رنجشِ بیجا بہی ہو جاتی ہے تدبیرِ وصال
خود چلے آتے ہین وہ کھینچے ہوے شمشیر کو

دیکھنا نشو و نمای شوقِ قتلِ کشتنی
دمبدم بالیدگی ہے سبزۂ شمشیر کو

اک صنمخانے کے در پر سر کو ٹکراتے ہوے
ہمنے دیکھا تہا ظہیرِ مضطر و دلگیر کو

پڑا ہے دل کہین سے بیٹھے کہین ہو
مرے پہلو مین ہو اور پہر نہین ہو

عدو مجھ سا نہ کیون اندوھگین ہو — کہ تم شوخی سے اپنی ہر کہین ہو
نگہہ کیا تم تو خود دل مین سکین ہو — سراپا نرگس سحر آفرین ہو
اشارے کر رہی ہے چشم فتان — کہ جو ہونا ہے محشر مین نہین ہو
تمہاری بے نیازی سے کے تصدق — عدو کا در ہو اور میری جبین ہو
مرا حال اوس خدا مارے سے پوچھو — کہ مجھ سا مورد بیداد و کین ہو
جہان بیٹھے اوٹھے محشر اوٹھا گئے — قیامت ہے قیامت آفرین ہو
بلا ہے وہ نگاہ صلح دشمن — کہ جتنی ستمگین ہو خشمگین ہو

ہوئے ہو مبتلا کیا پھر کسی پر
ظہیر زار کیون زار و حزین ہو

ہماری ضد سے پابند وفا ہو — وفا دشمن ہو دشمن آشنا ہو
تمہین کیا جانتا ہی کوئی کیا ہو — قیامت ہو قیامت سے سوا ہو
تمہین کہہ دو تمہارا حال کیا ہو — اگر منتا کوئی مجھپر فدا ہو
سراپا حشر ہو قہر خدا ہو — مگر با این ہمہ پہر خوشنما ہو
پڑی پر تو اتنے خوشنما ہو — مچلے ہو کہ کسی سے تم تو کیا ہو
اگر ہو جان عاشق بیوفا ہو — اگر دل ہو دل بے مدعا ہو
یہ سب کچھ ہو مگر اک چیز ہو تم — عدو ہو تند خو ہو بیوفا ہو
وہان مد نظر ہے خون کسی کا — عجب کیا وہ ہمارا مدعا ہو
وہ آسکتے نہین پہرون دن تک — برا ہو اس نزاکت کا برا ہو
ستم کو جو سمجھتا ہو عنایت — شکایت ہو تو پہر ایسے سے کیا ہو

میری گھر شوق سی آجاؤ ناصح
یہ سمجھونگا کہ تم بھی اک بلا ہو

رہے ناکام دشمن بھی ہمین سے
پھر آخر بے وفا ہو بیوفا ہو

شب غم کاش شادی مرگ ہوجاؤن
تمہین آجاؤ گر میری قضا ہو

کوئی سر پھوڑتا تھا اونکے در پہ
مگر وہ ہو نہو میری دعا ہو

تمہین زیبا نہین کہ رک رک کی ملنا
مرا دم ہو کے تم مجھسے خفا ہو

عدو پر ہے عنایت سب سے افزون
ستم بھی ہو تو کچھ یہ سب سی سوا ہو

قیامت ہے کہ صرف کشتن غیر
ہمارے ذبح کرنیکی ادا ہو

لیے جاتے ہو کیون دشمن پہ اتنا
کسی کا دل ہو یا رنگ حنا ہو

ابھی کس سی لگا ہین لڑ رہی ہین
بجا ہے جسقدر مجھسے حیا ہو

وہ کومی جانفزا ہے خواب آور
عجب کیا یا می قاصد سو گیا ہو

ظہیر آؤ چلو بھی میکدے کو
میان ایسے کہان کے پارسا ہو

شکوۂ رشک تو رنجش بیجا دیکھو
اور پر ہم ہین وہ اولٹے یہ تماشا دیکھو

ہم تو ہرگز نہ کہینگے نہ ملو دشمن سے
دیکھو دیکھو کوئی دن اور تماشا دیکھو

عذر ایسا ہے نہ انکا نہین جسکا جواب
سچ تو ہے تم نے مجھے کس طرح تڑپتا دیکھو

یہ تماشا کبھی تمنے بھی نہ دیکھا ہوگا
آؤ اور آکے ہماری شب یلدا دیکھو

بزم دشمن مین بلاتے ہین مجھی خیر سی وہ
لطف مین رنگ ستم ہی یہ تماشا دیکھو

نامۂ غیر کو آنکھون سی لگاتے کیا ہو
دیکھو قسمت کا نوشتہ نہین مٹتا دیکھو

روز ہوتے ہین رقیبون کے گلے مجھسے ظہیر
دوست بن بن کے ستمگر کا ستانا دیکھو

دیکہہ لو کوچۂ اغیار مین گر تم مجہکو
طعنے دیتے ہین پس مرگ بہی مردم مجہکو

سہو مین سہو ہوا ذوقِ تبسم مجہہ کو
بیخودِ شوق ہون آتا ہے توہم مجہہ کو

اپنی ہمت کو مرے ظرف کو دیکہہ اے ساقی
تو نہ پائیگی مجہے اور وہ پا جائینگے

آگیا دم تنِ بیجان مین دوبارہ ساقی
کاش ہو بنتِ عنب مین دلِ عاشق کی کشش

لب تک آئی نہ دیا حرفِ تمنائی صبا
اوسنے کہنے بہی نہ پایا تہا تم ہجر تمام

میکدے کی کہین ادہر ہی ہٹی تو کہین
دہو دیا اشکِ ندامت نے مرا دامن تر

یہ کسی اور کو دو آبِ بقا کے چہینٹے
بجہر پندار سے افسوس اوبہر نے نہ دیا

چہیڑ مین چہیڑ ہنسی مین ہی ہنسی باتمین بات
گدگدا کر مجہے رلوا کے ہنساتی کیا ہے

اوس گہڑی کے لیے اسد گری گم مجہکو
تم مسیحا ہو تو لو آؤ کہو قم مجہکو

یاد مین یاد رہے بہول کبہی تم مجہکو
کہ مرا جوشِ محبت نہ کرے گم مجہہ کو

جام کیا چیز ہے وچار تو دی خم مجہہ کو
دیکہہ ہی بیخودیِ شوق نہ کر گم مجہہ کو

قلقلِ شیشہ ہوی زمزمۂ قم مجہہ کو
کہنے آیا ہی کہ لیچل طرفِ خم مجہکو

کس فسونگر نے رکہا محوِ تکلم مجہہ کو
بیکسی بول اوٹہی بہول گئے تم مجہہ کو

کہینچتی ہے کششِ شوق سوئے خم مجہکو
کیا ڈبوئیگا بس اب جرم کا قلزم مجہکو

بس ہے ای خضر مری خاک تیمم مجہکو
دل کی موجون نے رکہا غرقِ تلاطم مجہکو

اس عنایات پہ کیا کیا ہے توہم مجہکو
نہین بہاتا ہے شکر رنگ تبسم مجہکو

وہ مرے پاس رہے اور اونہین پایا نہ کبہی
عمر بہر میری خودی نے ہی رکہا گم مجہکو

زمانے نے کچہہ کسو کے پایا ہے مجہکو
سمجہہ کر رکہیگا نہ بنایا ہے مجہہ کو

فلک نے جو دم بہر ہنسایا ہی مجھکو — تو برسون مہینون رولایا ہے مجھکو
مجھے ہاتھہ سے کہو کے رویگی دنیا — فلک نے بہت پہر کے پایا ہے مجھکو
مری آب و گل مین ہے مضمر خرابی — مٹانے کو میرے بنایا ہے مجھکو
اوٹھادی جنون نے قیود دِ مذاہب — بڑی کشمکش سے چہڑایا ہے مجھکو
سوا ہنسنے رونیکے اور کچھہ نہ جانا — یہی کام دنیا مین آیا ہے مجھہ کو
ہوی قدر کچھہ عالم بیہوشیکی — زمانے کا جب ہوش آیا ہی مجھکو
ہوی جب یگانون سے بیگانہ خوئی — تو اپنے سے اپنا نہ پایا ہے مجھکو
کھلی آنکھہ جب دیدۂ حق نگر سے — نہ دیکھا تہا جو کچھہ دکھایا ہے مجھکو
مرا اور غم کا اسی پر ہے توشہ — اسی مین سے اور اوسنے کہایا ہی مجھکو
بہت رنگ دنیا مین بدلے ہین تمنے — بہت تمنے مارا جلایا ہے مجھکو
خطا کچھہ مری کوئی تقصیر میری — وہی ہون مین جیسا بنایا ہے مجھکو
مین اس تیوری کے قربان جاؤن — کہ روٹھے ہین خود اور منایا ہی مجھکو
خدا کے لیے یہ تو کہہ دے پیامی — وہ آتے ہین یا وان بلایا ہے مجھکو
پلا کر مجے تلخ روزِ نخستین — مزا زہر غم کا چکہایا ہی مجھکو
اوٹھا دے مجھے کون ہی کسکی طاقت — نگاہون سے کسنے گرایا ہے مجھکو
مرا نامہ بر بہی بڑا دور رس ہے — مقدر کا لکہا دکہایا ہے مجھہ کو
بنے ہو رقیبون کے خود شمع محفل — جلانے کو تمنے بلایا ہے مجھہ کو
زمین ہو فلک ہو عدو ہو کہ تم ہو — کسی نے تو آخر ستایا ہے مجھکو
کبھی مسکرائے کبھی مونہہ بنایا — نہین تمنے مارا جلایا ہے مجھکو

ظہیر اون واون سے نہین مجہکو شکوہ
مرے بخت بد نے ستایا ہے مجہکو

ردیف ہای ہوز

بیمار چارہ گر کو کرے تو دکہا کے ہاتہہ — چلتے ہوے مسیح بہی تجہہ سے ملا کے ہاتہہ
ہے ہے ترا وہ پاس سے کہنا ہٹا کے ہاتہہ — کمبخت ٹوٹتے بہی نہین بچا کے ہاتہہ
ممکن نہین ہے قطع تعلق وصال مین — تم فیصلہ ہی کیون نہ کرو اک لگا کے ہاتہہ
قربان ناز پہیر دی گردن پہ اک چہری — اوٹہکر گلے مین ڈال دیے مسکرا کے ہاتہہ
کہتے ہین مجہہ سے کلفتِ ہجران بہی ہاے ہاے — اترا گیے ہین آپ قدم کو لگا کے ہاتہہ
گہبرا کے اختلاط مین کہتی ہین ناز سے — کمبخت نامراد کے ہین کس بلا کے ہاتہہ
بے پردہ لطفِ صحبتِ باہم بڑا ہوا — شرما کے اوسنے رکہہ لیے موںہہ پر اوٹہا کے ہاتہہ
دیتے ہین پہر گہول کے وہ ساغرِ شراب — موںہہ پہیر کر حیا سے ادا سے بڑہا کے ہاتہہ
ابتک درازدستیِ حرمان گئی نہین — چلتے رہے وصال مین تیغ ادا کے ہاتہہ
کہولے عدو نے دست حنا بستہ آپکے — بیٹہے تہے قتل پر بہی مری کیا بندہا کے ہاتہہ
میرا جواب خط نہین خونِ عدو نہین — دکہلاتے ہے مجہے نہ حنا مین رچا کے ہاتہہ
خط پرزے پرزے کرکے ہوا پر اوڑا دیا — بہیجا جواب نامہ ہمارا صبا کے ہاتہہ
باز آؤ تم جفا سے نہ ہر گز وفا سے ہم — انصاف اے بتو ہے ہمارا خدا کے ہاتہہ
سو بار ڈہونڈہتی ہوی آئی چلی گئی — ہم ناتوانیون سے نہ آئے قضا کے ہاتہہ
مضمون اضطراب اوڑا لیگئے اوسے — قاصد کے گرد تک بہی نہ آئی صبا کے ہاتہہ

دست عطای شاہ سے طبع روان مری
رکتے نہین ظہیر سخن سے سخا کے ہاتھ

تھی زندگی مین فکر کفن پیرہن کے ساتھ
ہو قطع آرزو بھی ہماری کفن کے ساتھ

شکر جفای یار ہے اجزای تن کے ساتھ
کھلتے دہان زخم ہین اپنے دہن کے ساتھ

کھنچتا ہے بات بات پہ خنجر نیام سے
چلتی ہے اونکی تیغ ہماری دہن کے ساتھ

وابستہ اپنے دم سے ہین دنیا کے رنج و غم
سب قافلہ ہے ایک غریب الوطن کے ساتھ

سر پھوڑتے ہین آپ کی دیوار دیکھکر
ہشیاریون سے کام ہین دیوانہ پن کے ساتھ

وہ گردش نگاہ ہے آشوب روزگار
پھرتا ہے آسمان نگہ سحر فن کے ساتھ

غربت مین یاد عیش وطن خیر ہے ظہیر
حضرت وطن کی بات گئی سب وطن کے ساتھ

ملتی ہے کچھ اذان سے آہنگ بتکدہ
کعبہ کی ہے بنا مین مگر سنگ بتکدہ

حسن بتان سے قدرت حق آشکار ہے
ہر سنگ مین ہے جلوہ نیرنگ بتکدہ

آگاہ ہے جو اصل بت و بت تراش سے
تو سجدہ گاہ شیخ ہے سنگ بتکدہ

منزل کا ہر ہے عزم کہ ہر دل کی گھڑی
کعبے چلے ہین کرکے ہم آہنگ بتکدہ

دل بت پرستیون سے بنا ہی خدا پرست
پایا نہ رنگ کعبہ کو بے رنگ بتکدہ

محروم جلوہ دونون ہین اس جلوہ گاہ مین
ترا ہے ننگ کعبہ تو ہین ننگ بتکدہ

سچ ہے کہ ہوش رشک مین کچھ سوجھتا نہین
ویرانیون مین کرتے ہین ہم جنگ بتکدہ

کیا کیا نہ سد راہ ہوئین ناتوانیان
ہر ہر قدم ہے صنعت سی فرسنگ بتکدہ

زہاد خشک مغز بھی آجائین جو یہان
سن پائین گر صدای دف و چنگ بتکدہ

اے حضرت ظہیر کہیں آپ ہی نہوں
تہا جبہہ سای کعبہ جو اک ننگ بتکدہ

دیکھ پائے گر تری تصویر پشت آئینہ
لوٹ جائے صورت تحریر پشت آئینہ

کاش کے وہ دیکھتے آئینہ میری ہاتھ سے
اور دکھلاتے تجھے تقدیر پشت آئینہ

کیوں دکھایا آئینہ اوسکو کہ پیش آئی مجھے
ہے مری تقدیر کی تحریر پشت آئینہ

اُف رے گرمی گفتگو کی اڑ گیا سیماب تک
دیکھ تو اے ہمدم تقریر پشت آئینہ

ذبح کر ڈالا مجھے ہو کر حجاب روی یار
بن گئی آب دم شمشیر پشت آئینہ

پھوٹ نکلا ہے تن آئینہ سے جلوہ تیرا
بن گئی ہے پیکر تصویر پشت آئینہ

ہے ترے عکس رخ و زانو سے یکساں پشت و رو
آئینہ بے مثل اور تصویر پشت آئینہ

اے ظہیر اب بااضافت چاہیے لکھنی غزل
بے اضافت کر چکے تحریر پشت آئینہ

زانوئے دلبر پہ ہے تصویر پشت آئینہ
اوج پر ہے ان دنوں تقدیر پشت آئینہ

عکس رخ سے گر ترے آئینہ ہوگا ملتہب
صاعقہ بن جائیگی تنویر پشت آئینہ

جسم تیرا ای پری پردہ غیرت آئینہ ہے
اور زلف خم بخم زنجیر پشت آئینہ

پارۂ آہن کجا اور زانوئے نازک کجا
آئینے سے بڑھ گئی تقدیر پشت آئینہ

تیرے جلوے نے بنایا آئینہ کو آفتاب
اور ماہ چاردہ تصویر پشت آئینہ

وہ جو رخ سے بہرور تو یہ فخر زانو کو ہے
بن گئی تقدیر سے تدبیر پشت آئینہ

آئینہ ای کیا ترے جلوے کا ہے حیرت زدہ
بلکہ ہے آئینہ گر تصویر پشت آئینہ

ہیں تو ہیں دشمن بھی گر سن لے تو اپنا سر دھنے
داستان زانو کی اور تقریر پشت آئینہ

سنگ در پر سر مرا اور وہ نہ سرانو ترے
میری قسمت دیکھہ اور تقدیرِ پشتِ آئینہ

کیون نہین وہ دیکھتے آئینہ میری ہاتھہ سے
مدعا ہی غیر ہے تحریرِ پشتِ آئینہ

تو نہین لیکن تجلی آئی ہے تیری شوقین
پردۂ آئینہ سے تصویرِ پشتِ آئینہ

آئینہ داری سے تیری کردیا بسمل مجھے
نقش آئینہ ہے شمشیرِ پشتِ آئینہ

واجب التعذیر دونون ہین کہا خود بین سے او
جرم آئینہ ہو یا تقصیرِ پشتِ آئینہ

مجھکو دہوکا عکس کا ہی وقتِ آرائش مرے
ہے جو گلگون پیرہن تصویرِ پشتِ آئینہ

کہینچ لے اوس برق وش کو سطرِ سیماب دار
جذبِ دل مین کاش ہوتا تیرِ پشتِ آئینہ

ای ظہیر اس رنگ مین مطلق نہین لطفِ بیان
خوش بیان کرتے نہین تقریرِ پشتِ آئینہ

ردیف یای

غزل در نعت جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا کام کیا حسنِ ملیحِ عربی نے
لوٹا ہے دو عالم کو اسی دل طلبی نے

بندے ہین طلبگار تو اللہ خریدار
کیا شوق بڑہایا ہے تری شاہ لقبی نے

آدم سے تو پیچہے ہی گر افلاک سے پہلے
ڈالا مجھے حیرت مین تری بوالعجبی نے

لولاک لما کم نہین ای نازشِ افلاک
کیا شور مچایا ہے تری شہرت طلبی نے

یوسف سے ہا عشقِ مجازی کو سروکار
لوٹا ہے حقیقی کو تری دل طلبی نے

تو پاس ہماری ہے تو نزدیک خدا کن
نیرنگ دکہائے ہین تری بوالعجبی نے

ہر چند کہ مسجودِ ملائک ہوئے آدم
تجہہ سا تو نہ پایا تری عالی نسبی نے

طالب ہون تری وصل سی مین وصل خدا کا
مارا مجھے اس آرزوے بے ادبی نے

دیتا کوئی عاشق بھی ہے معشوق کو اپنے
مانگا تجھے خالق سے مری بے ادبی نے

ہے قند مکرر سے سوا اسم محمد
لوٹا مجھے اس زمزمۂ زیر لبی نے

ہے آرزوِ شربتِ دیدار محمد
کوثر سے بچایا ہے مری تشنہ لبی نے

شاہا مجھے روضہ پہ بلا لیجیے خدارا
ڈالا ہے غضب مین مری دنیا طلبی نے

جی جاؤن ظہیر اب بھی جو سُن لون کہ کیا یاد
شاہنشہ مکی مدنی العربی نے

غزل منقبت

بتاؤن کہ کیا عزّ و شانِ علی ہے
نہم آسمان آستانِ علی ہے

فلک پر فلک نردبانِ علی ہے
مکان سے گذر کر مکانِ علی ہے

کلام سلونی بیانِ علی ہے
جہان کچھ نہین وان جہانِ علی ہے

ازل سے ابد تک جہانکی نمایش
غبارِ پے کاروانِ علی ہے

علی ہی علی ہے زمین سے فلک تک
کہان سے کہان اوجِ شانِ علی ہے

دوئی ہے بس اتنی کہ تا ذاتِ باری
نبی واسطہ درمیانِ علی ہے

علیؑ ولی ہے اخیِ محمد
محمد پہ قربان جانِ علی ہے

درود مبارک ہے گھر مین خدا کے
رسولِ امین میزبانِ علی ہے

جہانمین جہان تک ہے جنسِ طریقت
رواجِ متاعِ دکانِ علی ہے

خدا تک رسائی بہت سہل نکلی
کہ دوشِ نبی نردبانِ علی ہے

بشر کون اور کیا بشر کی ستایش
کہ خیر البشر مدح خوانِ علی ہے

رسائی نے پائی جہاں تک رسائی
بہشت و فردوس ہی مکانِ علی ہے

نہیں ہے نہیں ہے کوئی ارجادہ
رہِ قربِ حق آستانِ علی ہے

طریقت کی راہیں الگ ہی الگ ہیں
جدا ہی جدا کچھ جہانِ علی ہے

نبی و علی میں نہیں کچھ جدائی
کہ یکسک سمجھی نشانِ علی ہے

علی ناطقِ نطق خیر الورا ہے
لسانِ پیمبر لسانِ علی ہے

علی ہے درِ شہرِ علمِ لدنی
کلامِ خدا بر زبانِ علی ہے

قصورِ بہشت و گلستانِ رضوان
سراغ پے پیروانِ علی ہے

ظہیر ثنا سنج فخرِ دو عالم
جبیں سائے آستانِ علی ہے

مزہ جب ہے جفاؤں کا کہ ارمانِ وفا نکلے
تمہارے تیر چٹکی سے مرے دل سے دعا نکلے

تمہاری بزم سے ہم مضطر و ناشاد کیا نکلے
کسی کے مدعی نکلے کسی کا مدعا نکلے

کسی کی آرزو نکلے کسی کا مدعا نکلے
خدنگ اونکی نگاہوں کا عجب کچھ دلکشا نکلے

نکلنے کو ترے کوچے سے ہم تو بارہا نکلے
تمنا بن کے آتے ہیں برنگِ مدعا نکلے

نہیں ہم اپنے دل میں ہاے کیا سمجھے تھے کیا نکلے
بہت کچھ بیوفا نکلے بہت نا آشنا نکلے

قیامت پر نہ رکھو فیصلہ دل کا خدا جانے
تمہارے مونہہ سے کیا نکلے ہمارے مونہہ سے کیا نکلے

گمان ہوتا ہے جیسے ستم اوتنا ہی زیبا ہے
تغافل اوسقدر کیجے کہ اندازِ حیا نکلے

ستم ہے جب ستم انداز میں انداز پیدا ہو
ادا جب خوشنما ہے کج ادائی میں ادا نکلے

بہار پھر غیر ہیں غیروں سے ملنا چاہیے کیونکر
ادا ہی سادگی میں بانکپن کی بھی ادا نکلے

دو زہیں ایک دم ٹھہری نہ پہلو میں ذرا بیٹھے
تمہارے تیر لگتے بھی سوا کچھ بے وفا نکلے

دعا تھی مرگ دشمن کی مگر یہ کب تمنا تھی
کہ تو بزم عزا سے چشم گریان پونچھتا نکلے

ملے ہین خاک مین کیا کچھ اوٹھا کر خاک ہستی کی
تمہارے مرنیوالے مرگ سی پہلے فنا نکلے

ستم ہر دم فنا ہے دشمنی پر جان جاتی ہے
بری ہو کر بھی تم تو اک جہان سی خوشنما نکلے

ہزارون بیوفا دیکھے ہزارون پر جفا دیکھے
مگر تم تو دل آزاری مین اک قہر خدا نکلے

نیا اک حشر اوٹھیگا تمہارے دادخواہو نکا
تمہارے ظلم کے دفتر اگر روز جزا نکلے

وفا سے ہم نہ باز آتے جفا سے تم نہ مونہہ پھیرا
ہمین پھر با وفا نکلے تمہین پھر بیوفا نکلے

ستم کیجے تو اس ڈھب سے جفا کیجے تو یون کیجے
کہ دل سی دوست دشمن کے صدا ای مرحبا نکلے

زبان خاص اردوی معلّی اسکو کہتے ہین
غضب جادو بیان تم تو ظہیر خوش نوا نکلے

سب سے بیغم رہے جو شاد ہی غم مین رہے
اور ہی رنگ مین کچھ اور ہی عالم مین رہے

رشک کی غم مین رہے ہجر کی ماتم مین رہے
عمر بھر ہم اسی آفت مین اسی غم مین رہے

اسکا رونا ہے کہ وہ بھی الم و غم مین رہے
دل پر غم مین رہے دیدۂ پر نم مین رہے

تم تو پردے کو اولٹ دو یہ ہمارا ذمہ
تاب نظارۂ دیدار اگر ہم مین رہے

تم دکھا دو نہ ذرا موج تبسّم اپنی
گفتگو پھر نہ دم عیسی مریم مین رہے

تجھکو اے زندگی ہجر کہان سے لاؤن
ہائی یون سوگ نشین وہ مری ماتم مین رہے

ہم سے رندان خرابات کہان ہوتے ہین
خم کو سجدہ کرین زاہد بھی اگر ہم مین رہے

نزع ہے یا ترا وعدہ ہی اجل ہی کہ وصال
دم نکلتا رہا اور پھر بھی اسی دم مین رہے

کچھ لگاوٹ کے اشارے ہون دم قہر و عتاب
کچھ تبسم کی ادا ابروے پر خم مین رہے

اشکباری سے کبھی عقدۂ دل وا نہوا
یہ وہ غنچہ ہے کہ پژمردہ جو شبنم مین رہے

جان کے ساتھ ہے الفت جانان دلمین
اور دل کشمکش ناامیدی مین رہا ہے

وو گھڑی بہی جو ترے تفتہ جگر جا بیٹھین
ابر مین نم نہ رہا ہے قطرہ نہ شبنم مین رہا ہے

بزم شیون ہو کہ ہو خندۂ بزم اغیار
کچھہ نہ کچھہ شور تو برپا مری ماتم مین رہا ہے

مرحلے عشق کے طے کرکے عدم تک پہونچے
تذکرے اپنی محبت کے دو عالم مین رہا ہے

دل گیا ہاتھہ سے اور دل سی امیدین گئین
یہ کھٹکتے ہوے نشتر دل پر غم مین رہا ہے

وہ بہی ہونگے کہ برائی ہون امیدین جنکی
ہم تو دل دیکے ظہیر آفت پیہم مین رہا ہے

وہ خاک پا فروغ جبین نیاز ہے
جھکتا ہے سر کے بل وہی جو سرفراز ہے

آنکھین ہین فرش راہ اگر دل مین ساز ہے
آجاؤ شوق سے کہ در صلح باز ہے

کیا کیا درازی شب غم جان نواز ہے
عاشق کی عمر خضر سے بہی کچھہ دراز ہے

نادم جفا سے وہ نہ پشیمان وفا سے ہم
وان امتحان ناز ہے اوریان نیاز ہے

ڈالا ہے مجھہ کو وہم مین کیا کیا حجاب نے
اس مہ نے چہپانے مین کوئی پوشیدہ راز ہے

تم دشمنی مین گر ہو عدو سے بڑہے ہوے
اپنے بہی دل مین نالۂ دشمن گداز ہے

آنکھون مین نیند نیند مین شوخی بہری ہوی
وہ چشم خواب ناز مین بہی نیم باز ہے

ڈرتا ہون انکو رحم نہ آجاے وقت ذبح
حال زبون مرا دل دشمن گداز ہے

ہم دیکھتے ہین جنکو وہ جلوے ہی اور ہین
عشق مجاز مین بہی نظر پاکباز ہے

آسان نہین وصال تو دشوار بہی نہین
ناساز ہے فلک تو خدا کارساز ہے

بیچین شوخیون سے وہ ہم اضطراب سے
کیا خوب حسن و عشق مین راز و نیاز ہے

دن عمر کے ظہیر شب تار ہو لیے
اب کیا خیال طاعت و زہد و نماز ہے

تم نہ پہلو مین نہ خنجر ہے مری جان کوئی
ہای کس طرح سے کاٹی شب ہجران کوئی

ہر لب زخم ہے گو یا نہین پرسان کوئی
کیا کہے کس سے کہی حسرت پنہان کوئی

پہر ملے یا نہ ملے ای شب ہجران کوئی
دیکہنا دل مین نہ باقی رہے ارمان کوئی

اہل محشر کی زبان پر ہے اوسی کا کلمہ
یان نہ کافر نظر آیا نہ مسلمان کوئی

اس خرابہ مین ہے کچہہ تری کوچہ کی فضا
کہ نکلتا نہین دل سے مرے ارمان کوئی

ہم تو سمجہے نظر آتے نہین تا شام وصال
اپنے وعدے سے نہو دل مین پشیمان کوئی

کاش تجہپر بہی کسی دن تو کچہہ ایسی بنجاہی
کہ تری بات نہ پوچہے شب ہجران کوئی

تم جو آؤ تو ابہی دل سے نکالون سبکو
تمسے بڑہ کر تو نہین حسرت و ارمان کوئی

ہم تو اچہے ہوے جتنا کہ ہوا حال تباہ
کہ برے حال مین کرتا نہین درمان کوئی

ایسے دنیا مین وفادار کہان ملتے ہین
دم نکلتا ہے نکلتا نہین ارمان کوئی

واہ اس زہد پہ یہ الفت اصنام ظہیر
یار تجہہ سا تو نہین دشمن ایمان کوئی

دلبستگی ہے اور کشاد نقاب سے
شرمائیے وہ حجاب سے ہم اضطراب سے

ہے کشمکش مین جان عذاب و ثواب سے
لب تر ہین توبہ توبہ سے دامن شراب سے

اپنے تو دن پہرے نہ کبہی انقلاب سے
پہلے ہے کچہہ زمانہ پیری شباب سے

قہر و عتاب لوتے ہے عنایت نہو نہو
امید تو بندہی مجہے خط کی جواب سے

کیسے کشود کار کہ وابستہ ہین وہ ہان
عقدے مری نصیب کے بند نقاب سے

کس کس فریب سے شب وعدہ بسر ہوی
کیا کیا خجل ہین ہم دل ناکامیاب سے

تیرا برا ہو قہر کیا ای ہجوم شوق
گہبرا کے اوٹھ گئے وہ مری اضطراب سے

بیتابیون کی شغل مین کچھ دل بہل گیا
تسکین دل ہوی تو ہوی اضطراب سے

گستاخیان معاف ہون ای حضرت ظہیر
مشرب شراب و قبلہ و کعبہ جناب سے

۷

بیٹھے ہین شرمناک کچھ ایسے حجاب سے
گویا اوٹھے ہین غیر کی آغوش خواب سے

سر پھوڑتے کون حضرت ناصح جناب سے
بہتر ہے خامشی سخن ناصواب سے

وہ کچھ کہا کہ یاس ہوی خود جواب سے
قاصد کے پانو توڑ دیے اضطراب سے

لڑتے ہین اور نگہہ نہین لڑتی حجاب سے
الفت ٹپک رہی ہے سراسر عتاب سے

یہ بات پند گو کی مرے دل کو بھا گئی
کچھ کم نہین ہے چاہ خدا کی عتاب سے

ضد ہی او نہین تو سعی و طلب سب ہین رائیگان
وہ خود ہی آملین گے مری اجتناب سے

اچھی کہی کہ بات بھی کھوئی رہی سہی
وہ خود ہی منفعل ہین کچھ اپنے جواب سے

مجھ سیا ہے دست شوق ہی وقت پسند ہے
اولجھا ہے کسکے عقدۂ بند نقاب سے

خط لکھے نامہ بر مجھے تکتا ہی رہ گیا
وہ مجھ سے ناامید ہی اور مین جواب سے

اک وعدۂ دروغ پہ کیا کیا ہین منفعل
وہ ہمسے اور ہم دل ناکامیاب سے

وہ روٹھنا کسیکا ابھی یاد ہے ظہیر
دامن چھڑا چھڑا کے وہ اوٹھنا عتاب سے

اپنے جلوے دل حیران مین فروزان کیجے
بحر مواج کو قطرہ مین نمایان کیجے

جلیے اور جل کے وہین نالہ و افغان کیجے
دل برہم کی طرح بزم پریشان کیجے

آپ اور حضرت ناصح مری وحشت کی علاج
پہلے اپنا تو ذرا چارۂ درمان کیجے

کون کہتا ہے کہ جھوٹے ہین تمھارے اقرار
مدعی سے بھی یہی وعدہ و پیمان کیجے

دوست بن بن کے جفائین تو سہی سب کی کیجے
شکوہ کر کر کے رقیبون کو پشیمان کیجے

مجھسے کچھ پڑھ کے یہ مجبور ہے مشتاق جمال
وصل کی شب کو مری ساتھ ہی مہمان کیجے

سیکھیے آئینہ سے دوست فریبی کے طریق
محو ہو جایے محو رخ حیران کیجے

آئیے اور آکے چلے آپ عدو کی ہمراہ
مدعا یہ ہے کہ دشمن کو بھی مہمان کیجے

اشک غماز ہی ٹھہرے ہین تو پھر آج ظہیر
چشم کو گریہ فشان گریہ کو طوفان کیجے

پہلے کچھ شغل صفائے دل حیران کیجے
پھر جہان چاہیے نظارۂ جانان کیجے

صبر و طاقت ہو تو نذر غم جانان کیجے
پاس کچھ بھی نہین کیا دعوت مہمان کیجے

بس یہ کیا کم ہے کرم کیجیے احسان کیجے
اپنے مونھ سے یہ کہون کیا مجھے مہمان کیجے

آج سب فیصلۂ رنجش پنہان کیجے
توڑیے کفر کو اوس بت کو مسلمان کیجے

پردہ وہ کیجیے مین آنکھ اوٹھا ہی نسکون
مجھکو یہہ لطف سے شرمندۂ احسان کیجے

گرہ زلف نہین عقدۂ تقدیر نہین
ناخن تیغ سے مشکل مری آسان کیجے

سچ تو یہ ہے کہ نئی بات مین ہے لطف نیا
عہد پھر توڑیے پھر وعدہ و پیمان کیجے

ہاتھ چلتے ہوی گردن پہ لگاتے چلیے
سر مرا کاٹ کے سر پر مری احسان کیجے

درد وہ درد نہین ہے کہ دوا ہو جسکی
راز وہ راز نہین ہے جسے پنہان کیجے

خون آنکھون مین نہین کیا کہ رگ جی مین نہین
گل ہون گلشن مین تو آرایش داماں کیجے

شست و شو رحمت حق کی ہی تو کیا پاک ظہیر
خوب آلودہ مئی خرقہ و داماں کیجے

ناصح تمہاری پند ہی کچھ کارگر ہوی،
کم کم ملے تو چاہ اودہر بیشتر ہوی

کسکا گلہ کہان کہ ستمگر کون او خواہ — تم ہو گیے جدہر کو خدائی ادہر ہوی
نے بے التفاتیون سے کہان تاب التفات — دم ہی نکل گیا ہے ادہر جب نظر ہوی
کہتی ہے خود نگاہ کہ مد نظر ہے غیر — جو پردہ دار تہی وہی اب پردہ در ہوی

جز مرگ وارو مرض غم نہ تہی ظہیر
کچہہ یہہ دوا ہی چارۂ درد جگر ہوی

مجہے کہتے تو ہو شوریدہ سر ہے — تمہین بہی اپنے عالم پر نظر ہے
مرا رنگ پریدہ نامہ بر ہے — مجہے اونکی اونہین میری خبر ہے
مری حیرت سے چرچے ہین جہانمین — خموشی ہی مری شورش اثر ہے
ستمگر کا جواب خط تو دیکہو — سر قاصد بجای نامہ بر ہے
شب غم آج جو ہونی ہو ہو جاے — ہوا ہے دم کسے کل کی خبر ہے
عنان کش ہے خیال بزم دشمن — وہ جاتے ہین کہان سنتے کدہر ہے

ظہیر خستہ جان کی نغمہ سنجی
سراپا نالۂ سوز جگر ہے

ہم قید جنون سے اگر آزاد نہوتے — پابند غم ہستی برباد نہوتے
مشکل تہی دیت رنجش بازو ہی ہم کی — گر جور سے خوش بانی بیداد نہوتے
جینے سے سوا کچہہ ہین مرنیکی خوشی ہی — گر رنج و غم زحمت جلاد نہوتے
وہ سینۂ دشمن پہ کبہی ہاتہہ نہ رکہتے — گر لب پہ مرے نالہ و فریاد نہوتے
اب قتل سے کیا باک ہی جی ہار چکے ہین — یہہ لطف تو جب تہا کہ عدو شاد نہوتے
دوزخ ہی بنائی تہی اگر تجہہ کو خدا یا — دنیا مین جلانے کو پریزاد نہوتے

سنتے ترے نالے تو ٹهہر جگر افگار
ہم پاس بہی آکر ترے آباد نہ ہوتے

غیر کے ساتهہ عیادت کے بہانے آئے
لو مرے احت جان ستانے آئے

تهی شب وعدہ عجب کشمکش یاس و امید
موت آئی ہے تو کچهہ ہوش ٹهکانے آئے

دم ہے یا حسرت دل ہے کہ نکلتا ہی نہین
مجهہ کو سو بار وہ یٰسین سنانے آئے

شکوہ سنجی سے فقط ذکر عدو تها منظور
گرمجوشی سے مرے دلکو جلانے آئے

دشمنی غیر کی ہے مجهسے پر اتنی تو نہین
دوست بنکر جو دل دوست دکهانے آئے

پهر تو ہنستے ہی عیان موج تبسم لب پر
پهر نہ کہنا کہ مجهے لوگ بنانے آئے

ٹونک مین دہوم ہے کل سے کہ دل خستہ تمیز
سرگذشت دل محزون ہمین سنانے آئے

جب آپ اپنے راز کو افشا کرے کوئی
کیون دوسرے کو خلق مین رسوا کرے کوئی

ارمان ہین کہ جان حزین بہی نکل نہ جاے
کیون ایک عمر صرف تمنا کرے کوئی

بیجا ہین شکوہ ہاے بد آموزی رقیب
کیون التفات نرگس شہلا کرے کوئی

آسان نہین ہے شرح تف سوز اشتیاق
پہلے زبان درد تو پیدا کرے کوئی

اپنا قصور ہو تو شکایت کسی سے کیا
آنکهین نہ ہون تو خاک تماشا کرے کوئی

موج صبا ہزار چمن مین کهلاے گل
ممکن نہین کہ غنچہ دل وا کرے کوئی

منظور اس حجاب سے افشاے راز ہے
چهپ چهپ کے یون کسی کو نہ رسوا کرے کوئی

آخر ملے ہین ہاتهہ کسی کام کے لیے
پهاڑے اگر نہ جیب تو پهر کیا کرے کوئی

وان ایک ہی جواب ہے لاکهون سوال کا
کس مونہہ سے عرض حال تمنا کرے کوئی

ہم دل مین اک جہانِ تمنا بسائین گے
ہان انسداد نرگس شہلا کرے کوئی

انسان کو امتیاز نظر ہو اگر ظہیر
اپنے کو آپ ہی نہ تماشا کرے کوئی

۴

رنگ دل کا جس مین ہو کاشانہ ایسا چاہیے
ٹوٹ کر کعبہ بنے بتخانہ ایسا چاہیے

مجھسے بڑھ کر ہون فدا اپنی ادا پر آپ وہ
چاہیے انداز معشوقانہ ایسا چاہیے

پوچھتے ہین آپ کیا ہمسے ہماری سرگذشت
مدعی مونہہ سے کہے افسانہ ایسا چاہیے

ہم نہ باز آیے وفا سے وہ جفا سے تھک گئے
آفرین ای ہمتِ مردانہ ایسا چاہیے

دیر تک سنتے رہے مجھسے مرا حالِ زبون
پھر کہا تو یہ کہا دیوانہ ایسا چاہیے

ای جنون کو ہی عدو کی خاک اوڑا دی مجھے
جی لگے اپنا جہان ویرانہ ایسا چاہیے

وہ سناؤن داستان جو سب حالِ غیر ہو
دل لگا کر تم سنو افسانہ ایسا چاہیے

لطف تو جب ہی کہ قاصد اونکو آتی ہی بنے
کچھ چھپا نا شوق بیتابانہ ایسا چاہیے

وسعتین دل کی سی ہرگز دشت و صحرا مین نہین
اپنی وحشت کے لیے ویرانہ ایسا چاہیے

محرم رازِ محبت غیر سے بڑھ کر نہین
آشنا سے بڑھ کے ہو بیگانہ ایسا چاہیے

جام کے بدلے دلِ دشمن کو رکھیے ہاتھ مین
جو نہ ٹوٹے آپ سے پیمانہ ایسا چاہیے

آپ کے پیمان سے ملتی ہے ہماری سرگذشت
حشر تک پورا نہو افسانہ ایسا چاہیے

جان دینی جا بجا شرطِ وفاداری نہین
آگ مین اپنی جلے پروانہ ایسا چاہیے

آہ ہو دل مین مری یان غیر کا سایہ نہین
ایسے خود بین کے لیے کاشانہ ایسا چاہیے

ہے ترے گیسو سے کچھ آشفتہ تر حالِ ظہیر
اس اسیری کے لیے دیوانہ ایسا چاہیے

شمع سوزان رہے پروانہ غمناک رہے
بزم دنیا مین اگر یون ہین رہے خاک رہے

پہونک دی خار ہوا و ہوس اس آتش شوق
آشیانہ کا نہ باقی خس و خاشاک رہے

سنگ برسے کبہی سر پر کبہی آتش برسی
ہم تو بے سایہ تہ سایۂ افلاک رہے

فائدہ کیا کف افسوس کے ملنے کے سوا
پاس جب مارگزیدہ کے نہ تریاک رہے

آکے اس گلشن ہستی مین لیا ہے کیا خاک
آرزومندی تاب تہ تاک رہے

کیا کیا کچھہ نہ کیا آئی بہی کیون کیا دیکہا
مست پندار رہے غافل و بیباک رہے

کچھہ نہ بچے سیل حوادث سے تو بجلی ٹوٹی
کیا رہے کچھہ نہ رہے لاکھہ کی گہر خاک رہے

دہو دیا اشک ندامت نی سیہ کاری کو
دامن آلودہ رہے صاف رہے پاک رہے

وان بہی کچھہ ہم قیامت مین تڑپتے گذری
خاک ہوکر بہی نہ آسودہ تہ خاک رہے

خوف کیا گرمی خورشید قیامت سی ظہیر
دل مین داغ غم آل شہ لولاک رہے

جلتے بہنتے رہے گریان رہے دل چاک رہے
ہم رہے محفل دشمن مین تو کیا خاک رہے

بیچتاب دل عاشق کے اثر سے تم بہی
درہم و برہم و پر خشم و غضبناک رہے

عیش جب تہا کہ عدو کو نہ میسر ہوتا
ہم تو کچھہ وصل مین بہی رشک سی غمناک رہے

تمنے چہوڑا کوئی پہلو نہ شکایت کی کیے
بیمروت رہے ظالم رہے بیباک رہے

بے طلب ہو جو وصال اسمین مزا ہی کیا ہے
کچھہ بگڑتے رہو کچھہ غیر ہوسناک رہے

دلکو تہامے ہوئے وہ بہی تو پہرین ساتھہ مرے
گردش ایسی ہی تو ای گردش افلاک رہے

چین پاتی نہین اور ونکے جلانے والے
تم بہی ہر دم صفت شعلہ غضبناک رہے

کیا کرون تاج سلیمان کو مری سر پہ ظہیر
سایۂ دامن شاہنشہ لولاک رہے

تغافل سے بشارت ہے محبت آزمائی کی
نگہ چھپتی نہیں بیگانگی میں آشنائی کی

مقرر غیر نے تلوون سے اونکی جبہہ سائی کی
کہ رنگت پھیکی پھیکی ہے کف پاے حنائی کی

بگڑنے کیا ہو مجھسے قہر کی چتون بھی دلکش ہے
ستم میں بھی تمہاری شوخیاں ہیں خوش ادائی کی

اگر منظور ہو تو لطف بھی قاتل ہے عاشق کا
ستم سے ہیں کہیں بڑھکر ادائیں دلربائی کی

نئی طرز ستم ہے وصل میں ناشاد رکھنے کو
شکایت مجھسے ہوتی ہے عدو کی بیوفائی کی

تلافی اب تو لطف وصل سے بھی ہو نہیں سکتی
سہی ہے اسقدر زحمت غم درد جدائی کی

عدو سے اب ہے سرکاری کی شیوہ ہم بھی سیکھے ہیں
یہی مہر و وفا ہے گر تلافی بے وفائی کی

یہی تھا ذوق ناکامی تو اس سے غیر سے ملتے
کہ شہرت آپ سے بڑھکر ہے اوسکی بیوفائی کی

برا ہو اس طبیعت کا کہ لطف وصل بھی کھویا
شکایت چھیڑکر اون سے تمہاری جدائی کی

بہلے کو محتسب بھی میکدے سے نابلد نکلا
خدا نے شرم رکھ لی آج اپنی پارسائی کی

ذرا آنکھیں ملاؤ تو ظہیر بادہ کش ہم سے
بہت کچھ دون کی لیتے تھے حضرت پارسائی کی

دیکھنے نکلا ہے کیا وہ مہر انور چاندنی
کچھ سپیدی کی طرح پھرتی ہے گھر گھر چاندنی

سایہ گستر بام پر رہتی ہے شب بھر چاندنی
غیر پر شیدا ہے یا عاشق ہے تجھپر چاندنی

ہے شب وصل عدو جامہ سے باہر چاندنی
آج گھر گھر چاندنی ہے آج در در چاندنی

ہو شب یلدای غم میں کیا فروغ مہر و ماہ
ہے مری غمخانے میں ظلمت سے بدتر چاندنی

کچھ تکلف سے تکلف ہیں وصال غیر کے
خود بچھی جاتی ہے کچھ بن بن کے بستر چاندنی

کیا کہوں کس طرح کٹتی ہے شب مہتاب غیر
ذبح کرتی ہے مجھے بن بن کے خنجر چاندنی

کسقدر مانوس ہے تمسے جدھر جاتی ہو تم
بھاگ جاتی ہے ادھر دامن چھڑا کر چاندنی

سایۂ دیوار ہے یا گوشۂ دیوار یار — برق بنکر کیون نہین گرتی ہے مجہپر چاندنی

کیا شب ہجران مین خاک اوڑتی ہے دیوانہ پر — تیرہ روزی بسکہ مری ہے تیرہ اختر چاندنی

ہان ظہیر اس بحر مین لکہو کوئی ایسی غزل
دیکہکر جسکو رہے حیران و ششدر چاندنی

ہے نگاہ غیر سے مشتاق بڑہکر چاندنی — تاکتی رہتی ہے شب بہر روزن در چاندنی

سازگار وصل دشمن ہے مقرر چاندنی — کیا مری ضد سے نکلتی ہے چٹک کر چاندنی

آج تو بیطرح نکلی ہے چمک کر چاندنی — ہے مگر بے نور با روی انور چاندنی

حسن تمکین کے لیے افتادگی ہے ضرور — آسمان پر چاند ہے اور ہے زمین پر چاندنی

سب کو زینت تمسے ہے اور تم نہین تو کچہہ نہین — ہے مرے گہر مین تو ہے کیا خاک بہتر چاندنی

وہ فروغ روی انور وہ بہار ماہتاب — کہل رہی ہے اور بہی اک چاندنی پر چاندنی

تم مرے پہلو مین ہو پہلو تجلی زار ہے — آگئی گہر مین مرے گویا سمٹکر چاندنی

چاندنی اور وصل دشمن ہے قیامت ہائے ہائے — کاش آجائے مرے دل مین سمٹ کر چاندنی

یہ جوانی کی امنگین اور یہ جوش شباب — دیکہیے کیا قہر ڈہاے یہ ستمگر چاندنی

گہر مین عاشق کے شب مہتاب مین اندہیر ہے — وہ مکدر رہین تو ہے کیا کچہہ مکدر چاندنی

ساتہہ ساتہہ اپنے لگا لائی ہے لو ہی غیر تک — دیکہیے کیا گل کہلاے یہ فسونگر چاندنی

یہ زمین اور یہ چمکتے شعر اس مین اے ظہیر
کہل گئی بزم سخن مین اک سراسر چاندنی

۴

دل سلگتا ہے تب غم سے جگر جلتا ہے — ہم کہڑے دیکہتے ہین سامنے گہر جلتا ہے

شمع جلتی ہے نہ پروانہ سحر جلتا ہے — جلنے والونکا چراغ آٹہہ پہر جلتا ہے

رشک آتا ہے وہ دل تفتہ ہمین کیون نہ ہوے
کوئی پروانہ اگر پیش نظر جلتا ہے

تم تو جھنجھلا کے یہ کہتے ہو تجھے آگ لگے
مین یہ خوش ہون کہ دل غیر اودہر جلتا ہے

کچھہ تو ہے ناصح مشفق جو بنے ہین دلسوز
اوسکی آگ مین کب کوئی بشر جلتا ہے

شمع محفل کو ذرا سامنے آنے دیجے
ہم دکھا دینگے کہ پروانہ کدہر جلتا ہے

شمع اوس انجمن ناز مین کیا پائی فروغ
کہ جہان عاشق تفسیدہ جگر جلتا ہے

بیجل شعلہ ادائی دم رخصت کیا تھی
دل مرا یون ہی تو ہنگام سفر جلتا ہے

کوئی دلسوز نہین ہے شب ہجران مین ظہیر
ہان مرے ساتھہ چراغ ایک مگر جلتا ہے

تسلی یاب سوزش سے دل محرور ہوتا ہے
مگر حسن و محبت مین عجب دستور ہوتا ہے

تصور سے تمہارے رنگ کلفت دور ہوتا ہے
سویدای دل حیرت زدہ کافور ہوتا ہے

یہ جتنا پردۂ پندار دل سے دور ہوتا ہے
حجاب آنکھون سے اوٹھتے ہین نظر مین نور ہوتا ہے

سزای دار ملتی ہے غضب ہے کلمۂ حق پر
اور اوسپر اتفاق خاطر جمہور ہوتا ہے

جسے سب ہیچکارہ بیخود و بیہوش گنتے ہین
وہی مقبول ہوتا ہے وہی منظور ہوتا ہے

مزے لیتے ہین کچھہ عاشق ہی آزار محبت کے
کہ جتنی رنج و غم سہتے ہین دل مسرور ہوتا ہے

وفور شوق ہوتا ہے وہ جتنی دور کھنچتی ہین
نگاہون کو نظر ہوتی ہے دلکو نور ہوتا ہے

کرشمے بھی نرالے ہین نگاہ مست ساقی کے
کہ جس سے لگ گئین آنکھین وہی مسرور ہوتا ہے

وہی اک عکس طلعت ہے اسے جس طور سے دیکھو
جدا کب آئینہ مین ناظر و منظور ہوتا ہے

اگر نور صفا ہو تو یہی آئینۂ دل مین
تماشای جمال ناظر و منظور ہوتا ہے

دوئی کسکی خودی کیا ہے خیال ما و تو کسکا
دل عاشق فروغ نور سے معمور ہوتا ہے

کہین کچھ بے نیازی ہے کہین کچھ دلنوازی ہے
کوئی مردود ہوتا ہے کوئی منظور ہوتا ہے

تمہاری یک نگاہ مہر کافی ہے جو تم چاہو
مہر اظلمتکدہ رشک فروغ طور ہوتا ہے

وہ ہر نشو و نما مین رنگ پیدا اپنا دکھاتے ہین
جمال شاہد معنی کہین مستور ہوتا ہے

کہین دہوکا ہے ایسن کا کہین دہ پیچ چلمن کا
اگر یون آشکارا ہے تو یون مستور ہوتا ہے

ظہیر اس دوربین مین جلوۂ جانان نظر آیے
مگر زخم دل عاشق عجب ناسور ہوتا ہے

وہان نزدیکی کتنا کوئی مہجور ہوتا ہے
خودی کافور ہوتی ہے دوئی سے دور ہوتا ہے

نہ پھر اہل ہوس ہم رتبۂ منصور ہوتا ہے
اوسی کو آزماتے ہین جسے منظور ہوتا ہے

ترا دیوانہ بیخود بیجا مغرور ہوتا ہے
اودہر سے یاس ہوتا ہے ادہر سے دور ہوتا ہے

صلہ مین زہد کے خواہان وصل حور ہوتا ہے
یہ زاہد بہی مگر اک جنتی مزدور ہوتا ہے

دکھا دیجے کوئی پرتو جمال عالم آرا کا
بتا دیجے کہ دل یون نور سے معمور ہوتا ہے

شمیم راز سہو فی ہے دہن سے غنچہ غنچہ کے
ہویدا ذرہ ذرہ سے فروغ طور ہوتا ہے

مجھے مشکل تمھین آسان جو تم چاہو تو کیا مشکل
سویدای شب ہجران ابہی کافور ہوتا ہی

مین اپنی روسیاہی سے خجل ہون اور کیا کہیے
وہ اپنی شان حشمت پر بجا مغرور ہوتا ہے

وہ بیجا بہی بجا ہوتا ہے جو منظور ہو اونکو
وہ اچہا ہی لکہا جاتا ہی جو مسطور ہوتا ہے

اونہین کیونکر نہو گا پاس جو مہجور ہو اونکا
وہ کتنا پاس ہوتا ہے کہ اونسے دور ہوتا ہے

وہ کیا کچھ آشکارا ہی نمائشہای پنہان سے
اور ان پیدائیون پر کس قدر مستور ہوتا ہے

وہ کتنا مہربان ہوتی ہین جسکو درد دیتے ہین
وہ کیسا شادمان ہوتا ہے جو رنجور ہوتا ہے

شہید خنجر تسلیم کیون قربان نہو جائین
شہادت نامۂ عاشق ترا منشور ہوتا ہے

اسیرانِ قفا مختار ہو کر ظلم سہتے ہین
کہین پابندِ تسلیم و رضا مجبور ہوتا ہے

تمہاری شوخیِ انداز پر کچھ رشک گذرتے ہین
جہان کچھ کشتگانِ ناز کا مذکور ہوتا ہے

تماشے دیکھتے ہین ناظر و منظور بن بنکر
اگر جلوہ دکھاتا دیکھتا منظور ہوتا ہے

مجازی سے اگر اوبھر الو جاؤ تو حقیقت مین
محبت کا دل عاشق مین اک ناسور ہوتا ہے

گذرنا وادیِ توحید سے کچھ سہل سمجھے ہو
ظہیر اس راہ مین جادہ دمِ ساطور ہوتا ہے

سنتہای شوق امکان بشر سے دور ہے
ہے نظر اپنی وہان جو دور تر سے دور ہے

بھول جانا عہد و پیمان کا تو کچھ مشکل نہین
ہان مگر ایفائے عہد اوس بیخبر سے دور ہے

جی گیا وہ جان بلب جو جستجو مین مر گیا
مرتا وہ ناتوان جو اوسکے در سے دور ہے

اسے عہد و فا یک صبح جانا آئی ہو
کیا بھڑک اوٹھنا مرے درد جگر سے دور ہے

آتش آمین نشیمن سے ہو گو کتنی قریب
دور ہے اب تک ہمارے بال و پر سے دور ہے

ہے مری گھر یا ابھی سے تیرگی چھائی ہوئی
گو ابھی شام شب ہجران سحر سے دور ہے

نامرادی ہائے بخت شوق دیکھا چاہئے
وان نظر پڑتی ہے جو حد نظر سے دور ہے

کچھ خبر اوسکی نہ اسکو اور نہ کچھ اسکی تشفی
دور ہے دل سے جگر اور دل جگر سے دور ہے

پارسائی اور ظہیر رند مشرب کیا کہا
خیر کی امید رکھنی اوس بشر سے دور ہے

خرام ناز سے کسکا گذار راہ مین ہے
کہ ایک فتنۂ حشر آشکار راہ مین ہے

وہ ضد سے جا نہین سکتے ہین کوئی دشمن ہین
بھلا ہوا کہ ہمارا قرار راہ مین ہے

ہمین بھی خاک مین ملنے کی حسرت آتی ہے
تمہاری رخ پہ جو پڑتا غبار راہ مین ہے

اثر پذیر ہوا جذبۂ دل کہ قاصد بھی
وفور شوق سے کچھ بیتاب تر راہ میں ہے

وہ نامراد الٰہی کہیں ظہیر نہ ہو
تڑپ رہا جو کوئی بیقرار راہ میں ہے

گردش میں دور حشر ہے تیرے خرام سے
فتنوں کو چین ہے نہ قیامت قیام سے

آتی ہے جان جسم میں مرنے کے نام سے
کیا کام یاں مسیح علیہ السلام سے

کہنے لگا ہے تو بھی اوسی کی سی اے ندیم
آتی ہے بوے خون مجھے تیری کلام سے

وعدے کی شب یہ چھپیے کچھ اضطراب دل
پھرتا ہوں دلکو تھامے ہوے گھر میں شام سے

پھر پھر گئی ہے شرم سے اوٹھی نگاہ ناز
کھنچ کھنچ کے رہ گئی ہے سپر بھی نیام سے

ظالم ستم کے ساتھ تلافی بھی شرط ہے
معجز دکھا کلام سے محشر خرام سے

لو اب تو قطع رسم محبت ہوئی ظہیر
قاصد سے پانو کٹ گئے اپنے پیام سے

دم آخر بھی کس مشکل سے میرا دم نکلتا ہے
کہ دشمن تک مری حالت پہ یوں ہاتھ ملتا ہے

فلک سے موت گر مانگوں تو عمر خضر ملتی ہے
یہ کج رفتار جب چلتا ہے اولٹی چال چلتا ہے

ہم اونکی بزم میں جاتے ہیں با تقدیر یا قسمت
بھلا دیکھیں تو اونکے مونہہ سے آخر کیا نکلتا ہے

ترقی عالم امکان میں آغاز تنزل ہے
جوانی جوش پر آتی ہے جتنا حسن ڈھلتا ہے

گذاری عمر غفلت میں ظہیر روسیہ تو نے
ارے او بیحیا اب کیا کف افسوس ملتا ہے

کیا بتاؤں کہ جزو کل میں تماشا کیا ہے
قطرہ کیا چیز ہے اور ہستی دریا کیا ہے

جلوہ کسکا ہے صور کیا ہے ہیولا کیا ہے
میں کوئی چیز ہوں تم نے مجھے سمجھا کیا ہے

جلوہ گر کون ہے پردہ مین تماشا کیا ہے — آئینہ حیرت ہے کیا عکس دل آرا کیا ہے
یان ملی ہی تو ملیگی ہمین کیا وان نہ شراب — آج کی آج نبیڑو غم فردا کیا ہے
ہم تو کہتے کہ نہ کہتے غم پنہان اپنا — تمنے پوچھا تو یہ ہوتا کہ تمنا کیا ہے
دیکھے او بھاؤ نے کچھہ اور ہی عقدہ کہولے — ہے مرا حسن طبیعت مجھی سودا کیا ہے
ذرہ ذرہ سے انا الشمس کی پیدا ہی صدا — قطرہ جب قطرہ ہے پہر ہستی دریا کیا ہے
ہی نظر اور کہین جوش جنون ہی کچھہ اور — دشت و صحرا مری آنکھون مین سماتا کیا ہے
مدعا یہ ہے کہ مر جاؤن خوشی کے مارے — پوچھتے ہین کہ ترے دلمین تمنا کیا ہے
تم جہان ہو وہین پڑتی ہین نگاہین اپنی — مین بہت دور ہون تمنے مجھے سمجھا کیا ہے
بات پردیکی ہے کیونکر نہ چھپاؤن ملتے — دل ہی دل مین نہ سمجھہ لو کہ تمنا کیا ہے
آج رکھنا نہ ستم کی کوئی حسرت باقی — زندگانی کا شب ہجر بہروسا کیا ہے
آج تک ناصیہ فرسا ہی در غیر رہے — اور تقدیر مین کیا جانیے لکھا کیا ہے

مجھہ کو ضد ہے دل ناشاد سے اپنے ورنہ
ای ظہیر الفت اصنام مین رکھا کیا ہے

جو دل پہ گذرتی ہے سنائی نہین جاتی — کچھہ ایسی پڑی ہی کہ اوٹھائی نہین جاتی
تم خود نہ چھپو بات چھپاتے ہو چھپاؤ — یہہ کیا ہے کہ صورت بہی دکہائی نہین جاتی
عاشق ہون طبیعت مین ہے معشوق مزاجی — یہ رنجش بیجا تو اوٹھائی نہین جاتی
عقدے مری تقدیر کے کہولے نہین کہلتے — جاتی نہین قسمت کی برائی نہین جاتی
یان دعوی تقریر ہین احباب کو کیا کیا — وان بات زبان تک بہی تو لائی نہین جاتی
کیا جانیے کیا پہونک گئی کان مین ان غیر — کچھہ ایسی لگائی کہ بجہائی نہین جاتی

ہے آپ سے بوسہ کا طلبگار ظہیر آج
کمبخت کے مونہ آگ لگائی نہین جاتی

کس قدر شوق شہادت یان گریبانگیر ہے
حلقۂ طوق گلو ہر جوہر شمشیر ہے

جسقدر آزاد ہون اوتنا ہی مین پابند ہون
الفت صحرا نوردی پانو کی زنجیر ہے

روسیاہی سے مین اپنی رستگار خلق ہون
حشر مین کافی خلائق کو مری تقصیر ہے

حشر تک چھوٹا نہ ہمسے بت پرستی کا مزہ
نامۂ اعمال کی جا یار کی تصویر ہے

کشتۂ دل سے بناتے ہین جہانمین کیمیا
ای مہوس خاکساری نسخہ اکسیر ہے

خوبرو ممتاز ہوتے ہین جہان مین ظلم سے
برش شمشیر ہی سے جوہر شمشیر ہے

رہ گیا فکر دہن مین دست نقاش ازل
مہر خاموشی دہن پر اب دم تقریر ہے

دیکہنا تمکو دم کشتن تو ہے میرا گناہ
دیر کرنی قتل مین کسکی کہو تقصیر ہے

مین ظہیر عصر ہون ظاہر مین گو خاموش ہون
ہر سخن اعجاز ہے جادو مری تقریر ہے

اس دوئی پر بہی او نہین دعوی یکتائی ہے
ہر گھڑی آئینہ ہے اور خود آرائی ہے

آنکہہ جمتی ہی نہین وقت تماشا ہرگز
کتنا بیتاب ترا جلوۂ رعنائی ہے

زندگی موت ہے اور موت حیات جاوید
آپ کی تیغ مین اعجاز مسیحائی ہے

ہم سے کہنچے وہ ہوے گردیدہ خدا کی قدرت
بات بگڑی ہوی تقدیر سے بن آئی ہے

آنکہہ سے محفل احباب گذر جاتی ہے
جب یہ سنتے ہین کہین انجمن آرائی ہے

زندگی ہے تو شب غم بہی گذر جائیگی
ناتوانی ہے تو امید توانائی ہے

آگیا دل کی ترنگون مین ظہیر نادان
وہ تو دیوانہ ہے تو بہی کوئی سودائی ہے

ہمین خوش نہ آئین ادائین تمہاری
رقیبون نے لی ہین بلائین تمہاری

نہ بہولینگی ہرگز ادائین تمہاری
کہین پیاری پیاری جفائین تمہاری

بہت آکے باتین بناتا ہے ناصح
اسی کیونکہ صورت دکہائین تمہاری

قیامت ہین جو جو ہین رویت سے منکر
وہ صورت یہان دیکہہ جائین تمہاری

تسلی فزا کیون نہو بیقراری
سمائی ہین دل مین ادائین تمہاری

ہماری طرح تم بہی لیلو بلائین
جو تصویر تمکو دکہائین تمہاری

یہ شوخی یہ غمزے یہ ناز و تبختر
نہ چہوڑین گی جیتا ادائین تمہاری

ہوسکار الفت کے دم بہر رہے ہین
جتانی پڑین اب جفائین تمہاری

بسر ہو گئی زندگی مرتے جیتے
ہمین راس آئین جفائین تمہاری

حیا ہو چکی شوخیان حد سے گذرین
ستم ڈہائین گی اب ادائین تمہاری

خدا کے لیے باز آؤ ستم سے
کہ ناصح نہ سُن لے جفائین تمہاری

ظہیر اوٹہہ گیے قدردان سخن سب
غزل اب کسے ہم سُنائین تمہاری

جان بلب ہون حسرت دیدار سے
زندگی ہے موت کے آزار سے

شکر ہے کچہہ ہوے وہ بیحجاب
باہر آئے پردۂ پندار سے

ہم تو جب جانین نصیحتگر تجھے
دل چہٹا دے طرۂ طرار سے

یون نہین کٹتی شب غم یون سہی
کاٹیے اپنا گلا تلوار سے

ہاے اونکے بوسۂ لب غیر لین
زہر ٹپکے لعل شکربار سے

دامن گلچین مین پڑ رہی کان کے
پہول جہڑتے ہین تری گفتار سے

مر گیا شاید ظہیر خستہ جان
ہمنشین بیٹھے ہین ماتمدار سے

کیا کہیے فصل گل مین دل بیقرار کی
خنجر ہے موج موج نسیم بہار کی

چھوٹے مصیبتون سے شب انتظار کی
یارب دراز عمر ہو روز شمار کی

باز آئیے زندگی سے کہان تک اوٹھائیے
نازک مزاجیان فلک بدشعار کی

بیچین گردش شیشہ ساعت رہی مدام
یہ خاک تھی کسی کے دل بیقرار کی

آیا جو کوی یار مین ٹھوکر لگا گیا
مٹی خراب ہے مری خاک مزار کی

تم اور بھی حجاب مین کچھ برق بن گیے
گرتی ہین بجلیان نگہہ شرمسار کی

بیجا ہین سب گلے نگہہ ناز کے ظہیر
نیرنگیان ہین گردش لیل و نہار کی

بتون سے بچکے چلنے پر بھی آفت آہی جاتی ہے
یہ کافر وہ قیامت ہین طبیعت آہی جاتی ہے

یہ سب کہنے کی باتین ہین ہم اونکو چھوڑ بیٹھے ہین
جب آنکھین چار ہوتی ہین مروت آہی جاتی ہے

وہ اپنی شوخیون سے کوئی اب تک باز آتے ہین
ہمیشہ کچھ نہ کچھ دل مین شرارت آہی جاتی ہے

نہ اوٹھو طعنہ دشمن یہ ایسا ہو ہی جاتا ہے
جہان اخلاص ہوتا ہے شکایت آہی جاتی ہے

بظاہر گو صفائی ہے دلونکا ہے خدا حافظ
جہان دل مین ملال آیا کدورت آہی جاتی ہے

لیا جب نام الفت کا بدل جاتی ہے سیرت بھی
نگاہ شرمگین مین شرارت آہی جاتی ہے

وہان معذرت سہی وہ جواب شکوہ دیتے ہین
شکایت بھول جاتا ہون ندامت آہی جاتی ہے

کبھی چتون سے آن بن ہے کبھی سودا ہے گیسو کا
نصیبونکی یہ شامت ہے کہ شامت آہی جاتی ہے

ہمیشہ عہد ہوتے ہین نہین ملنے کا اب اونسے
وہ جب آکر لپٹتے ہین محبت آہی جاتی ہے

کہین آرام سے دو دن فلک رہنے نہین دیتا
ہمیشہ اک نہ اک سر پر مصیبت آہی جاتی ہے

بہت کچھ سایۂ قامت سے ہم بچ بچ کے چلتے ہین
مگر با اینہمہ سر پر قیامت آہی جاتی ہے

محبت دل مین دشمن کے بھی اپنا رنگ لاتی ہے
وہ کتنے بے مروت ہون مروت آہی جاتی ہے

الٰہی کور ہو جائین آنکہین نگہ پر بجلیان ٹوٹین
نظر مین اک نہ اک بیچین صورت آہی جاتی ہے

ادائے چشم شرم آگین بہی اک شیوہ ہے تمکین کا
مزاج حسن مین آخر کو نخوت آہی جاتی ہے

حساب دوستان در دل تقاضا ہے محبت کا
مثل مشہور ہے الفت سے الفت آہی جاتی ہے

کسی کی چار دن بنتی نہین آئینہ رویون سے
یہ کتنے صاف باطن ہون کدورت آہی جاتی ہے

کئی دن سے ہے دم آنکھون مین اور یہ جوش شکوہ ہے
کہ اتنی ناتوانی پر بہی طاقت آہی جاتی ہے

ظہیر خستہ جان شب سو رہا کچھہ کہا کے سنتے ہین
تعجب کیا ہے انسان کو حمیت آہی جاتی ہے

اجل کو جل آئی یان آتے آتے
ہمین مر گئے لب پہ جان آتے آتے

ہوئے مجھسے کیون بدگمان آتے آتے
چلے تم کہان سے کہان آتے آتے

شب وصل مرنا ہی اچھا ہوا کچھہ
گلے رہ گئے تا زبان آتے آتے

ہجوم قلق دل مین اتنا تو دم لے
کہ آ جائیگی لب تک فغان آتے آتے

نگہ پھر گئی کچھہ ستم کرتے کرتے
حیا آ گئی شوخیان آتے آتے

نہین جائے دل مین ہجوم قلق سے
بہت بھر گئے میہمان آتے آتے

تمہارے تبسم نے اتنا رولایا
کہ دم رک گیا ہچکیان آتے آتے

یہی خیر گذری کہ رک رک گئی ہے
زبان کھلتے کھلتے فغان آتے آتے

ہمین در گذر کر گئے کہتے کہتے
سخن رہ گئے درمیان آتے آتے

یہان دم کے جانے مین وقفہ نہین ہے — تم آؤ گے اے مہربان آتے آتے

ظہیر آج دعوی ہے جنکو سخن کا
او نہین آئیگی یہہ زبان آتے آتے

الٰہی خیر کیجیو موسم گل مین مرے دل کی — جگر پر تیر لگتے ہین صدائے سنگ عنادل کی

لگا دو ہاتھ بھر کر تیغ کا ہان دیکھتے کیا ہو — اگر دیکھو تو پوری سیر دیکھو رقص بسمل کی

مگر دست جنون مین تھی زمام ناقۂ لیلی — کہ پھرتی دیدۂ مجنون مین ہے تصویر محمل کی

پڑی لینے کے دینے اور الٹے خونبہا کیسا — دیت دینی پڑیگی رنجش بازوئے قاتل کی

ضرر کیا صحبت ناجنس سے صافی نہادونکو — نہین چھپتی رخ دریا پہ اڑکر گرد ساحل کی

یہان پہلی ہی خوف معصیت نے پانو توڑے ہین — تھکا دیتی ہے چلنے سے زیادہ فکر منزل کی

نہو غول بیابان تربیت سے خضر کی انسان — ہوے ناقص بھی ہین کامل کہین صحبت سے کامل کی

شکست آبلہ پا تک جرس ہے راہ الفت مین — خبر دیتی ہے آواز درا رہرو کو منزل کی

پیام موت ہے اظہار حال زار مردون کو — حصول آرزو بھی آبرو ریزی ہے سائل کی

مری مشکل سے اکثر مشکلین آسان ہوتی ہین — قسم کھاتے ہین دشمن وقت مشکل میری مشکل کی

بہت آشفتہ پاتے ہین ظہیر خستہ جان تمکو
کھلے جاتے ہو کیون اتنا خدارا کچھ کہو دلکی

شکن شکن ترے گیسو کی جان نثار مین ہے — یہ پیچ و تاب وہی دل کے اضطرار مین ہے

لبون پہ جان ہے دم چشم انتظار مین ہے — نفس نفس شب غم کا مرے شمار مین ہے

کسی سے جنبش دامن کی شکوہ سنج کیا — مرے نصیب کی گردش مری غبار مین ہے

یہ اضطراب تو خالی نہین تکلف سے — ترا کرشمہ کوئی جان بیقرار مین ہے

جنون نے کیا مری رگ رگ مین بھر دیا سیماب
کوی طپش سی طپش جان بیقرار مین ہے
بنی ہے سب مرے دلکی شکستگی کے لیے
شکن شکن جو تری زلف تابدار مین ہے

بیان ہین ہین جو پریشانیان معاف ظہیر
سخن کی فکر کے دل تو انتشار مین ہے

خشم آلودہ نظر دیکھہ کے جان سوکھہ گئی
شکوے لب تک بھی نہ آیے کہ زبان سوکھہ گئی
پند بیہودہ مین ہوتا ہی کہین رنگ قبول
بکتے بکتے مرے ناصح کی زبان سوکھہ گئی
اُف رے سوز غم تفسیدہ جگر کی تاثیر
کہ پیامی کی زبان وقت بیان سوکھہ گئی
موج گل موج طرب موج صبا موج شراب
یک قلم موج خوش بحر جہان سوکھہ گئی

کیا غزل حضرت نواب نے لکھی ہے ظہیر
کہ حریفان سخندان کی زبان سوکھہ گئی

شکایت کیا وفا کی یا جفا کی
اگر کچھہ بھی نہ کی تمنے تو کیا کی
مزے لیتا رہا آئینہ رخ کے
مری حیرت مری موںہہ کو تکا کی
وہ میرے بعد کشتن ہین پشیمان
طبیعت مین تو ہے عادت جفا کی
وفا پر التجا ہے جفا کی
بتو یہہ بے نیازی ہے خدا کی
رہین وہ شرم سے نیچی نگاہین
شرارت چٹکیان دل مین لیا کی
ہوی رنجش فزون جتنا بڑھا ربط
محبت کم ہوی جتنی بڑھا کی
خدا شرمایے اتنی بے حجابی
عدو کی شرم سے مجھسے حیا کی
لہو آنکھون سے ہی برسون رولایا
غضب ہین شوخیان رنگ حنا کی

ظہیر ایسے پڑھو دو چار اشعار
صدا ہو ہر طرف سے مرحبا کی

ہوا ہی وصل سے رنجش بڑہا کی
اثر او لٹے ہوئے جتنی دعا کی

عدو کی تو سہی قدرت خدا کی
ستمگر واد ملتی ہے جفا کی

خدا کی بے نیازی کے تصدق
کہ ہمنے ان بتونکی التجا کی

رہے تمکین سے وہ برگانہ تمثال
نگاہ ناز گھر دلمین کیا کی

کھلین گے رفتہ رفتہ دل کے عقدے
وہ کہولین تو گرہ بند قبا کی

خموشی سے مرے دم پر بنا دی
گذر کر شوخیون سی کچھہ حیا کی

ستم کی حسرتین نکلین شب وصل
غضب چہریان چلین ناز و ادا کی

مرے اثبات دعوی پر ہے شاہد
بلائین لون عدو کے نقش پا کی

شب وصل عدو لیتے ہین بدلے
سحر تک زندگی ہے گر وفا کی

شب غم کے ستم کی اد معلوم
کہ حسرت ہوئے مجھے روز جزا کی

سنی کچھہ داستان درد آلود
ظہیر خستہ و آتش نوا کی

کیون کسی سے وفا کرے کوئی
خوب برے ہون تو کیا کرے کوئی

جان دینے پہ جان دیتا ہون
ایسے جینے کو کیا کرے کوئی

نامہ بر کی زبان سے ڈرتا ہون
کچھہ نہ پوچھے خدا کرے کوئی

دیکھتا ہون جہانکو اپنا سا
ایک ہو تو وفا کرے کوئی

لطف جب آئے شکوہ سنجی کا
ہم کہین اور سنا کرے کوئی

دل پہ گر اختیار اپنا ہو
خاک مین کیون ملا کرے کوئی

مجھسی وحشی کی چارہ فرمائی
آپ اپنی دوا کرے کوئی

حاصلِ مدعاے دل معلوم
کیون کہین التجا کرے کوئی

ملتے بڑھکر رقیب بدظن ہے
دل مین کس کس کے جا کرے کوئی

صبر ہے مایۂ گرانجانی
مر نہ جاے تو کیا کرے کوئی

موت کا نام بے وفائی ہے
ہاے کبتک وفا کرے کوئی

مل گیا ہون تری کدورت مین
کیا ترے دلمین جا کرے کوئی

یان دمِ تیغ پر ہے راہ ظہیر
لبِ شکوہ نہ وا کرے کوئی

آج ہم قصۂ جانسوز سنا کر اوٹھے
شمع سان بزم مین اونکو بھی رُلا کر اوٹھے

اونکو حالِ دلِ پرسوز سنا کر اوٹھے
اور دو چار کے گھر آگ لگا کر اوٹھے

خاک مین پیکرِ ہستی کو ملا کر اوٹھے
خوب کوچے کی تری خاک اوڑا کر اوٹھے

تمنے پہلو مین مری بیٹھکے آفت ڈھائی
اور اوٹھے بھی تو اک حشر اوٹھا کر اوٹھے

اوس جفا جو سے کیے شعلہ مزاجی کے گلے
اور دلسوز مری مجھہ کو جلا کر اوٹھے

قلقِ مرگ عدو اون سے سوا مجھکو ہے
شمع سان بزم مین وہ اشک بہا کر اوٹھے

وعدۂ وصل سے ہے نعش پہ آنیکی اُمید
مژدۂ قتل مرا مجھہ کو سنا کر اوٹھے

مونھہ چھپایا نہین تو ہے شرم و حیا کا پردہ
ہان مگر دل بھی نگہہ تہا کہ چورا کر اوٹھے

تو وہ دل سخت نہین سنگ کو جس سے نسبت
ہم وہ خستہ کہ ترے دلکو ہلا کر اوٹھے

گر نہو مونسِ جان تو وہی تصور تیرا
درد کیا کیا نہ مرے دلکو ستا کر اوٹھے

آج آئیے تھے گھڑی بہر کو ظہیرِ ناکام
آپ ہی روے ہمین ساتھہ رولا کر اوٹھے

آج قدر جانفشانی دیکھ لی
بندہ پرور قدردانی دیکھ لی

سب اونہین کیسی ہین کہتی اہل حشر
کیا ادای دلستانی دیکھ لی

سحر جو سر چڑھ کی بولے ہی وہ سحر
غیر کی جادو بیانی دیکھ لی

جاکے پھر آتی نہین تیری بہار
فصل تیری ای جوانی دیکھ لی

سُن لییے دشمن کی مونہہ ہی وصف جور
سب تمہاری بدگمانی دیکھ لی

ہین زبان تر پہ تلخکامی کے مزے
لذتِ دنیاے فانی دیکھ لی

ملتی جلتی ہے تری رفتار سے
تیغ و خنجر کی روانی دیکھ لی

سچ تو یون ہے تم ہو اک میٹھی چھری
دیکھ لی شیرین بیانی دیکھ لی

خوش ہوے تو مل گئین دو گالیان
انتہاے مہربانی دیکھ لی

داغ جو دل پر دیے موجود ہین
آپ نے اپنی نشانی دیکھ لی

آنکھ سے کیا کچھ نہ دیکھا ای ظہیر
شیب دیکھا نوجوانی دیکھ لی

گلشن مین اسیری کے مزے یاد کرینگے
آزاد قفس شکوۂ صیاد کرینگے

کوچہ مین ترے بیٹھ کے فریاد کرینگے
بدنام تجھے ہم بھی ستم ایجاد کرینگے

بھولے ہوے بیٹھے ہین ابھی اپنی جفائین
جب یاد کرینگے تو ہمین یاد کرینگے

تم نے تو دلِ غیر مین گھر اپنا بنایا
ہم بھی کسی ویرانے کو آباد کرینگے

خوش ہونگے تو ملجائینگی ہان گالیان دو چار
کیا اسکے سوا اور وہ ارشاد کرینگے

کرتے تو گلے رنج کے مٹتے ہی نہ کرتے
اللہ سے کیا شکوۂ بیداد کرینگے

مٹی مجھے دینے کو وہ آے ہین پس مرگ
اب اور بھی مٹی مری برباد کرینگے

لو روز جزا بھی نہ ملی داد ہماری
اے داور محشر تجھے کیا یاد کرینگے

گلشن کا مرقع ہے ظہیر اپنی غزل بھی
تحسین تری مانی و بہزاد کرینگے

بھولے ہوے افسانۂ دل یاد کرینگے
اوجڑی ہوی بستی کو پھر آباد کرینگے

جب وہ ستم نو کوئی ایجاد کرینگے
یہہ یاد رہے پہلے مجھے یاد کرینگے

بھولے سے بھی کرتے نہ دعا مرگ عدو کی
گر جانتے وہ نالۂ فریاد کرینگے

لکھا ہے رقیبون نے اونہیں خط غلامی
کس بندۂ بے دام کو آزاد کرینگے

اس مرگ خوش انجام کی ہم کو نہ خبر تھی
وہ نعش پہ یون نالہ و فریاد کرینگے

جب لطف ستم تھا کہ رقیبون پہ نہ ہوتا
کیا خاک جفا کرکے مجھے شاد کرینگے

دھمکی ہے ڈراوا ہے بناوٹ کی ہین باتین
ہم اور خدا سے تری فریاد کرینگے

دل چھیننے کے ڈھنگ ہین الطاف کے وعدے
یہہ کیون نہین کہتے ہو کہ بیداد کرینگے

ہنگامہ بھی حشر مین کوئی تو سٹے گا
ایک ایک سے کافر تری فریاد کرینگے

کہتی ہین تری نرگس مسگون کے اشارے
تاراج کرینگے تجھے برباد کرینگے

کچھہ قدر ظہیر اپنی نہ کی اہل جہان نے
جاکر عدم آباد مین کیا یاد کرینگے

الفت ہے مری خواہش دیدار کسی کی
شہرت ہے مری گرمیِ بازار کسی کی

سرسبز ہو کیا بزم مین گفتار کسی کی
بیٹھی ہین پڑہاے ہوے اغیار کسی کی

تو سے کے دہوئین اوڑتے ہین تقویکی پر خچے
کس تاک مین ہے نرگس میخوار کسی کی

کیا گرم ہے کیا تیز ہے بازار قضا کا
کیا قہر ہے کیا شوخ ہے رفتار کسیکی

لڑتے ہین وہ ہستی مین یہ کافر نہین لڑتے
کیا نرگس بدمست ہے ہشیار کسی کی

کھلتے ہین کہین محو تماشاے حقیقت
کہتے ہین کہین محرم اسرار کسی کی

ممکن ہی نہین گر کے سنبھل جائین ہوسکا
لڑتی ہی نہین چشم فسونکار کسی کی

سہتے رہین ظلم آہ بھی کر جائیگی تاثیر
سو بار کسی کی ہے تو یکبار کسیکی

مستانِ مے عشق کسی کی نہین سنتے
سنتے ہین تو کہتے نہین زنہار کسی کی

دیکھو تو ظہیر جگر افگار نہو وہ
ہے دیر سے فریاد عزا یار کسیکی

واعظ جو ازمے مین تجھے کیا کلام ہے
آب عنب سے جام مین شیشہ کا جام ہے

دل مین بھی جو نالۂ گردون خرام ہے
اک روز ترک چرخ کی ترکی تمام ہے

پامال ہو گیا کوئی تمکو خبر بھی ہے
یہ کوئی چال ڈھال ہے کوئی خرام ہے

کہتا ہے مونہہ اوٹھا کے جو آئی زبان پہ
کمبخت پند گو بھی بڑا بدلگام ہے

واعظ ہے کس کتاب مین دل توڑنا روا
حضرت یہی ہے زہد تو اپنا سلام ہے

تھا دور ہی سے بوسہ بہ پیغام آجتک
ہان اب پیام وصل اجل کا پیام ہے

قاضی بھی لوٹ جاے جو ملجائے مفت کی
زاہ کسی تمیز حلال و حرام ہے

کہتے ہین سنکے غیر کی بے التفاتیان
ابتو وفا مین اوسکی ہمین بھی کلام ہے

کہتے ہین کہکے جان سے پیچھے بلا لگائین
ہم کیون کہین ظہیر ہمارا غلام ہے

جو کچھ کہ حال ہے یہی کچھ عرض حال ہے
تم جانتے نہین میری صورت سوال ہے

یونہین سنبھے عدو سے ہمیشہ محال ہے
جسکو کمال ہے اوسے اکدن زوال ہے

آزردگی کا اونکے نہایت خیال ہے — اپنے گلوں سے آپ بھی انفعال ہے

بشرہ سے سب عیاں ہی نہاں جو ملال ہے — اللہ کیا لطافت حسن و جمال ہے

دل بیچتے ہیں لیجیے قیمت وصال ہے — سودا گراں ہے مول کا بننا محال ہے

وعدے ہیں جانفزا غم ہجراں ہی جاں گسل — مرنا محال ہے مجھے جینا محال ہے

ناصح نے پی نہ مے نہ دیا ہے کسی کو دل — بیچارہ سادہ لوح فرشتہ خصال ہے

بیصرفہ رنجشیں ہیں بلا وجہہ غیظ و خشم — کیا جانیں آج کل اونہیں کسکا خیال ہے

کہتے ہیں وہ کہ پاس وفا بھی اوٹھا دیا — سجدے سے کسکے نقش قدم پایمال ہے

تم التجائے وصل پہ دیتے ہو گالیاں — اچھی تمہاری رسم جواب و سوال ہے

مانگی دعائے مرگ ہے تم کیوں خفا ہوے — لد کہہ تو دو نہیں کیا احتمال ہے

مجبور آپ شرم سے ہم دل کے ہاتھ سے — الفت میں آپ کا بھی ہمارا سا حال ہے

واعظ پیوں شراب کہ گذرا مہ صیام — مردار تین روز میں ہوتا حلال ہے

ہو گی کسی کو ہجر میں جینے کی آرزو — ہمکو تو زندگانی ہجراں وبال ہے

صرف نگاہ کا ہے تمہیں ہمکو دل عزیز — آتا ہے اپنے اپنے کا سبکو خیال ہے

کہتے ہیں وہ کہ جان کو پھر روگ کیوں لگائیں — ہم کیوں ملیں کسی سے کہاں کا وبال ہے

ہوتا ہے سبکو چاہنے والوں سے احتراز — تم مہرباں ہو غیر پہ ہاں یہ کمال ہے

بے اعتباریوں سے نہیں اعتبار وصل — ابتک یہ جانتا ہوں کہ خواب و خیال ہے

دل مایۂ بساط ہے اور تم ہو راہزن — کیوں مفت دیں تمہیں کوئی چوری کا مال ہے

وہ ہیں تنک مزاج تو ہونے دو اے ظہیر
بیہودہ رنجشوں سے ہمیں بھی ملال ہے

خیر ساقی کی رہے آج تو تو کل آئیے
رحمت حق ہے سیہ مست ہین بادل آئیے

تو ہی کہدے کہ تہِ خاک کسی کل آئیے
نعش پر تو جو پشیمان سر مقتل آئیے

اونکا وعدہ بھی غنیمت ہے تسلی کے لیے
اور آنے کو تو آج آئیے نہ وہ کل آئیے

مرنیوالے تو اس انداز پہ مر جائینگے
کھینچکر تیغ اگر تم سر مقتل آئیے

حشر تک وعدہ وفا ہو تو ہمارا ذمہ
آج آیا وہ نہین سمجھو وہ اگر کل آئیے

مجلسِ وعظ مین زُہّاد سوا کوئی نہین
چاہیے تہا کوئی مطرب کوئی بوتل آئیے

دردِ سر ہو جنہین عاشق سے لگانا دل کا
وہ ضرور آج لگانے مرے صندل آئیے

ہائے نیرنگیِ الفت کے نشیب اور فراز
تجھسا نازک سر بالین مرے پیدل آئیے

سجدہ وا مین یہ نہین حصر تجسس ہی شرط
ایسے ایسے تو بہت راہ مین جنگل آئیے

منت اپنی وہ شب وعدہ نہ بھولونگا ظہیر
اور کہنا کسی مغرور کا تو چل آئیے

ستم دیکھیے الم دیکھیے وفا کی بیوفا ٹھہرے
پڑین پتھر وفا پر با وفا ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

ترے کوچے مین کیا مونہہ ہے کوئی جا کر ذرا ٹھہرے
اگر ٹھہری تو فتنہ بھی کوئی چلتا ہوا ٹھہرے

ہوے بدنام ہم الفت مین دشمن آشنا ٹھہرے
گنہگار وفا مین ہم ٹھہرے ہین مجرم بیجفا ٹھہرے

ابھی آئی ابھی جاتے ہو تم کوئی ہوا ٹھہرے
ذرا دم لو کرو کچھ بات مجھسے دل ہرا ٹھہرے

بُرے ہین خلق مین بدنام اور بد پیشہ اچھے ہین
چُرایا دل نگہہ نے راہزن دزدِ حنا ٹھہرے

شکایت ہے نہ ملنے کی گلے ہین رشک دشمن کے
نہ ٹھہرے آدمی ہم تو دل بیمدعا ٹھہرے

صفائین غیر سے ہوتی تو ہین لیکن تماشا ہو
کہ وان جو شکوہ ٹھہرے ہمارا مدعا ٹھہرے

بہانہ ڈہونڈہتے تھے دلمین وہ یان تک نہ آنیکا
رُکے اور لوٹے پہرے تھم تھم کے آئی جا بجا ٹھہرے

کسی کا مونہہ ہی کہہ سکتا ہی کوئی بیوفا تمکو
کہ جتنے بیوفا ٹھہرے تمہارے آشنا ٹھہرے

بہلا یہ کب گیے عرش برین تک اور کب پہونچے
کہ نالے لب تک آئے نہین ہین یارب جابجا ٹھہرے

نہین چلتی ہی کچھہ پیری کسی کی اوسکے کوچے مین
بڑا چلتا ہوا سمجھو اگر دم بہر صبا ٹھہرے

کسی کی شوخیان لکھنی دین تو کچھہ حال دل لکھون
نہ ہاتون مین قلم ٹھہرے نہ دل مین مدعا ٹھہرے

بُری ہو ہو کے اونکی بزم سے ہر دم نکلتے ہین
الٰہی ہم کسی دشمن کے دل کا مدعا ٹھہرے

اوٹھائین ہم ستم اور اوسکو تسلیم و رضا سمجھین
تغافل تم کرو دانستہ اور شرم و حیا ٹھہرے

کہین کیون داورِ محشر سے اور کیون جائین محشر مین
یہین ہو فیصلہ باہم یہین روزِ جزا ٹھہرے

ابھی کسکو بہروسا ہے ملیگی داد محشر مین
خدا جانے کہ وان بھی فیصلہ ٹھہرے کہ کیا ٹھہرے

نکل جائینگے دل سے مدعی ہرگز نہ ٹھہرینگے
اگر ٹھہرے تو کوئی دن ہمارا مدعا ٹھہرے

۴

چلو میخانے مین دیکھو تماشا ہو کیا تقوے
ظہیر بادہ پیما تم کہان کے پارسا ٹھہرے

صفا ہو جاؤ دل سے آرزو دلکی بہم نکلے
کوئی بدنام کیون ہو اور کسی کا کیون بہرم نکلے

خلش مٹجائے ہر دم کی اگر سینہ سے دم نکلے
کہ دم نکلے تو دم کے ساتھہ غم نکلے الم نکلے

ترے کوچے کی جانب جہانکتے ہر ہر قدم نکلے
نہ نکلیگا کوئی اس بیکسی سی جیسے ہم نکلے

یہ انداز محبت تو غضب نکلے ستم نکلے
وہی رشکِ مسیحا ہو اوسی کا فدیہ دم نکلے

چلے تہے گہر عدو کے میننے جب ٹوکا تو یہ بولے
کہ تیری جستجو مین ہم ترے سر کی قسم نکلے

مروت مین محبت مین گلی کوچون مین مقتل مین
تمہین کہدو کہین یہ مدعی ثابت قدم نکلے

ہزارون کاوشین ہی چارہ گر دلکی بدولت ہین
یہ سب کانٹین نکلجائین جو یہ خار الم نکلے

غلط ہے سادہ رو کہتے ہین تجہکو ہم تو جب جانین
تری تیوری سے بل نکلین تری ابرو سے خم نکلے

جو سچ پوچھو تو درد و غم ہی اپنی زندگانی تہے
کہ دم نکلا تو دم کے ساتہہ یہ دونو بہم نکلے

جنون کے ڈہنگ ہی کچہہ شوخیون مین تیرے چلتے ہین
نہ وہ ہمسے سوا نکلے نہ ہم کچہہ اونسے کم نکلے

نگاہین کسکی پہرتی ہین وفا سے کون پہرتا ہے
یہ کیسے باوفا آخر کو تم نکلے کہ ہم نکلے

سمجہہ لو دل ہی دل مین تم وفا میری جفا اپنی
حساب دوستان در دل اگر کچہہ بیش و کم نکلے

بہت روکا بہت تہاما مگر تحریر شکوونکو
زبان خامہ سے بیساختہ سب یکقلم نکلے

نہ میکش تہے نہ ساقی تہا فقط حضرت ہی حضرت تہے
الہی شکر میخانہ سے واعظ کے قدم نکلے

نہوگا نقش پا یک مدعی کا کوی الفت مین
ہمارے ہاتہہ کٹوا دو اگر ثابت قدم نکلے

دل شوریدۂ الفت نے کیا فتنے اوٹہائے ہین
یہ کافر بس مین ہو تو کیون کسی کا فریہ دم نکلے

ظہیر بادہ کش جاتے تو ہین ہمراہ زاہد کے
فرق ہو اصل مین کعبہ ہی گر بیت الصنم نکلے

۲

رشک سے کہ غم شب ہجران کی ستم بہول گیے
اک ترے ملتے ہی دنیا کے الم بہول گیے

جہوٹے وعدونپہ ترے جور و ستم بہول گیے
رنج جتنے تہے خوشی مین شب غم بہول گیے

یاد تہا صبح سے وعدہ تو نہین یان آنیکا
گہر سے چلتے ہی مگر چار قدم بہول گیے

قصۂ درد و الم خط مین کیا سب تحریر
بات لکہنے کی مگر وقت رقم بہول گیے

اب جو دل دینگے تمہین ہی تو سمجہکر دینگے
تم ہمین بہول گیے کیا تمہین ہم بہول گیے

سچ تو یہ ہے ترے ملنے نے بہلایا سب کچہہ
جتنے شکوے تہے تری سر کی قسم بہول گیے

نہ لکہا اپنے مقدر مین کہین حرف وصال
ایک تم کیا کہ ہمین لوح و قلم بہول گیے

وعدے دینے والے بہی کہین ہمسے نہ کبہی ہونگے
ہاتہہ سے دیکہے تمہین دل ہی رقم بہول گیے

وہ بہی ہوش بادہ ہی ہین ساقی سے ظہیر
جسکو پیتے ہی رہ دیر و حرم بہول گیے

رنج سہہ سہہ کے ہوئی صبر کی عادت کیسی
بیقراری سے ملی ہے مجھے راحت کیسی

اونکے آتی ہی بدل جاتی ہے صورت کیسی
باندھ لی مجھسے طبیعت نے عداوت کیسی

اپنے مدفن کو تو کافی ہے ترے دل کا غبار
عار ہے گور گڑھے سے ہمین تربت کیسی

مرنیوالے تو کسی آن پہ مرجاتے ہین
ہم تو انداز پہ قربان ہین صورت کیسی

پھر نہ کہنا کہ نہین تیرے جنون مین تاثیر
اپنے سایہ سے جھجھکتے ہو یہ وحشت کیسی

دیکھ تو زاہد کمبخت حسینون کے جمال
حسن کیسا ہے ادا کیا ہے نزاکت کیسی

صاف صاف آپ تو سر بزم چراتے ہو نگاہ
آگئی غیر کی صحبت مین خیانت کیسی

آپ کے گردش مین بھی دن غیر کی پھر جاتی ہین
مجھسے برگشتہ ہے یارب مری قسمت کیسی

مجھسے کہتے ہین وہ سچ کہہ تجھے میری سوگند
میرے اللہ نے دی ہے مجھے صورت کیسی

آبرو کو بھی روتے ہین نصیحت فرما
پڑ گیے جان کے لالے ہمین عزت کیسی

اوس سے کیا لطف و مروت کی توقع ہے ظہیر
بات پوری نہین کرتے وہ عنایت کیسی

ہو گئی جان کو آزار محبت کیسی
بن گئی اے مرے اللہ مصیبت کیسی

اور تو اور الٰہی یہہ قیامت کیسی
دل نے توڑی ہے مری جان کو آفت کیسی

ہائی بن بن کے بگڑنے لگی قسمت کیسی
ڈال دی بیچ مین لوگون نے عداوت کیسی

چلبلی سی کوئی صورت جو نظر آتی ہے
آہی جاتی ہے یہ کمبخت طبیعت کیسی

اونکی تحریر بھی آتی نہین آنا کیسا
دستخط تک بھی دکھاتی نہین صورت کیسی

دل تو کہتا ہے نہ دیکھون کبھی صورت اونکی
آڑے آجاتی ہے کمبخت مروت کیسی

کچھہ تو دیکھا ہے کہ پھر پھر کے یہین آتی ہے
ہل گئی ہے مری گھر مین شب فرقت کیسی

شکوہ غیر میں کیا تلخ ہوا لطفِ وصال
طیش میں عیش کہاں رنج میں راحت کیسی

دستِ نازک میں سنبھلتا نہیں خنجر ہے ہے
مانع کشتن عاشق ہے نزاکت کیسی

صدمہ ہای شبِ ہجران کو کہاں تک روؤں
پڑگئی جان کے پیچھے شبِ فرقت کیسی

بات تک جو نہیں سنتا وہ سنیگا فریاد
گفتگو شکر جفا میں ہے شکایت کیسی

ادھڑ گیا کیا غمِ ہجران سے پلنگ کی تطہیر
جھانکتی پھرتی ہے گھر گھر شبِ فرقت کیسی

لطفِ سخنوری ہے سخنور کے سامنے
رکھ دو تجھے آئینہ کو سکندر کے سامنے

بے سود ہیں گلے بتِ کافر کے سامنے
کیا خاک سر کو پھوڑیے پتھر کے سامنے

بے جوہری کو ناز ہیں جوہر کے سامنے
چلتا نہیں کمال مقدر کے سامنے

پہونچے ہیں گام گام پہ کیا کہا شکوہ کریں
آئے ہیں جان بیچکے مر کے سامنے

شوخی نئی ادا کی ہے اغماض ہے نیا
بستر لگائے بیٹھے ہیں بستر کے سامنے

کچھ کھیل ہنسی ہے تماشا ہے آئینہ
اپنے مقابلے میں برابر کے سامنے

ای شمع دل جلوں کے مقابل کبھی چلی
جوہر کی عرض صاحبِ جوہر کے سامنے

سرباز کوئی ٹلتے ہیں جو کچھ بنے سو بنے
تلوار کے ہیں سامنے خنجر کے سامنے

آئینہ بن گیا ہے تمہارے بناؤ سے
دیکھو تو رکھ کے روی سکندر کے سامنے

تقدیر کے لکھے ہوئے ٹالے نہ جائینگے
تدبیر جھینپتی ہے مقدر کے سامنے

ہے شیخ کی جو بادہ پرستی تو کیا مزہ
شرب الیہود چاہیے کوثر کے سامنے

دعویٰ سخن کا شاہ نصیر سے گے ہم ظہیر
یاد رہو گرد کہائیے کچھ کر کے سامنے

درد کی دل مین جو رہ رہ کے چمک اوٹھتی ہے
یہ کوئی چوٹ کبھی کی ہے کسک اوٹھتی ہے

کوئی دیوانہ ہے ناصح بھی کہ سودائی ہے
وہی کمبخت کو رہ رہ کے لٹک اوٹھتی ہے

ہے مگر ضبط محبت کے لیے ظرف بھی شرط
یہ وہ مے ہے کہ جو ساغر سے چھلک اوٹھتی ہے

اس نزاکت سے ہین قربان عداوت کے نثار
دل مین پنہان جو کدورت ہے جھلک اوٹھتی ہے

نہین رہتی ہے نہان بوی محبت دل مین
یہ وہ نکہت ہے کہ غنچہ سے مہک اوٹھتی ہے

یہ خدا جانے بھری آگ ہین کب کی بجھا
دل کی بھوڑی ہین جو رہ رہ کے لپک اوٹھتی ہے

دیکھین کیا گل ہے کھلاتی تری دامن کی ہوا
آتش دل اسی پنکھے سے بھڑک اوٹھتی ہے

لطف تو لطف تری ضد بھی ہے پیاری پیاری
کہ طبیعت تری نازون پہ پھڑک اوٹھتی ہے

رم ہے کس درجہ طبیعت مین الٰہی توبہ
اونکی تصویر بھی سایہ سے جھجھک اوٹھتی ہے

کج ادائی سے بس اب تاب کہان ہے دل مین
سٹھر کے بات ذرا سی بھی کھٹک اوٹھتی ہے

ہے ظہیر اس پہ عمل گلشن جدید ہے لذیذ
تازہ مضمون پہ طبیعت بھی اوچک اوٹھتی ہے

وا ہی دہلی وہ ہے شوکت و شان دہلی
لامکان سنگ ہے جن جن کے مکان دہلی

ای فلک اپنے گریبان مین مونھہ ڈال ذرا
ہای یہ ظلم و ستم اور کسان دہلی

زمزمے بھول گیے نغمہ طرازان چمن
ہے ہر اک نوحہ گر و مرثیہ خوان دہلی

رہ گئے کہنے کو کچھ ہین فسانے باقی
اب نہ دہلی ہی رہی اور نہ زبان دہلی

فلک پیر نے مٹی مین ملایا سب کو
پھرتے ہین خاک بسر پیر و جوان دہلی

تھے نیے رنگ نیے ڈھنگ نئی گفت و شنید
تھا زمانے سے نرالا ہی جہان دہلی

دلربا مہرلقا دشمن دین ماہ جبین
تھے قیامت ہی طرحدار بتان دہلی

ہای یون سامنے پیوند زمین ہون اے چرخ | شوخ و بدمست و طرحدار بتانِ دہلی
دیکھنا سا ستمِ ایام کی کجدار و مریز | خاک میخانہ بنے بادہ کشانِ دہلی
چرخ بدبین یہ غضب ہے نہ او نہین دیکھ سکا | چند اشخاص جو باقی تھے نشانِ دہلی
کیون نہ پامال ہو مردہ ہے بدستِ زندہ | جسم دوزخ مین ہے فردوس مین جانِ دہلی
خوش متاعی سر بازار ہے عرضِ بازار | جوہرِ فرد ہی کل جنس دکانِ دہلی
بولتے ہین جسے اُردوی معلی احباب | ایہا الناس ہے وہ خاص زبانِ دہلی
خاطرِ حضرتِ آزردہ نے مجبور کیا | ہم کہان اور کہان حسن بیانِ دہلی

رات دن گریہ ہے اور سنگ ہے اور سینہ ہے
اور ظہیرِ جگر افگار و بیانِ دہلی

ناصح تری سوگند جو وصل او سی ٹھہر جائے | ہاتھون سے نہ دل جائے نہ قابو سے جگر جائے
جائینگے پھر سے زندہ ہم اللہ کے گھر سے | گر آج کی شب خیر سے تا صبح گذر جائے
ہین کعبہ و بتخانہ پئے شیخ و برہمن | جو طالب جلوہ ہو الٰہی وہ کدھر جائے
جانا تو مسلم مگر اتنا تو کہو صبر | سینے مین ذرا یہ دلِ بیتاب ٹھہر جائے
کیا پوچھتے ہو مجھسے شبِ غم کے فسانے | ڈرتا ہون شبِ وصل نہ باتون مین گذر جائے
دیوانے تری اور ترے گھر کے در و دیوار | سر پھوڑنے کو کوئی کہان جائے کدھر جائے

دل مین نہ تیری جائے نہ ہوتی ہے زمین شوق
جائے تو ظہیرِ جگر افگار کدھر جائے

واقف تھی ڈھنگ سی نہ جہان خراب کے | ہم آئے اس سراب پہ دھوکے مین آب کے
کرتا ہون کام خیر کے بدلے عذاب کے | کچھ سوجھتا نہین ہے نشے مین شباب کے

بحر جہان مین خاک ہو سیراب تشنہ کام — اوس کٹے ہوے ہین پہلے ہی ساغر حباب کے
سربستہ ہے طلسم ہم آغوشی رقیب — عقدے کہلینگے بند کہلے گر نقاب کے
واعظ نعیم خلد کو اپنا سلام ہے — یہ سب کہانیان ہین فسانے ہین خواب کے
یارب وصال یار کی امید خاک ہو — قاصد کو تو فریب ہین سوال و جواب کے
مکتوب خود ہی ہاتھ سے قاصد کو اوڑ گیا — مضمون جو شوق وصل مین تھے اضطراب کے
جاتا ہے اوٹھ کے بزم سے لو یہ گناہگار — رہنے وو دل کی دل مین ارادے عتاب کے
تیری تو گفتگو یہ نہین ہے پیامبر — یہ ہتھکنڈے ہین اوس بت حاضر جواب کے
واعظ حقیقت می د میخانہ اور ہے — کیفیتون مین جو ہین کیفیت شراب کے

اٹھو چلو نہ میکدے سے اوٹھو کہین ظہیر
بس دیکھیے دعوی تقوی جناب کے

اوآئے جو اوس زلف گرہ گیر کے بوسے — کیا کیا نہ لیے قید مین زنجیر کے بوسے
ٹکڑے ہین اب دل کے کلیجے کے ہزارون — وہ بوسۂ لب تھے لب شمشیر کے بوسے
قربان ہون اوس لب کے کہ جس لب سے کبھی تم — ملجائین گے تجھکو تری تقدیر کے بوسے
تم بیخودی شوق پہ آزردہ ہوے کیون — اب دل سے نکالو مرا دل چیر کے بوسے
تو اور لب شیرین سے ترے وصل کے اقرار — لون بوسۂ لب یا تری تقریر کے بوسے
لکھتے ہین سر نامہ مجھے یار وفادار — قاصد کے قدم لیجیے تحریر کے بوسے
آگے مرے آیا مری تقدیر کا لکھا — لیجیے قلم کاتب تقدیر کے بوسے
کسکے لب شیرین کی ثنا تھی کہ لیے ہین — خود میرے دہن نے مری تقریر کے بوسے
آئینہ تو آئینہ کہ خود دیکھ کے صورت — وہ آپ ہی لینے لگے تصویر کے بوسے

مین پاسِ ادب سے جو نہ تڑپا دمِ بسمل
قاتل نے لیے خود دمِ شمشیر کے بوسے

کیا ناوکِ دلدوز لگا ہے ترے قربان
لون ہاتھ کے بوسے کہ ترے تیر کے بوسے

کہتے ہین ظہیر اسکو مگر سحر بیانی
لون تیرے سخن کے کہ تری تحریر کے بوسے

خوش ہو کینہ سے اگر بہرِ خدا اور سہی
تم رضامند رہو مجھ پہ جفا اور سہی

ہو نو آموز ابھی مشقِ جفا اور سہی
زیرِ مشقِ ستم اک مین نہوا اور سہی

ایک بد عہد کے وعدے پہ جیے ہی تو کیا
کوئی دو چار دن امید وفا اور سہی

کیون ستم عام کرو خلق مین کیون ہو بدنام
مدعا ظلم سے ہے مجھ پہ جفا اور سہی

وہ جفاکار ہے ای حضرتِ ناصح مانا
کوئی غارتگرِ دین ہوش ربا اور سہی

قتل کس کس کو کروگے جو برا مانتے ہو
چاہنے والون مین اک مین نہوا اور سہی

یہ تو معلوم ہے انصاف جو ہوگا ہوگا
ایک ہنگامۂ فردای جزا اور سہی

روز بیداد پہ بیداد بڑھاتے جاؤ
روشِ ناز پہ کچھ حسنِ ادا اور سہی

مین جفاکش ہون مجھے تجھسے شکایت کیا ہے
سو دل آزار ہین اک تو نہوا اور سہی

آؤ سینے سے لپٹ جاؤ یہ جھگڑا کیا ہے
ہم خطاوار ہین تو ایک خطا اور سہی

ہے عبث شکوۂ جورِ فلکِ پیر ظہیر
یاس و حسرت ہے جہان رنج و بلا اور سہی

ای نہین وصل وہ فرقت ہی سہی
ہم یہ سہہ لین گے مصیبت ہی سہی

مجھ سے اور ذکرِ عدو واسطہ کیا
نہ سہی وصف شکایت ہی سہی

بزمِ اغیار مین آنا کیسا
رنج مجھ کو نہین راحت ہی سہی

تمسے اور غیر کو امید وفا — ہمنے مانا کہ محبت ہی سہی
کوی دشمن سے گذرنا کیا تھا — ای وہ رفتار قیامت ہی سہی
نگہہ ناز کی ہے تاب کسے — نہ سہی قہر عنایت ہی سہی
کچہہ تو ہے یہ جو خلش ہے پیہم — نہ سہی دل کوئی حسرت ہی سہی
رشک اغیار کی اب تاب کہان — ہے شکایت تو شکایت ہی سہی
کوئی حجت ہے ستم کو درکار — جرم اظہار محبت ہی سہی
قتل عاشق مین برائی کیا ہے — ای پریرو تری شہرت ہی سہی

جای افسوس ہے گو قتل ظہیر
دشمنون کے لیے عبرت ہی سہی

مجازی سے حق بین نظر ہوگئی — طبیعت کدہر سے کدہر ہوگئی
شب ہجر بھی لو بسر ہوگئی — تڑپتے تڑپتے سحر ہوگئی
پیامی نظر کی نظر ہوگئی — غم دل کی دل کو خبر ہوگئی
شب وصل ضد مین بسر ہوگئی — یہین لڑتے بہڑتے سحر ہوگئی
اونہین دل سے جس درجہ قربت بڑہی — نظر دور سے دور تر ہوگئی
ادہر بات کی دل بہر آیا ادہر — طبیعت بھی کچہہ چشم تر ہوگئی
اونہین الفت غیر ہرگز نہ تہی — مری ضد سے مد نظر ہوگئی
شب و روز آنکھون مین پہرتی ہین غیر — نگہہ کیا ہوی رہگذر ہوگئی
وہان عرض عاشق پذیرا نہین — چلو داستان مختصر ہوگئی
تمہین پردہ داری سے رسوا کیا — خموشی مری پردہ در ہوگئی

مجھے بات دشمن سے کرنی نہ تھی / اونہین اوسکی جانب نظر ہو گئی
وہان جسقدر دلمین رنجش بڑہی / محبت یہان بیشتر ہو گئی

سنو تی تھی جو کچھہ شب ہجر مین
ظہیر دل افگار پر ہو گئی

غرور حسن اونہین موجب زوال ہوے / وہ رشک بدر ہین چھپ چھپ کی اب ہلال ہوے
قتیل رشک ہین کیون طالب جمال ہوے / فروغ حسن ہوا ہم جو پائمال ہوے
وفور شوق سے نکلین نہ حسرتین دلکی / ہزار بار جدائی ہوی وصال ہوے
وہ دل نہین وہ محبت نہین وہ تم ہی نہین / الہی کیا وہ مہ و مہر و ماہ و سال ہوے

ظہیر عشق بتان مین یہ فیض کو پہونچے
کہ خوار و زار و ذلیل و شکستہ حال ہوے

وہ زود رنج ہے اور کسقدر ہے کیا کہیے / اور اپنا حال دل اک دردسر ہے کیا کہیے
یہان امید سے قطع نظر ہے کیا کہیے / کہ بے کہے اوسے دلکی خبر ہے کیا کہیے
برس رہی ہے مرے موتہہ سے خانہ ویرانی / سخن سخن مین اوجشت اثر ہے کیا کہیے
غضب مین آئی تمہارے فرا جدان بنکر / کہ بات بات مین رنجش کا ڈر ہے کیا کہیے
وہ پوچھتے ہین بہای متاع حسن اپنی / اگر نہ کہیے کہ جان و جگر ہے کیا کہیے
وفای وعدہ تری شوخیون سے دور نہین / مری زبان ہی کچھہ بے اثر ہے کیا کہیے
نہین ہے حشر تمہارا اگر خرام ناز / تو غلغلہ یہہ سر رہگذر ہے کیا کہیے
گھڑی گھڑی ترے کوچے سے حشر اوٹھتا ہے / اگر نہ کہیے کہ فتنہ کا گھر ہے کیا کہیے
نہ کیجیے اگر اخفاے راز کیا کیجے / وہ راز دان ہے تو ہونا مہ بر ہی کیا کہیے

ظہیر قصۂ زلف بتان ہے طولانی
زمان عمر بہت مختصر ہے کیا کہیے

ہے صبح شب وصل قیامت اگر ایسی	دشمن کو نہ دکھلائیو یارب سحر ایسی
وہ وصل کی شادی یہ جدائی کی مصیبت	کیون گردش ایام شب ایسی سحر ایسی
دشمن بہی مرے حال پہ کرتے ہین ترحم	کچھ آن بنی ہے مری اب جان پر ایسی
دل اب کے اگر اوس بت کافر سے بچا لون	ہوگی نہ خطا مجہسے کبہی عمر بہر ایسی
کیا فرض ہے قاصد یہ جو تہمت ہی وہ سچ ہے	دشمن بہی اوڑا دیتے ہین اکثر خبر ایسی
معدوم کی توصیف بیان ہو نہین سکتی	دیکہین تو کہین کچھ دہن ایسا کمر ایسی
کیون ملکے کوئی مفت مین بدنام ہو تمسے	اغیار سے خلوت ہے جو دو دو پہر ایسی
کیا پوچھتے ہو مجہسے درازی شب ہجر	اللہ نہ دکھلائے شب ایسی سحر ایسی
پرسان کمال اپنا نہین کوئی جہان مین	کیا خاک ہے رکھتے ہین طبیعت اگر ایسی

جو تو نے وفا کی ہے ظہیر سگر اکگار
کرنے کا نہین کوئی بشر سے بشر ایسی

ہے یہی جوش جنون تو فائدہ تدبیر سے	ہم نکل جائین گے ناصح خانۂ زنجیر سے
عمر کے دن کٹ نہین سکتے کسی تدبیر سے	آپہی اپنا گلا کاٹینگے ہم شمشیر سے
آگے اس زندان مین گہبراتی ہین کیا کیا تنین	تنگتر ہے خانۂ دل خانۂ زنجیر سے
آب حیوان اپنے حق مین زہر کا سا گہونٹ ہے	الفت دشمن ٹپکتی ہے تری تقریر سے
دیکہکر نقشے کو اوسکے بیخودی سی چہا گئی	ہم گلے ملنے کو دوڑے پیکر تصویر سے
دیکہہ کر ویرانۂ صحرا اوڑا جاتا ہے دل	ہو چلی وحشت نکل کر خانۂ زنجیر سے

۴

ای ظہیر اب جی مین ہے پڑہیے کوئی ایسی غزل
ہون منور تر مضامین مہر پر تنویر سے

وہ بزم غیر سے یون آیے سر جہکائی ہوئے
کہ دل سے نکلیے شکوی زبان پہ آئی ہوئے

نزاع شیخ و برہمن نہین ہے صلح پذیر
کسی نگاہ کے فتنہ ہین یہ اوٹہائی ہوئے

بسان نقش قدم جابجا ہین بیٹہہ گیے
اوٹہینگے خاک تری خاک مین ملایے ہوئے

غبار طبع عدو ہین تری کدورت ہین
رہے دلون ہین ترے خاک مین ملائی ہوئے

یہ تم کہ دل ہین بہی تہمتے نہین ہو شوخی سے
یہ ہم کہ ضعف سے اوٹہتے نہین اوٹہائی ہوئے

نہ دل ہین دوست کی جا ہے نہ چشم مردم مین
بسان اشک ہین آنکہون سے ہم گرایے ہوئے

تم اور برق وشی اسقدر کہان تو یہ
کسی کی دل کے یہ انداز ہین اوڑایے ہوئے

وہ اس لیے مرے حال زبون کو سنتے ہین
گمان نہو کہ نہین کی ہین یہ ستایے ہوئے

رقیب اور ترے پہلو مین کیا قیامت ہے
یہ نازوہ ہین کہ اوٹہتے نہین اوٹہائی ہوئے

بہلا ہو جوش جنون کا کہ آبرو رکہہ لی
گیے تہے ہم در دشمن پہ تلملائی ہوئے

وفور یاس مین کیا کچہہ نہ کہہ گیے ہے ہے
گلے زبان پہ رکتے نہین ہین آئی ہوئے

ہزار فتنۂ خفتہ جگا کے آئے ہین
اور اوس پہ خیر سے بیٹہے ہین مونہہ چہپائی ہوئے

ظہیر راہ فنا مین نہین مجال کلام
چلے چلو سر تسلیم کو جہکایے ہوئے

بتکدہ چرخ چہارم ہے تری تصویر سے
ہین در و دیوار روشن حسن کی تنویر سے

رہ گیا قاتل بہی میرے قتل کی تدبیر سے
دن کچہہ ایسے سخت ہین کٹتے نہین شمشیر سے

ہے عجب خلوتسرا گر جوش وحشت چین دے
دل ہمارا لگ چلا ہے خانۂ زنجیر سے

گر نہین ہتی تری چہاتی پہ ای دشمن پت
رنگ کیون اوڑنی لگا ہے غیر کی تصویر سے

گفتگو دشمن سے اور روی سخن میری طرف
دل اڑا جاتا ہے اس اوڑتی ہوی تقریر سے

پند گو اوس زلف پیچان سے کوئی پہینیا ہے دل
دم اولجہتا ہے تری اولجھی ہوی تقریر سے

۴
ہے یہ وہ گنج جواہر مین نہ بدلون ای ظہیر
نسخۂ دیوان کو اپنے نسخۂ اکسیر سے
١

سوی دشمن التفاتِ نرگسِ مستانہ ہے
گردشِ افلاک اپنی گردشِ پیمانہ ہے

بزم مین ہنگامہ آرا جلوۂ جانانہ ہے
اشک ریزان شمع ہے سوزان ہر اک پروانہ ہے

لا کے گلشن سے مجھے چھوڑا کہان صیاد نے
آنکھ اوٹھا کر جس طرف دیکھا ادھر ویرانہ ہے

سب نشیمن ہین ترے کیا خانقہ کیا بتکدہ
شیخ ہے یا برہمن جو ہے ترا دیوانہ ہے

انقلابِ دہر نے دکھلائین وہ نیرنگیان
جب زبان پر لائیے اپنا نیا افسانہ ہے

کسقدر موزون ہے مجھکو جامۂ عریان تنی
یہ مرا دلقِ گدائی خلعتِ شاہانہ ہے

دلبرانِ ماہوش کا حسن ہے ناز و ادا
کچھ جدا سب سے ترا اندازِ معشوقانہ ہے

۴
ہو شہود ہی ظہیر خانمان برباد ہو
سر ٹپکتا جو پسِ دیوار اک دیوانہ ہے

سرد ہے بازارِ تقوی گرم میخانہ ہے
اندنون دوران مین دورِ نرگسِ مستانہ ہے

چل رہی ہے یہ سرور افزا ہوای میکدہ
جنبشِ موجِ صبا مین لغزشِ مستانہ ہے

ہون تو دورِ جام مین لیکن نہین امید جام
ساقیِ پیمان شکن کے ہاتھ مین پیمانہ ہے

خندۂ گل ہے کہین تو نغمۂ بلبل کہین
ہر جگہ پر داغ ہر لب پر ترا افسانہ ہے

ہین وہ آتش دل کہ پروانہ کو مجھسے احتراز
شمع رو وہ تو کہ تجھپر شمع خود پروانہ ہے

ہم گئے سو بار لیکن رشک سے اولٹے پھرے ‏ نقش پائے غیر دربان در جانانہ ہے
زلف و کاکل کو ہیں دست شانہ سے آرائشین ‏ اور تری کاکل پریشانی سے زیب شانہ ہے
سو رہا سن سن کے آخر زاہد شب زندہ دار ‏ خواب آور بس کہ میرا نالۂ مستانہ ہے
جب ملا کر دن سے میری چلتے چلتے رک گیا ‏ اوسکے خنجر کو بھی کیا کیا نازِ معشوقانہ ہے
شمع و گل سے اونکو شغل انجمن آرائیاں ‏ میری تربت پر ہجوم بلبل و پروانہ ہے

بل بے رنگ آرائیاں تیری ظہیر بادہ نوش
کل مقام کعبہ تھا اب ساکن میخانہ ہے

تغافل اور دل بیداد گر سے ‏ محبت ٹپکی پڑتی ہے نظر سے
دکھا کر جلوہ چھپ جانا نظر سے ‏ اوڑا لو کچھ دہن سے کچھ کمر سے
کمی کرتا ہے کچھ کچھ شوق دیدار ‏ وہ بیچ بیچ کر نکلتے ہیں نظر سے
کہے دیتی ہیں شرمگین نگاہیں ‏ چلے آتے ہو تم دشمن کے گھر سے
بجھا دن کیا چراغ صبحگاہی ‏ مرے گھر شام ہوتی ہے سحر سے
جفای لطف آگین ڈھونڈھتا ہوں ‏ طلب ہے داد کی بیداد گر سے
قلق بڑھتا ہے کیسی اشک باری ‏ اوٹھا لو دامن اپنا چشم تر سے
شب غم شام سے مر جاؤں ای کاش ‏ بلا آئی ہوی ٹل جائے سر سے
ذرا سیکھو دل آزاری کے شیوے ‏ ہمارے نالۂ حرمان اثر سے
مرے نالہ سے ہمسر ہے ترا دل ‏ وفا سے وہ تو یہ خالی اثر سے
ہماری حسرتیں بن بن کے نکلیں ‏ الٰہی غیر اوس کافر کے گھر سے
مجھے رونا پڑا مرگ عدو میں ‏ وہ آنسو پونچھتے ہیں چشم تر سے

لڑی ہی اور دزدیدہ نگاہی — عیان ہین صلح کی چھیڑین نظر سے
ہجوم شوق نظارہ تو دیکھو — دبے جاتے ہین وہ بار نظر سے
جنون سے کم نہین بیتابی شوق — بڑہا جاتا ہون آگے نامہ بر سے
سنبھالون آینہ یا اونکو تہامون — گرے پڑتے ہین خود اپنی نظر سے

۳

تمنا ہے ظہیر آنکھون کو ملئے
غبار روضۂ خیر البشر سے

کسی کو لطف و ستم کا نہ اشتباہ رہے — ہر اک سے بزم مین لڑتی ہوی نگاہ رہے
نہ ہو وصال نہ ہو کچھہ تو رسم و راہ رہے — ادہر سے دلمین کدورت ادہر سے چاہ رہے
نگاہ عفو کو بہوے ہوی ہین زہد پرست — بسان نامۂ اعمال روسیاہ رہے
دیت وا ہے پس قتل رنج بازو کی — ستم شعار ستم پر بہی داد خواہ رہے
کبہی کسی کے دل و چشم مین جگہہ ملی — گہری پڑی ہوے ہم شکل اشک و آہ رہے
سوا ہے لطف تلافی کہین خطاؤن سے — حریص لذت آمرزش گناہ رہے
مزہ ملا در رحمت پہ روسیاہی کا — گناہگار کو تکتے ہی بیگناہ رہے

ظہیر چین نہ پایا کہین زمانے مین
جہان رہے ہین سراسیمہ و تباہ رہے

عدو دلمین ہین کچھہ کچھہ بدگمان سے — میری خاموشیان گذرین فغان سے
بس اب جی بہر گیا آہ و فغان سے — اثر پہر دعا لاؤن کہان سے
دعا جو ہجر مین نکلی زبان سے — بلائین بنکے اوتری آسمان سے
سماجت ہو چکی اب ہونگے شکوے — نہ بولو تم نہ بولو تم زبان سے

وہ جادو کر رہی ہے چشم فتان
ادا ہوتا نہین جو کچھ زبان سے

خدا لگتی کہو ہی تم بھی تو بولو
عدو کہتے ہین کیا کیا کچھ زبان سے

سنون کس کان سے فریاد دشمن
تمہارا سا جگر لاؤن کہان سے

جہان بیٹھے قیامت کی ہے برپا
اوٹھینگے حشر بنکر ہم جہان سے

وصالِ یار کی شب سو گیا مین
شمیم گیسوی عنبر فشان سے

لگا لو طرزِ جورِ مہربانی
ستم کش ہو گیے ہم امتحان سے

ظہیر اب کی کرین گے طوفِ کعبہ
اگر جیتے پھرے کوی بتان سے

اوٹھاتی ہے تمہاری آستان سے
زمین بھی کم نہین کچھ آسمان سے

بڑے ہے کچھ حوصلے تاب و توان سے
وہ نادم ہین ہمارے امتحان سے

لڑین آنکھین نگاہِ دلستان سے
اجل سوجھی بلای ناگہان سے

کبھی تو ہو رہیگا کچھ فغان سے
سمجھنا ہے سمجھنا آسمان سے

ستم کی بدگمانی ہے ستم کی
وہ آتے ہین تو آئی ہین کہان سے

ہمارے ذکر پر کیا کیا جلا ہے
عدو بھی کم نہین کچھ رازدان سے

نہین مرتے ہین تم پر مرنیوالے
تمہین مطلب ہی کیا ہی امتحان سے

کہین سُن لی تری نامہربانی
نصیحتگر ہین کچھ کچھ مہربان سے

نگاہون مین لیے پھرتی ہین دشمن
مرے شب خواب مین آئین کہان سے

بھلا دشمن تو کیا تم تو اوٹھادو
ہمارا سر لڑا ہے آستان سے

دھرا ہے اور کیا دیر و حرم مین
یہی سر پھوڑنا ہے آستان سے

جنازہ ہو نہ بارِ دوشِ احباب
بہت ارمان بہرے جاتے ہین یان سے

کہون تو کیا کہون ہے دوست دشمن
نبہے تو کیا نبہے اوس بدگمان سے

فریبی کے ساتہہ ہے سب بے التفاتی
امیدین ہین دلِ نامہربان سے

ترے اقرار گو سچے ہون کافر
تشفی کیا ہو دشمن کے بیان سے

تمہارے لب پہ مرگ و زندگی ہے
امید جانفزا لاؤن کہان سے

تری خاموشیون پر مر رہا ہون
شکایت ہے لبِ معجز بیان سے

سکہے دیتا ہے بیخودِ شوقِ منزل
رہے جاتے ہین پیچھے کاروان سے

چلے آتے ہو کیون ہر بار در تک
اوٹھانا ہے اوٹھا دو آستان سے

ظہیر ایسے کہان سے جل کے آتے
کہ بوہی سوز آتی ہے بیان سے

۳

نگاہِ صلح دشمن کب کسی کی یار بنتی ہے
اگر بنتی ہے جانِ زار پر دشوار بنتی ہے

بچے کیونکر دلِ عاشق نگاہِ کینہ پرور سے
کبھی خنجر کبھی پیکان کبھی تلوار بنتی ہے

نہ مرتے ہون تو مر جائین امیدِ چارہ سازی مین
مسیحا کب کسی کی نرگسِ بیمار بنتی ہے

یہی تقدیر کے عقدے وہان جا جا کے پڑتے ہین
بگڑتے دلِ عاشق کے زلفِ یار بنتی ہے

لبون تک حرفِ مطلب بارہا ہی آ کے رہ جاتا
وہ چشمِ سرمگین مہرِ لبِ اظہار بنتی ہے

جگر مین چٹکیان لیتے ہو تم ہر بار ہنس ہنس کر
کہ ہر موجِ تبسم نشترِ سوفار بنتی ہے

اونہین اس خودنمائی پر یہی تھی لن ترانی کے
تجلی پردہ دارِ جلوۂ دیدار بنتی ہے

ادہر دونون پہ چوٹین ہین ادہر تیغ و تبر کی
نگاہِ مست لڑتی تو گشت کیا ہشیار بنتی ہے

وصالِ غیر کی چہیڑین غضب چرکے لگاتی ہے
نمک پاشِ جراحت شوخیِ گفتار بنتی ہے

یہہ سب نیرنگِ الفت ہین مجازی کیا حقیقی کیا
کہین من کر انا الحق گو زبانِ دار بنتی ہے

بڑی ہی زلفِ دنیا دام مین اسکے نہ آجانا
عروسِ سرو برنا ورنہ یہ مردار بنتی ہے

کفِ پا سے مری پوچھو حقیقت دشت گردی کی
کہ موُنہہ مین آبلے کے اک زبانِ خار بنتی ہے

ترے کشتونکے سر پر ہے خدا کا سایۂ رحمت
شہیدِ ناز کی تربت پسِ دیوار بنتی ہے

کہین رندی کے دعوی مین کہین کچہہ پارسائی کے
غرض ہر رنگ مین تیری ظہیر ازار بنتی ہے

صلح کی چہیڑ بہی عتاب بہی ہے
شوخیون کا تری جواب بہی ہے

کچہہ تبسم تو کچہہ عتاب بہی ہے
کچہہ توقع ہے کچہہ جواب بہی ہے

شوخ چشمی بہی ہے حجاب بہی ہے
وضع کا پاس بہی شباب بہی ہے

شکوے بیساختہ نکلتے ہین
کچہہ قلق ہے کچہہ اضطراب بہی ہے

پھر کیا کچہہ نہین نگاہون مین
ناز بہی خواب بہی حجاب بہی ہے

دیکہہ لو دل کا رنگ گیسو مین
برہمی بہی ہے پیچ و تاب بہی ہے

خوفِ ہجرِ بتان ہے ای واعظ
کیا جہنم مین یہ عذاب بہی ہے

زہد واعظ مین کچہہ کلام نہین
سب مسلم مگر شباب بہی ہے

خلد مین بہیج دو ہمین واعظ
آپ کو ہم سے اجتناب بہی ہے

طعنۂ وصل جو مرتے دم
بدگمانی کا کچہہ حساب بہی ہے

توبہ اسوقت مین بہلا ناصح
باغ بہی بادہ بہی سحاب بہی ہے

توبہ توڑو کہ جامِ بادہ ظہیر
سامنے جرم بہی ثواب بہی ہے

طعنے دیتے ہو بار بار کسے
ناصحو دل پہ اختیار کسے

وصل تک تاب انتظار کسے
اور وعدے کا اعتبار کسے

ہے شب ہجر ای اجل آجا
کس سے کرتی ہی شرمسار کسے

وعدۂ وصل اور ترا وعدہ
قول دشمن کا اعتبار کسے

شوخیون سے ملائیے دل کو
مضطرب کون ہے قرار کسے

شکوۂ ربط غیر پر بولے
ہے طبیعت پہ اختیار کسے

ہین برا اور سب سے دل میرا
اب بتاؤن جفا شعار کسے

اون پہ ہم وہ عدو پہ مرتے ہین
اب کہین ہم وفا شعار کسے

کیا سکھائین گے مدعی اونکو
احتیاج صلاح کار کسے

جبکہ غماز ہون نصیحت گر
پھر کہے کوئی رازدار کسے

شعلے شعلے پہ غش ہے پروانہ
لو وہ سمجھے ہین جان نثار کسے

کون ہوتا ہے کامیاب وصال
اور کیا تھا امیدوار کسے

آگ لگ جائے ای ظہیر اسکو
ہے محبت پہ افتخار کسے

وہ آکے دفعتاً جو ہم آغوش ہو گئے
جتنے گلے تھے دل مین فراموش ہو گئے

وہ کہتے کہتے کچھ جو فراموش ہو گئے
ہم فرط شوق مین ہمہ تن گوش ہو گئے

سب شکوے بعد قتل فراموش ہو گئے
بار گران سے وہ تو سبکدوش ہو گئے

ہوتی ہے آشنا سے شکایت کی چشمداشت
کیسے گلے کہ خود ہی فراموش ہو گئے

جام مے وصال مین ہین تلخ کامیان
کیا زہر بوسہ لب مے نوش ہو گئے

ذکرِ عدو پہ ضبطِ قلق کچھ نہ ہو سکا
لب ریز جملہ شکوہ سے سرجوش ہو گیے

بیرحم تم ہوا مری نالی ہین بے اثر
فریاد عندلیب پہ گل گوش ہو گیے

دیکھو عدو کی خوبیِ طالع کہ میرے بعد
سب دستکش ستم سے ستم کوش ہو گیے

انداز دلفریب سے آواز دیکھنا
بلبل خموش ہو گیے گل گوش ہو گیے

سرگوشیون مین غیر نے کیا آگ کہہ دیا
سنتے ہی تم تو کچھ ہمہ تن گوش ہو گیے

کیا کام کر گئی ہے بدآموزیِ رقیب
وہ بردباریون سے خطا پوش ہو گیے

تلخ آب اشک یاس مین ہی اب منہ مین
کیا کھا کے زہر غم کو بلا نوش ہو گیے

کیون چاک چاک شکل کفن ہو نہ رخت گل
کیا کیا نہ جامہ زیب کفن پوش ہو گیے

آتی ہے بوی رشک مجھے سخت خواب سے
وہ خواب مین عدو سے ہم آغوش ہو گیے

سمجھے نہ تھے کہ دام بلا ہی وصال دوست
قسمت سے پیچ حلقہ آغوش ہو گیے

مطلب کی ایک بھی نہ کہی اوس سے ای ظہیر
سب شکوے دل ہی دل مین فراموش ہو گیے

خموشی مین ہے کیفیت زبان کی
یہ صورت ہے تو کیا حاجت بیان کی

نہ پوچھو کچھ مرے دردِ نہان کی
کہے دیتی ہے صورت رازدان کی

نبھے کیونکر عجب اون بن ہی باہم
زمین کی ہم کہین تم آسمان کی

امیدون پر جفا سہتے ہین اغیار
ستم کیسے وفاداری کہان کی

تمہارے در پہ ہے دشمن کی تربت
غضب خاک اوڑ رہی ہے آستان کی

وہ نادم ہین ستم سے وای قسمت
رہی حسرت عدو کے امتحان کی

مجھے اس خاک مین ملنا ہی اکدن
مری مٹی ہے اون کے آستان کی

تم اچھے غیر اچھے ہم برے ہین — اسی پر ختم ہمنے داستان کی
شکایت مدعی سے سن چکا ہون — تمہاری خاطر نامہربان کی
ستم پر مر مٹین گے اب ہو سکا گر — غضب سے تمنے سنا دی امتحان کی

ظہیر اب جوش پر بحر سخن ہے
طبیعت مین روانی ہے زبان کی

تڑپنے سے تھکے آہ و فغان کی — رہی حسرت ہی مرگ ناگہان کی
جفا سہنی پڑی ہمکو جہان کی — کہ خوشنودی ہی اپنے مہربان کی
ہم ایمان لائے ہین جام و سبو پر — کرامت دیکھنا پیر مغان کی
نہ مرنے دیگی ہرگز ناتوانی — کہان طاقت مجھے خواب گران کی
فغان کے ساتھ اوڑ جاتا ہے کوسون — یہ طاقت ہے تمہاری ناتوان کی
عدو کو بھیج دو بہر عیادت — رہے حسرت نہ مرگ ناگہان کی
نوید قتل سے مردے جلا دو — شکایت ہے لب معجز بیان کی

کبھی تھی حضرت مومن کی شہرت
ظہیر اب دہوم ہے اپنی زبانکی

اب وہ غیرون کو آزمانے لگے — حوصلے جور کے ٹھکانے لگے
دلبوے دلمین رنگ لانے لگے — شکوے بن بن کے لب پہ آنے لگے
وہ جو کچھ کچھ نگہہ ملانے لگے — ہم ہر اک سے نظر چرانے لگے
وان پیامی جو آنے جانے لگے — اپنی اپنی جدا جمانے لگے
غیر کی تاب التفات کہان — ہمکو اپنے پہ رشک آنے لگے

تلخکامی مین کچھہ تو لذت ہے / کہ عدو مجھسے زہر کھانے لگے
دیکھیے کیا ہو جور کا انجام / وہ مرے جو سے صلے بڑہانے لگے
یہ وہ کافر ہے عشق خانہ خراب / تم مرے غمکدے مین آنے لگے
غیر بھی رو دیے ہمارے ساتھہ / وہ جو رونے پہ مسکرانے لگے
شادیان ہین مرے ستانے سے / بارے اونکو بھی لطف آنے لگے
کاوشون مین بھی اب مزا نہ رہا / ہر کسیکو وہ جب ستانے لگے

موت آئی ظہیر کب ہمکو
جب محبت کے لطف آنے لگے

فخر یہ کم ہے کہ ٹھہرے تری امت والے / حق تو یہ ہے کہ ہمین لوگ ہین قسمت والے
پاگیے نور محمد کو حقیقت والے / دیکھتے جلوۂ وحدت کو ہین کثرت والے
کسکے شیدا ہین ترے درد محبت والے / ڈھونڈتے ہے جزو مین ہین کل کو بھی بصیرت والے
لذت درد محبت ترے اللہ اللہ / کہ گرفتار رہین خود اسمین نصیحت والے
یارسول مدنی شافع عالم ارحم / نگہہ لطف کو تکتے ہین شفاعت والے
ایک ہی زمزمۂ فقر مین سب بھول گیے / شاد و خرم ہین بہت رنج و مصیبت والے
دور پایا ہے جو پایا ہے کسی نے تمکو / خوب سمجھے ہین جو سمجھے ہین طریقت والے
تمنے جانا ہے خدا کو تو خدا نے تمکو / کیا سمجھتے ہین لمتہین فہم و فراست والے
خوف ہے ولولۂ شوق بڑا ہوتا ہے / کہہ نہ بیٹھین کہین کچھہ موُنہہ سے محبت والے
کچھہ تو دیکھا ہے کہ رویت کے طلبگار ہو / کچھہ تو سمجھے ہین ترے شوق زیارت والے
کیا کہین کیا نظر آتا ہے ترے جلوونمین / موُنہہ سے کچھہ کہہ نہین سکتے ہین حقیقت والے

کم نہین فرقۂ زہاد سے کچہہ ہم بہی ظہیر
طاعتی وہ ہین تو ہم بہی ہین حمایت والے

سہہ سہہ کے ظلم اونکو ستمگر بنائین گے
ہم خود بگڑ کے جان عدو پر بنائین گے

باتین بنا کے دوست مقدر بنائین گے
کیا اپنا سر بنائینگے پتہر بنائین گے

ہمکو خرابیون پہ کسی کی نظر نہین
کہتے ہو دل مین غیر کے ہم گہر بنائینگے

اب کیا رہا ہے کارکنان قضا کے ہاتہہ
بگڑے ہوے نصیب کو کیونکر بنائینگے

ڈرتے ہین ہم جو ان تری شکوی نکل گیے
کیا بات پیش داور محشر بنائین گے

پایا ہے چین کون کسی کو بگاڑ کر
تجہپر بہی ہم بری دل مضطر بنائینگے

تصویر بنگیا ہے تمہارے بناؤ سے
آئینہ رونما سے سکندر بنائین گے

واعظ شکست جام و سبو فرض ہی اگر
ہم سب سے پہلے توبہ کو ساغر بنائین گے

کانٹون پہ لوٹنے کی تمنا نہ جائیگی
ہم نقش سوزنی سر بستر بنائین گے

تیرے ستم رسیدہ ہین تجہہ سے ہی دادخواہ
تیری گلی کو عرصۂ محشر بنائین گے

بس ہے سر ظہیر کو تکیہ فقیر کا
کیا خاکسار بالش و بستر بنائین گے

نگہہ نگہہ مین دگرگونہ رنگ جان کا ہے
مزاج تمسے بہی نازک مزاجدان کا ہے

اوٹہا دو وصل مین یہ مدعی کہان کا ہے
حجاب چشم بہی اک پردہ درمیان کا ہے

نشاط وصل سے کہٹکا غم نہان کا ہے
مگر فریب وہی شیوہ آسمان کا ہے

تری نگاہ سے پہلے ہی پہر گیا کافر
مرا نصیب بہی ہم شیوہ آسمان کا ہے

ملی ہے زندگی خضر بہی شب غم مین
یہ پہٹیا تو ہمین عمر جاودان کا ہے

بعید مین ہون ترے کان سے سنا ہے وہ / نصیب مجھسے تو بہتر مری فغان کا ہے

عبث فسانۂ دشمن مجھے سناتے ہو / نہ شوق خواب مجھی اور نہ داستان کا ہے

خوشی مین وصل کی باتین رقیب سے کہدین / مری زبان کو لپکا بڑا بیان کا ہے

خدا کے آگے قیامت مین مین سمجھونگا / کہ سامنا مجھے تم جیسے بدگمان کا ہے

غضب ہے وہ ہین پشیمان ہمارے قتل کے بعد / یہی تو وقت رقیبون کے امتحان کا ہے

امید وصل رکھے کس امید پر کوئی / کہ یان نہ دم کا بھروسا نہ وان نباہ کا ہے

یہین نتیجۂ عالم محمد عربی / کہ فیض عام سے ممدوح ہر زبان کا ہے

ثنا طراز ہوا اوسکا ظہیر تا کھل جائے / زمین شعر کو اعزاز آسمان کا ہے

ہم اور شوق زیارت کس آستان کا ہے / کہان چلے ہین ارادہ یہین کہان کا ہے

حریم ناز یہ کس شوخ دلستان کا ہے / حجاب نور جہان پردہ درمیان کا ہے

مدینہ وہ کہ دل و چشم اک جہان کا ہے / حصار روضۂ سلطان انس و جان کا ہے

جبین شوق سجود اوسکے آستان کا ہے / جہان فرو سر تسلیم آسمان کا ہے

گنہ سے رحمت حق کی سوا ہے ارزانی / جہان سے لو وہین سودا اسی دکان کا ہے

نمایشین ہین یہ جتنی ازل سے تا بہ ابد / غبار قافلہ سالار کاروان کا ہے

سوای رحمت حق کچھہ نظر نہین آتا / وہ آستان کرم خواجۂ زمان کا ہے

بساط خاک کجا اور گوہر لولاک / عجب نصیب کچھہ اس تیرہ خاکدان کا ہے

علو جاہ کو دیکھو فروتنی دیکھو / کہان ہین آپ تھے یہ کہان کہان کا ہے

کہین ہین جلوہ فروز آپ اور کہین ہین نگاہ / خیال عفو گناہان این و آن کا ہے

حجاب شاہد مقصود آج اوٹھا ہے
ظہور مظہر اسرار کن فکان کا ہے

وہی ہدایت عالم وہی سبیل نجات
عجب مآل خوش آغاز اس جہان کا ہے

بلند عرش سے ہے آستان کہوں کیونکر
یہاں عروج مکان کا نہ لامکان کا ہے

زہے ہوای مدینہ کی گلشن آرائی
کہ شوق بلبل سدرہ کو آشیان کا ہے

ظہیر میں ہوں ثنا سنج خسرو لولاک
مرا کلام بہی ہمرتبہ آسمان کا ہے

وہ ہمارے دلمیں ہیں اونکی شرارت دلمیں ہے
شوخیوں سے اونکی برپا اک قیامت دلمیں ہے

بجلیاں ٹوٹیں الٰہی آرزوی وصل پر
خاک میں تو مل چکی ملنے کی حسرت دلمیں ہے

مانع لطف وصال اونکی نزاکت دلمیں ہے
وہ مری پہلو میں ہیں اور دلکی حسرت دلمیں ہے

خود جہکی جاتی ہو تم پہلے نظر سی پیش غیر
کیا حیا آنکھوں میں ہے اور کیا مروت دلمیں ہے

شاہد و گل پہ فدا ہوں لالہ و مل پر نثار
ہی مجازی پر نظر رنگ حقیقت دلمیں ہے

کر دیا شاہد پرستی نے ہمیں معنی پرست
جلوہ ہر صورت میں ہی جسکا وہ صورت دلمیں ہے

سنگین آنکھوں کے آگے ہای کیا کیا صورتیں
ہر مرقع بہی تنگ نقش حیرت دلمیں ہے

ہے وہ بدخو بیوفا نا آشنا یہ سب سہی
شکوہ کس مونہہ سی کروں آخر محبت دلمیں ہے

کیوں ادہر ہوتی نہیں اونکی نگاہ التفات
دشمنی کے ساتھہ کچھہ تھوڑی سی الفت دلمیں ہے

جان و دل وقف ستم ہیں اور زبان صرف سپاس
وہ ہی آتی ہے زبان پر جو حقیقت دلمیں ہے

وہ نگاہیں کیا ملائیں مجھسے بزم غیر میں
دوست ہیں دشمن نہیں آخر مروت دلمیں ہے

وہ مری آغوش میں ہیں اور نہیں دلکو قرار
شوخیاں کرتی ہیں ابتک بہی شرارت دلمیں ہے

عرض مطلب پر سنا کیا کچھہ تمنی اے ظہیر
اور کچھہ باقی ابہی حضرت ملامت دلمیں ہے

خالق نے کیا سمجھ کے بنایا حسین تجھے
الفت نہین کسی کی محبت نہین تجھے

باتین سبھی عدو کی اوٹھانی پڑین تجھے
آخر نہ تمکنت نے جھکائی زمین تجھے

ڈھونڈھا ہی کی سدا آنکھ دوربین تجھے
اللہ رے شوخیان کہ نپایا کہین سے تجھے

ہی خوبی جمال سے شوخی بڑھی ہوئی
انداز لے اوڑا ہے کہین کا کہین تجھے

زاہد پرستش حرم و دیر دیکھ لی
داغ جگر ملا ہے مجھے داغ جبین تجھے

اونکو خیال رنجش بیجا بھلا دیا
ای یاد ذکر غیر ہزار آفرین تجھے

اللہ رے دشمنی فلک کینہ دوست کی
میرے بگاڑنے کو بنایا حسین سے تجھے

کعبہ مین دیکھ آئے کلیسا مین دیکھ آئے
پایا تو دل مین اور نپایا کہین سے تجھے

سمجھا برہمنون نے مسلمان تجھے ظہیر
کہتے ہین بت پرست اودھر اہل دین سے تجھے

رنج راحت اثر نہ ہو جائے
درد کا دل مین گھر نہ ہو جائے

ہے تو آخر مری کدورت ہے
دیکھنا دل مین گھر نہ ہو جائے

شکوہ غیر سے بھی ڈرتا ہون
رو سے مد نظر نہ ہو جائے

مونہہ چھپانا پڑے نہ دشمن سے
ای شب غم سحر نہ ہو جائے

بس گریبان دری نہ کر وحشت
وہ وہان پردہ در نہ ہو جائے

ای تصور نہ چھوڑنا دل کو
حسرتون کا گذر نہ ہو جائے

کفر منظور ہے مجھے دل سے
وہ مسلمان اگر نہ ہو جائے

ہے مجھی سا عدو بھی خانہ خراب
آپ کے دل مین گھر نہ ہو جائے

انتظار جواب خط کیسا
مدعی نامہ بر نہ ہو جائے

ہاتھہ اوپہار ہے گریبان مین
چاک دامن اودہر نہ ہو جاوے
مین ستمکش ہون ظلم سہہ لونگا
کوئی بیداد گر نہ ہو جاوے

ہے ظہیر ایک مرد سنجیدہ
ہان جو آشفتہ سر نہ ہو جاوے

غم تغافل اثر نہ ہو جاوے
یاس کا دل مین گہر نہ ہو جاوے
ہم اسیر جنون ہین خانہ بدوش
کہین زندان بہی گہر نہ ہو جاوے
بخیہ گر چاک جیب سیتا ہے
ٹکڑے ٹکڑے جگر نہ ہو جاوے
بات چہپتی نہین ہے چہپنے سے
پردہ خود پردہ در نہ ہو جاوے
بس زبان بند رکھہ ذرا ناصح
مدعی کو خبر نہ ہو جاوے
کہتے کہتے بہی درد دل اون سے
داستان مختصر نہ ہو جاوے
پند ناصح سے ہے حذر دل کو
سنتے سنتے اثر نہ ہو جاوے
حد سے بیحد ہے شوق کی پرواز
نامہ خود نامہ بر نہ ہو جاوے

کچہہ رہا تہا نہ وان ظہیر لگاؤ
گہر یہان در گذر نہ ہو جاوے

کسی کے کفر سے مطلب نہ دین سے
محبت ہے مجہے دین حسین سے
اوڑا لینا نگاہ شرمگین سے
اور اولٹی دل کی پرسش ہہ جبین سے
مجہے کیا بحث چاک آستین سے
نگاہین کیون نہین اوٹہتین زمین سے
دکہا دے کچہہ کرشمے بیقراری
وہ گہر بیٹہے چلے آئین کہین سے
نگاہین غیر سے لڑتی نہین ہین
نہانی چشمکین ہین سب ہمین سے

لیا ہے دل پہ اک بار کدورت — اوٹھیگا کیونکر طبع نازنین سے
مجھے رونا پڑا مرگ عدو پر — وہ آنسو پونچھتے ہین آستین سے
پڑا ہے مجھکو دو دشمن سے پالا — دل ناشاد سے جان حزین سے
ہوی جاتی ہین وہ نیچی نگاہین — اوٹھیگا پھر کوئی فتنہ زمین سے
مرا ایمان ہے شاہد پرستی — خدا کو بھی محبت ہے حسین سے

نہ پوچھو لطف سوز غم نہ پوچھو
ظہیر خستہ و زار و حزین سے

خدنگ ناز ترا کاش دلنشین ہوجای — ستم اٹھاو وہ کہ سزاوار آفرین ہوجای
وصال ہو کہ قلق کچھہ ہو کہین ہو جاے — یہ گومگو سے تو اچھا ہے کہ نہین ہوجاے
بس اک نگاہ مین جھگڑے تمام ہوتے ہین — یہ فیصلہ نہین ہونا ہے اور نہین ہوجای
وہان یہ ضد کہ نہ رہ جای نقش پا باقی — یہان یہ شوق زمین بھی مری جبین ہوجاے
غضب مین جان ہے ایسے کو طعنہ کیا دیجے — اوڑے جو رنگ تو کچھہ اور نازنین ہوجای
کچھہ اور فتنے اوٹھانی ہون تو اوٹھا لیجے — رہی سہی جو قیامت ہو وہ یہین ہوجاے
وہ جایئن کوچہ دشمن مین اسطرح بیباک — قدم قدم پہ الٰہی مری جبین ہوجاے

وہ ایکبار ہی ہووے جو حشر مین ہو ظہیر
بلا سے چرخ بھی اس کوچہ کی زمین ہوجای

دعوے ہین ذرہ ذرہ کو حسن و جمال کے — دشمن ہین دوستون سے زیادہ کمال کے
پرتو پڑے جبین پہ کچھہ کچھہ ملال کے — رنجش نے اور لطف بڑہائی جمال کے
آثار وان جبین پہ جو پائے ملال کے — اچھی دیے جواب بھی اپنے سوال کے

دونی ہوئین خجالت ایفا سے نفرتین
اچھے کیے تھے آپنے وعدے وصال کے

ہے دشمنِ مشاہدہ اپنا حجابِ چشم
پردے اوسے اٹھے ہوی ہین حریم وصال کے

مجھسے سوا ہے کچھہ مری تدبیر نارسا
ٹوٹے ہوی ہین پاہی جسارت خیال کے

یوسف عزیزِ مصر ہوے گرکے چاہ مین
بڑھتے ہین کچھہ زوال سے رتبہ کمال کے

جوہر سے پہلے نقص کو تکتے ہین خردہ بین
دنیا مین عیب جو ہین شناسا کمال کے

نازک بہت ہو دل کو سنبھالا نہ جائیگا
دیکھو نہ آئینہ مین تماشے جمال کے

مجھہ کو مٹا دیا مرے ذوقِ نیاز نے
انداز ہین جبین مین دل پایمال کے

مرنا تمہارے ناز پہ اک بات ہو گیا
کیا سہل ہین مآل امید محال کے

ہر دل مین بوی عشق ہے ہر گل مین رنگِ حسن
ہر جا نیے ہین تماشے جمال کے

اللہ رے کہے حضرتِ وثق کو ای ظہیر
ہم بھی وظیفہ خوار ہین اکل حلال کے

کیا جانے تو کسی کی ستمگر لگی ہوی
جبتک نہ چوٹ ہو کوئی دلپر لگی ہوی

اوسکی بلا ای زلف معنبر لگی ہوی
جائیگی دم کے ساتھہ برابر لگی ہوی

کیا مونہہ دکھاؤن شرم سی ای اہل رستخیز
ہے خاک کوی غیر جبین پر لگی ہوی

پھرتی رہی نگاہ بھی خنجر کے ساتھہ ساتھہ
رکھی نہ تو نے کچھہ بھی ستمگر لگی ہوی

انصاف اپنا داورِ محشر سے ہو تو ہو
کہتے ہین یان تو لوگ سراسر لگی ہوی

سینے پہ فتنہ گر ترے نقشے کو کیا رکھون
تصویر غیر بھی ہے برابر لگی ہوی

کہتا ہے کچھہ نہ کچھہ تو بلا سے بری بھلی
ہے دل کو پند گو کے مقدر لگی ہوی

گریہ سے چارۂ آتشِ فرقت کا کب ہوا
بجھتی ہے کوئی بیدلِ مضطر لگی ہوی

زاہد جو کہہ رہا ہے بتون کو برا بھلا
بت خانہ کی ہے چوٹ مقرر لگی ہوی

اب اور ہی ہوا یہ صبا ہے کہ ساتھ ہے
ہے وہ شمیم زلف معنبر لگی ہوی

چاہت کا جب مزہ ہے کہ وہ بھی ہون بیقرار
دونو طرف ہو آگ برابر لگی ہوی

دیکھین گے تمکو آنکھ سے باتین ہون نہون
مہر دہن نہین ہے نظر پر لگی ہوی

اے کاش کے وہ شمع شبستان غیر ہون
یہہ آگ تو ظہیر ہے گھر گھر لگی ہوی

وان طبیعت دم تقریر بگڑ جاتی ہے
بات کی بات مین تاثیر بگڑ جاتی ہے

چونک پڑتا ہون خوشی سے جو وہ آجاتی ہین
خواب مین خواب کی تعبیر بگڑ جاتی ہے

محتسب بزم خرابات مین آئے تو سہی
اب کوئی آن مین توقیر بگڑ جاتی ہے

شوخیان جذب تصور کو اڑا دیتی ہین
کھنچتے کھنچتے تری تصویر بگڑ جاتی ہے

ہای کیسا دم کشتن مرے مونہہ پھیر لیا
تجھسے پہلے تری شمشیر بگڑ جاتی ہے

کچھہ وہ پڑھتے ہین او سمجھتے ہین مرا نامہ شوق
کچھہ عبارت دم تحریر بگڑ جاتی ہے

بدگمانی مجھے کرتی ہے پریشان کیا کیا
جب تری زلف گرہ گیر بگڑ جاتی ہے

یاس مین شکوے لکھے شوق طلب کے بدلے
میرے ہاتھون مری تحریر بگڑ جاتی ہے

چارہ گر کیا مری وحشت سے جنون بھی ہے تنگ
روز مجھہ سے مری زنجیر بگڑ جاتی ہے

رنگ جمنے نہین دیتا ہے خیال دشمن
دلمین کھنچکر تری تصویر بگڑ جاتی ہے

داغ الفت وہ بری شے ہے کہ کہتی ہے ظہیر
مہر و مہتاب کی تنویر بگڑ جاتی ہے

بنائے سے کہین تقدیر بنتی اور بگڑتی ہے
مگر تقدیر سے تدبیر بنتی اور بگڑتی ہے

کوئی پامال ہوتا ہے کوئی ممتاز عالم مین
لگا ہون مین تری توقیر بنتی اور بگڑتی ہے

نظر ہر ہر سخن پر ہے امید و یاس کی جانب
عجب حالت ہم تقریر بنتی اور بگڑتی ہے

ادہر کچہہ شوق دامنکش ادہر شک عدو مانع
یہین دل مین تری تصویر بنتی اور بگڑتی ہے

فلک پر پوچہتی پہرتی ہے اک اک ہی دعا اپنی
وہ بتلا تو جہان تاثیر بنتی اور بگڑتی ہے

ادا اون بتون کی ہے صراط تیغ پر چلنا
نگاہ مہر و کین شمشیر بنتی اور بگڑتی ہے

مری دل سی کوئی پوچہے کہین اونسی سلجہتا ہون
جہان ہر دم تہ شمشیر بنتی اور بگڑتی ہے

ہوا مین ناتوانی سے اوڑا جاتا ہی رنگ اپنا
تصور سے مری تصویر بنتی اور بگڑتی ہے

ظہیر اپنے جنون سی بنگیا ناصح بہی زندانی
کہ ہر دم اک نئی زنجیر بنتی اور بگڑتی ہے

ملکر بتون سے چشم و دل حق نما ملے
ملتا ہون اونسی جنکو ملی سی خدا ملے

سب کچہہ ملا ہمین جو تری نقش پا ملے
ہادی ملے دلیل ملے رہنما ملے

جانی یہی وعدہ سی تمہاری بلا ملے
ملتے سے ملتے سب ہین نملتے سی کیا ملے

آئے تو قہر آئے ملے تو خفا ملے
ایسے تنک مزاج سی اب کوئی کیا ملے

خودبین و خود نما و خود آرا و خود پسند
معشوق کیا ملی ہو کہ خود مبتلا ملے

عمر روان و بخت و جوانی و زندگی
جتنے ملے رفیق ہمین بیوفا ملے

پوچہی نہ بات پہر کے سکندر نی خضر کی
دنیا مین جو ملے وہ غرض آشنا ملے

دل مین ہی توبہ توبہ اگر لب پہ جام جام
رندان می پرست ہی کچہہ پارسا ملے

زاہد تری عبادت و طاعت دہری رہے
اوس بت کی بندگی مین ہمین گر خدا ملے

ایسے سے غیر کیا گلہ دوستی کرے
ملتا نہو جو دوست سی دشمن سی کیا ملے

الفت کی تمکنت بہی اوٹہا دی سہی سہی
کہوئے گئے تم اور بہی اغیار کیا ملے

گر مزد بندگی مین ملے حور بہی نہ لون
رحمت کے جوش جب ہین کہ بے التجا ملے

تم اور شوخیون سے ملو مجہ سے جہوٹ جہوٹ
ہان کچہہ ملے تو دل سے تمہاری ادا ملے

جو بہاگتا ہو سایہ سے اپنی ہزار کوس
ایسے گریز پا سے بہلا کوئی کیا ملے

جتنی زمان وصل کی مدت قلیل ہے
کوتاہ اوس سے کچہہ مری دست دعا ملے

یہ حب اہلبیت عجب چیز ہے ظہیر
یہ دل مین ہو تو دین ملے اور خدا ملے

مرا درمان جان نقصان جان ہے
خموشی چارۂ درد نہان ہے

نیاز صرصر وقت خزان ہے
یہین برباد اپنا آشیان ہے

نموی سبزۂ یاد رفتگان ہے
غبار رہ سراغ کاروان ہے

ہوای گل اوڑاتی ہی قفس مین
مرا دوش صبا پر آشیان ہے

خموشی بہی ہے اک اقرار مبہم
نہ کہنا پہر مری موںہہ مین زبان ہے

پہونچنے دل سے اُن تک ہین آنسو
روان منزل بمنزل کاروان ہے

رہے جاتے ہین ولیکن دل مین ارمان
دہن ہے وان نہ یان موںہہ مین زبان ہے

اوٹہا جب حشر اوس کوچہ سے اوٹہا
زمین کیا ہے ستم کا آسمان ہے

تمہاری بے نیازی دیکہتی ہے
جبین ہے اور سنگ آستان ہے

نہ آئین دیکہین وہ کبتک نہ آئین
محبت آج تیرا امتحان ہے

بنی جاتی ہے کچہہ جان وجگر پر
لٹا جاتا ہمارا کاروان ہے

یہ پردے ہین فقط آنکہون کے ورنہ
وہین ہم بہی ہین وہ کافر جہان ہے

کرشمہ ہے نہ غمزہ ہے نہ شوخی
وہ خود ہی اک ادای جانستان ہے

یہہ کچھہ سامان یہ کچھہ تزئین ہو کسکی
وہی مہمان ہے یان جو میزبان ہے

پڑا رہنے دو تم کوچے مین اپنے
ظہیر خستہ زار و ناتوان ہے

مردون کو جلا دی تری ٹھوکر تو نہین ہے
رفتار ہے رفتار ہے محشر تو نہین ہے

یہ برق جہندہ کوئی اخگر تو نہین ہے
دیکھو تو کہین یہ دل مضطر تو نہین ہے

یہ منزل تسلیم ہے ای خضر بتا دو
ہموار ہے رستہ کوئی ٹھوکر تو نہین ہے

سچ تو کہو واعظ کہ قیامت کی درازی
طول شب ہجران کی برابر تو نہین ہے

اصرار ہے اتنا ہمین کیون دینی مین اسکے
یہ بوسۂ لب کچھہ زر و زیور تو نہین ہے

تم اور ادا ہای فسونکار تمہاری
دل ہی تو ہے آخر کوئی پتھر تو نہین ہے

سچ ہی بری شی ہی حسینونکی محبت
ناصح مرا قابو مرے دل پر تو نہین ہے

کیا غم ہے جو میخانہ مین شیشہ کوئی پھوٹا
ای محتسب اپنا وہ مقدر تو نہین ہے

اوٹھیگا نہ بے حشر اوٹھی کوہی عدار و
یہ نقش کف پا ہے مرا سر تو نہین ہے

ہمکو در میخانہ پہ ہو آنے دی واعظ
توبہ کا ہوا بند ابہی در تو نہین ہے

ممکن ہے کہ ٹل جای ظہیر جگر افگار
کوچہ ہے ترا عرصۂ محشر تو نہین ہے

رگ رگ مین اک تپش جو سمائی ہوئی سی ہے
یہ آگ تو کسی کی لگائی ہوئی سی ہے

تربت پہ بیکسی سی جو چھائی ہوئی سی ہے
یہ نعش تو کسی کی ستائی ہوئی سی ہے

ناصح نہ اوسکے ملنے کی قسمین دلا مجھے
سوگند اسطرف سے تو کھائی ہوئی سی ہے

پرسش ہوا ونکی بزم مین اپنی یقین نہین
یہ بات تو کسی کی بنائی ہوئی سی ہے

کچھہ رشک آفرین ہین کف پا کی شوخیان
یہ تو حنا کسی کی لگائی ہوئی سی ہے

یہ مستی شبینہ کا ابتک خمار ہے
یہ مے تو پی نہین ہے پلائی ہوئی سی ہے

ظاہر ہین رنگ وعدہ ہی وعدہ خلافیات
یہ طرز گفتگو تو اڑائی ہوئی سی ہے

اچھی بھی گر کہون تو سمجھتے بری ہو تم
پٹی کسی بڑے کی پڑھائی ہوئی سی ہے

وہ کشتۂ ستمزدہ شاید ظہیر ہو
اک نعش تازہ خون مین نہائی ہوئی سی ہے

تربت مٹے ہوؤن کی مٹائی ہوئی سی ہے
خاک مزار تک بھی اڑائی ہوئی سی ہے

قاصد او نہین کچھہ اور سمائی ہوئی سی ہے
اوریان لبون پہ جان بھی آئی ہوئی سی ہے

ای چرخ کجروی کا تجھے کیا شعور ہے
یہ چال تو کسی کی اڑائی ہوئی سی ہے

کیا کہہ رہی ہے شرم مین شوخی نگاہ کی
یہ آنکھہ تو کسی سے لڑائی ہوئی سی ہے

ای شمع کسکے سامنے یہ شوخ چشمیان
چربی تری نگاہ پہ چھائی ہوئی سی ہے

ہونی ہے تمسے قطع ملاقات ایکدن
یہ بات تو زبان پہ آئی ہوئی سی ہے

دخل شب فراق نہین بزم غیر مین
میری طرح سے یہ بھی ستائی ہوئی سی ہے

کیا پھر کسی حسین پہ کہین مر مٹے ظہیر
کیون مردنی سی چہرہ پہ چھائی ہوئی سی ہے

امید قتل نیم نگاہی مین رہ گئی
کھنچ کھنچ کے تیغ دست سپاہی مین رہ گئی

تقریب صلح تلخ نگاہی مین رہ گئی
سب کی زبان بند گواہی مین رہ گئی

کچھہ کچھہ حیا جو تلخ نگاہی مین رہ گئی
تھوڑی سی دیر گھر کی تباہی مین رہ گئی

اندھیر ہی رہا شب مہتاب ہجر مین
مل جلکے روشنی بھی سیاہی مین رہ گئی

تر دامنی نے نامۂ عصیان ڈبو دیا | فردِ گناہ مٹ کے سیاہی مین رہ گئی
زاہد سے پارسا کی نہ پوچھی کسی نے بات | ناکردگی بھی کردہ گناہی مین رہ گئی
افسوس راہیِ شوق نے سمجھا دیا جواب | منزل کی سب خوشی دلِ راہی مین رہ گئی
اب سب طرف سے یاس ہے سب دیچکی جواب | ہان اب امید فضلِ الٰہی مین رہ گئی
کہتے رہے جو ہجرِ بتان مین خدا خدا | ایمان کی شرم یادِ الٰہی مین رہ گئی

عزت بھی اے ظہیر گئی نوکری کے ساتھ
توقیر اپنی دفترِ شاہی مین رہ گئی

عمر بھر آرزوے لذتِ کشتن مین رہے | روز مرتے رہے اور حسرتِ مُردن مین رہے
کیا رہے آکے جو آپ وہ دلِ بدظن مین رہے | وہ ہوا ہی نہین وہ گل ہی نہ گلشن مین رہے
کشتۂ ناز نہ آرام سے مدفن مین رہے | حشر سے حشر تری جنبشِ دامن مین رہے
خوش ہون کیا خاک کہ وہ ماتمِ دشمن مین رہے | شادی و رنج بہم نالہ و شیون مین رہے
کچھ تبسم کی ادا قہر کی چتون مین رہے | کچھ محبت کا تقاضا دلِ بدظن مین رہے
دل کو رویا کیے پیٹا کیے تقدیر کو ہم | عمر بھر تک اسی غم مین اسی شیون مین رہے
موت دشمن کی عوض کاش ہمین کو آتی | کب خوشی تھی کہ وہ یون غیر کے شیون مین رہے
حیف ہم سیر کو کب باغِ جہان مین آئے | گل نہ گلدان مین رہے غنچہ نہ گلشن مین رہے
گور مین بھی قلق و رنج سے راحت نہ ملی | ہائے وہ راحتِ جان یون مری شیون مین رہے
آپ کا جلوہ نہو میری نگاہ مین رہیے | کچھ نہ کچھ نورِ نظر دیدۂ روزن مین رہے
ہم جہان جا کے رہے خاک ہی اوڑتی دیکھی | خار جنگل مین رہے پھول نہ گلشن مین رہے
ہاتھ وہ ہاتھ ہین جو حلقۂ آغوش نہین | گل ہین وہ گل جو حمائل کسی گردن مین رہے

گریۂ رنج نہین نغمۂ شادی ہی سہی / کچھہ تمہاری ہی تو شرکت مری شیون مین رہے
خار بن بن کے چبھے حسرت و ارمان دل مین / بہہ کے کھٹکتے ہوے کانٹے اسی گلشن مین رہے
بعد کشتن بھی ترے دل سے کدورت نہ گئی / دفن اس خاک کی مردے اسی مدفن مین رہے
چارہ گر زخم پہ دیتا ہے سمجھہ کر ٹانکے / کہ جراحت کا مزہ کاوشِ سوزن مین رہے
پھونک دے کاش زمانے کو تری برقِ نظر / ایک کانٹا بھی الجھنے کو نہ دامن مین رہے
اوسکے گیسوے پریشان کو صبا تاب نہ دے / یہ بھی کاوش ہی خاطرِ دشمن مین رہے
عمر بھر ہم ترے ممنون رہین اے شبِ ہجر / آج مہمان اگر خانۂ دشمن مین رہے
اب بجھے اب بجھے اک موج دمِ سرد کی ساتھہ / ہم چراغِ سحری محفلِ دشمن مین رہے
نیم جلوون سے تسلی نہین ہوتی دل کو / کاش تارِ نظر اپنا تری چلون مین رہے
حیف اوس کشتہ پہ جو خاک رہِ دوست نہو / رحم اوس زندہ پہ جو حسرتِ مردن مین رہے
ٹوٹ جائین دل غمگین نمطا اللہ کرے / ہات وہ ہات جو شب بھر تری گردن مین رہے
وہ رہے پاس بھی تو رشک نے ملنے نہ دیا / بدگمانی کی طرح سے دلِ بدظن مین رہے
آتشِ رشک نے سرمایۂ دل سب پھونکا / چار تنکے نہ جلانے کو نشیمن مین رہے
ہم تو اس دل کی محبت سے الٰہی بازآئے / یہ بلا کاش کہین سینۂ دشمن مین رہے
روز ہے صبحِ وطن شامِ غریبان ہمکو / ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ نشیمن مین رہے
صبر بنکر دلِ عاشق مین سمائے یکسر / وہ کرشمے کہ تری نرگسِ پرفن مین رہے
ہاتھہ وہ خار ہین جنکو نہین کچھہ تجھہ سے لگاؤ / خار وہ گل ہین کہ اولجھے ترے دامن مین رہے
کاش اپنے ہی گلِ داغِ تمنا ہوتے / ہار بن بن کے جو غنچے تری گردن مین رہے
جو اشارے کہ تری نرگسِ پرفن سے سنجھے / فتنے بن بن کے ہی دیدۂ روزن مین رہے

شیخ آگاہ ہو گر سر حقیقت سے ظہیر
سبحہ سے فرق نہ زنار برہمن مین رہے

رسم و راہ رازدانی اور ہے   گفتگوی بیزبانی اور ہے
بعد کشتن بدگمانی اور ہے   کیا ابہی تک سرگرانی اور ہے
وعدی سی ہوتی نہین تسکین دل   کچہہ نشاط کامرانی اور ہے
عاشقی اور آرزوی التفات   شیوۂ آداب دانی اور ہے
نامہ بر کہتا ہے اگر کچہہ سے کچہہ   ہمسے اقرار زبانی اور ہے
غیر سے ملنا تو کچہہ مشکل نہین   ہمکو فکر بدگمانی اور ہے
التفات عام ہے کچہہ اور شے   اور الطاف نہانی اور ہے
ہای لطف تلخکامیہای شوق   لذت نامہربانی اور ہے
رنجشین دل مین نظر مین کاوشین   اور تسکین زبانی اور ہے

طی ہوئے جہگڑے شب غم کی ظہیر
اک مہم سخت جانی اور ہے

مہکی ہوئی کسی کے جو عطر قبا مین ہے   کچہہ آج بوی مشک بہی شامل ہوا مین ہے
تاثیر دل جلون کی بہت کچہہ دعا مین ہے   آنکہون سے دیکہہ لو کہ جو قدرت خدا مین ہے
موج نسیم صبح کی اٹکہیلیان نہ پوچہہ   شامل جو گرد راہ تری کچہہ ہوا مین ہے
کچہہ کم نہین ادای تغافل عتاب سے   شوخی مین کب ہے وہ جو قیامت حیا مین ہے
ہوتی ہے حسن و عشق مین کتنی مناسبت   میرے بیان کا رنگ تمہاری ادا مین ہے
لیتی ہے اوسکی زلف معنبر سے نہر کی   دیکہو دماغ موج صبا کس ہوا مین ہے

ملتے ہوے ہین عاشق مضطر سی رنگ و ہنگ
بیتابیان ہین ناز مین شوخی ادا مین ہے

زاہد کو طاعتون سے ہی جس شے کی جستجو
رندِ سیاہکار کی وہ التجا مین ہے

بنتے ہین روٹھہ روٹھہ کے عاشق سی خوبرو
من من کے روٹھنا یہ تمہاری ادا مین ہے

یکرنگی ستم بہی عنایت سے کم نہین
رنگِ وفا نہفتہ تمہاری جفا مین ہے

جو غنچہ ناشگفتہ رہے ہے وہ دل مرا
جو عقدہ وا نہو تری بندِ قبا مین ہے

ہر ہر قدم یہ ناز سے مٹ مٹ کے رہ گیا
عاشق کے دل کا رنگ تری نقشِ پا مین ہے

بیجا ہین اب تو خوگر ہجران سے کاوشین
آزار رنج مین نہ صعوبت بلا مین ہے

دل کھو لکر شکایتِ ہجران کرو ظہیر
منت مین کچھہ مزہ نہ اثر التجا مین ہے

یہ کیسی شوخیان ہوے زلگین ہر بار دامن سے
کہ مونہہ کو ڈہانک لیتے ہو دمِ گفتار دامن سے

نہ رکھنا اے جنون باقی بدن پر تار دامن سے
کہ مجھکو ننگ ہی دامن سی تجھکو عار دامن سے

یہ کیون رہنے لگی میری طرح تکرار دامن سے
یہ کیون ہر دم اولجھتی ہو دمِ رفتار دامن سے

اوبچھہ کر تو نے دستِ شوق کیون گستاخ دستی کی
وہ کافر اور بہی رہنے لگا ہشیار دامن سے

چھپاے تھے بات کو ہو مجھسے یا تم آپ چھپتی ہو
یہ کیون ہونے لگے پردے دمِ اقرار دامن سے

یہ شوخی ہے کہ تمکین ہے الہی کیا قیامت ہے
اولجھتے ہین دمِ رفتار سو سو بار دامن سے

مین ان بھولی اداؤن پر تصدق کیون نہو جاؤن
کبھی گیسو سے الجھن ہے کبھی تکرار دامن سے

اولجھکر خارِ دامن سی مری کیا کیا پشیمان ہین
کہ اب دامن چھڑانا ہو گیا دشوار دامن سے

بہارِ جامۂ گلگون نہ مانون گا نہ مانون گا
یہ پونچھے ہین کسی نے دیدۂ خونبار دامن سے

کشودِ مطلبِ عاشق ہے اوس دامن سی وابستہ
کہ جس کافر کے دامن کو ہی ننگ و عار دامن سے

بھلا اوس چشمِ مخمور دہ سے کیا کام دل نکلے
رہے جو باخبر سا یہ ہی او ہشیار دامن سے

یہ کیسی بیخودی ہے غش پہ غش کیون مجھکو آتی ہین
وہ کیون جھلنے لگے پنکھا مجھے ہر بار دامن سے

مری تر دامنی سے ابرِ رحمت پانی پانی ہے
ہمیشہ مانگتی ہے توبہ استغفار دامن سے

شبِ وصل اوس ستمگر نے نیا پردہ نکالا ہے
کہ پیشِ چشم کھینچی ہے مری دیوار دامن سے

ہوا دامن کی سوزِ دل پہ کیا کیا روغن افشان ہے
کوئی پنکھا سا جھلتا ہے دمِ رفتار دامن سے

قیامت تک اگر تھم جای گریہ تو مرا ذمہ
وہ آنسو تو مری پونچھین پھر اکبار دامن سے

کسی پردہ نشین کی تیغِ الفت دلکی کھائی ہے
چھپا رکھا ہے ہمنے زخمِ دامن دار دامن سے

یہ دو کلمہ محبت کے نہ بھولینگے نہ بھولینگے
بندھے ہین یہ ہمارے گوہرِ شہوار دامن سے

ظہیر اب سر پہ اوسکے دامنِ دولت کا سایہ ہے
گرو ابستہ ہین جسکے کافر و دیندار دامن سے

مرحبا صلِّ علیٰ سیر کو جانیوالے
خواب مین دولتِ بیدار کی پانیوالے

کیا غنودہ ہو شکر خواب مین انکہین کہولے
خوابِ خرگوش مین فتنون کو سلانیوالے

کہول دی نرگسِ مخمور کو اے مایۂ ناز
مژدۂ وصل سناتے ہین جگانیوالے

نرگسین باغ ہی چشمانِ ملک سی جادہ
رکھہ قدم ناز سے انکھون مین سمانیوالے

دیدۂ عاشقِ بیتاب ہین در ہای بہشت
چشم براہ ہین پردونکی وہٹانیوالے

منتظر ہین ترے سکانِ ملاءِ اعلیٰ
لینے آئے ہین تجھے وحی کی لانیوالے

جلد لے اب مسندِ قوسین پہ ہو جلوہ نما
کہ بلاتے ہین تجھے پاس بلانیوالے

ہے یہ پاین قربِ خدای قندیلی ہے
شوق سا شوق ہے ای شوق بڑہانیوالے

ساتھ فتراک کے ہمراہ کا بھی چھوٹ گیا
گرم رو مثلِ دعا عرش پہ جانیوالے

جان سو جان سے اس نرگس شہلا پہ نثار ۔۔۔ دیکھ لے سرمۂ مازاغ لگانے والے

جادۂ نعت سے ہے یا لغزشِ ہشیار ظہیر
گر بھی پڑتے ہیں بہت پاؤں بڑھانیوالے

ہو مبارک تجھے معراج کے جانیوالے ۔۔۔ بخت بیدار صفت خواب منانیوالے
ڈھونڈھتی ہے ترے سایہ کو عبث چشم ملک ۔۔۔ کہ اوڑا لیگئے آنکھوں میں اوڑانیوالے
بخششِ امتِ عاصی تو بڑی بات نہیں ۔۔۔ کہ ترے ناز اوٹھاتے ہیں اوٹھانیوالے
روز محشر بھی تری لطف سے ہے چشم نجات ۔۔۔ میری کشتی کو تلاطم سے بچانے والے
دے سہارا مجھے طوفانِ بلا میں دمِ حشر ۔۔۔ میرے بیڑے کے سدا پار لگانیوالے
حسرتِ مردۂ عاشق کو جلا دے آکر ۔۔۔ لبِ جان بخش سے مُردوں کے جلانیوالے
مجھ گنہگار کے بیڑے کا نگہبان تو ہے ۔۔۔ کشتیِ امتِ عاصی کے بچانیوالے
روز محشر ہے پر آشوب تو کچھ باک نہیں ۔۔۔ آپ ہیں آپ ہیں بگڑی کے بنانیوالے

دل شکستہ ہے گناہوں سے ظہیر ناکام
تیرے الطاف ہیں امید بندھانیوالے

رحم کر رحم کرا و ناز سے چھپنے والے ۔۔۔ ٹھوکروں میں دلِ عاشق کے مسلنے والے
تیری شوخی نے بندھائی ہیں امیدیں کیا کیا ۔۔۔ وعدہ ہر دم مثلِ فلک رنگ بدلنے والے
وصل ہے وصل ترے ناز و ادا کے قربان ۔۔۔ مان جا مان لے شوخی سے مچلنے والے
ہولے ہوتے ہی کہیں صبر کی عادت ہوگی ۔۔۔ رفتہ رفتہ ہی سنبھلتے ہیں سنبھلنے والے
شمع سے گرمیِ محفل ہے نہ پروانے سے ۔۔۔ اور ہیں اور ہیں اس بزم میں جلنے والے
ایک زیور ہے تلون بھی حسینوں کیلیے ۔۔۔ خود بدل جاتے ہیں پوشاک بدلنے والے

چہوڑ دے نبض کو ہٹ جا میری بالین سی طبیب
ایسے بیمار نہین تجہہ سے سنبہلنے والے

سخت دل سنگ ہین خوبانِ گل اندام ظہیر
ایسے پتہر نہین نالون سے پگہلنے والے

ادہ نگاہون کیطرح دل مین اوترنیوالے
داغ بن بن کے کلیجے مین ابہرنیوالے

ناخدا ترس ستمگار مکرنے والے
آدمی کیا کہ خدا سے نہین ڈرنیوالے

قافلے سوی عدم روز چلے جاتے ہین
یہہ مسافر نہین رستے مین ٹہہرنیوالے

خار بوئے ہین جو اغیار نی سب جانتی ہین
یہ شگوفے ہین بہت جلد ابہرنیوالے

شکوۂ غیر یہ کہتا ہے کہ ہان ہان سچ ہے
تم سلامت رہو الزام کے دہرنیوالے

ناز کی شان ہے ضد حسن کی زینت ہے عتاب
کہ سنورتے ہین بگڑتے نہین سنورنیوالے

خود بد آموز ہو جب تم ہی تو کیا جرم رقیب
کان بہارے ایسے ادہرتے ہین ادہرنیوالے

لو وہ کہتے ہین ہم عرض سنا کر سب کو
آپ بہی نام خدا ہم پہ ہین مرنیوالے

داورِ حشر سے ہرگز نہ کرینگے فریاد
حشر کے دن بہی تری قہر سے ڈرنیوالے

باز آتے ہین وفا سے کہین جانباز ظہیر
کر گذرتے ہین ستم جان پہ کرنیوالے

بیوجہ بے سبب جو وہ رنجیدہ ہو گیے
معلوم دل کے عقدۂ پیچیدہ ہو گیے

گہل گہل کے رنج ہجر سے کاہیدہ ہو گیے
ہم بہی تجہی سے اے دلِ غمدیدہ ہو گیے

کہو دی ہی سہی دل خانہ خراب نے
وہ کیا کہنچے ہم اور بہی گرویدہ ہو گیے

آتی نہین ہے نیند کہ وہ آئین خواب مین
کچہہ بخت نا صواب بہی خوابیدہ ہو گیے

جتنے اوٹہاے رنج امیدین سوا ہوئین
ہم کاہشون سے اور بہی بالیدہ ہو گیے

آشوب روزگار ہے وہ چشم نیمخواب
بیدار جملہ فتنۂ خوابیدہ ہوگیے

کہتے تہے یون کہین سے گے ٹکراونگی سامنے
سب محو قفرہای تراشیدہ ہوگیے

پردہ اوٹہا اودہر کہ نظر پہ پڑا ادہر
وہ سامنے نہ آسکے کہ پوشیدہ ہوگیے

اللہ رشک غیر کی نازک مزاجیان
ہم اوسنے بات بات پہ رنجیدہ ہوگیے

قاصد بہی جاکے کوچۂ جانان مین سو رہے
وہ بہی ہمارے طالع خوابیدہ ہوگیے

دشمن کا تذکرہ تہا بُری بات تو نہ تہی
تم تو ذراسی بات مین رنجیدہ ہوگیے

ہے کل کی بات رند خرابات تہے ظہیر
حضرت کہان سے عاقل و سنجیدہ ہوگیے

محبت مین ہم سب گوارا کرین گے
مگر وہ تو کہہ دین کہ وہ کیا کرین گے

وہ لیتے تو ہین دل مگر کیا کرین گے
جلایا کرین گے ستایا کرین گے

ملو تم رقیبون سے ہم دلبرون سے
تم ایسا کروگے ہم ایسا کرین گے

مری بیقراری وہ سن سنکے بولے
وہ دل ہین کہ اسطرح تڑپا کرین گے

دم واپسین کیون عیادت کو آئے
وہ دشمن نہین ہین کہ دیکھا کرین گے

ہر اک ابتدا کے لیے انتہا ہے
ستم کرچکین گے تو پہر کیا کرین گے

یہ رفتار والے نہ چوکین گے وان بہی
قیامت مین بہی حشر برپا کرین گے

ستم ناز غمزہ تغافل تبختر
وہ اتنی نزاکت پہ کیا کیا کرین گے

مری حیرتین جنسے دیکھی نہ جائین
وہ کیا آئینے مین تماشا کرین گے

وہ کہتے ہین وہ میرے مشتاق کیون ہین
مین آئینہ ہون کیا کہ دیکھا کرین گے

برے وہ نہین بیچ والے غضب ہین
خدا جانے کمبخت کیا کیا کرین گے

چلے لیے خوش خوش مگر یہ نہ سمجھے
کہ اس دار فانی مین کیا کیا کرین گے

تم اور تمکو ملنے کی مجھسے تمنا
یہی صاف کہدو ستایا کرین گے

وہ بیزار ہوتے ہین گر دوستی سے
اونہین خط مین دشمن ہی لکھا کرینگے

وہ تم ہو کہ ملکر ملوگے نہ ہم سے
وہ ہم ہین کہ پھر بھی تمنا کرین گے

تمھین وعدہ کرنے مین کیون ہے تامل
ہم ایسے ہین تمسے تقاضا کرین گے

کسی طرح وہ خط کو دیکھین تو قاصد
اونہین حال دشمن ہی لکھا کرین گے

وہ کہتے ہین مرنے کو مر جایے کوئی
دوا مرنیوالے کی ہم کیا کرین گے

وفادار جو میری ضد سے بنے ہین
بھلا وہ عدو سے وفا کیا کرین گے

ہوسکار مرنے پہ جی دے رہے ہین
وہ خود بیوفا ہین وفا کیا کرین گے

بس اب ہمسے واجب ہے ملنے ہی ملیئے
کہ اغیار یون بھی تو رسوا کرین گے

ظہیر اون سے ملتے نہ لڑتے بنے گی
نہ ایسا کرین گے نہ ویسا کرین گے

کب کسی سے کلام ہوتا ہے
بیدہانی کا نام ہوتا ہے

لیجے رخصت خلام ہوتا ہے
آخری یہہ سلام ہوتا ہے

روز وان قتل عام ہوتا ہے
کار عالم تمام ہوتا ہے

جسکی آتی ہے وہی مرتا ہے
خوبرویون کا نام ہوتا ہے

عرض مطلب پہ کیون برا ماننا
سبکو دنیا مین کام ہوتا ہے

آج ہو جائین ہمسے دو دو حرف
کل کا قصہ تمام ہوتا ہے

یان پیام وصال آیا ہے
وصل کا وان پیام ہوتا ہے

جو کسی کا خیال رکھتے ہین | خواب اون کو حرام ہوتا ہے
ہے یہ تاکید وہ نہ آجایے | بزم کا اہتمام ہوتا ہے

آج دنیا سے ہے وداع ظہیر
نظم کا اختتام ہوتا ہے

نہ سمجھو فغان بے اثر جائیگی | کبھی صاف دل مین اتر جائیگی
نہ اوپر ہی اوپر نظر جائیگی | زمانے کو تاراج کر جائیگی
رہین گے گلے حشر تک ای اجل | شب غم بہی آخر گذر جائیگی
طبیعت ہے آخر قیامت نہین | یہین آتے آتے ٹھہر جائیگی
تم اپنی نبیڑو تمہین اس سے کیا | گذرنے کو یان بہی گذر جائیگی
چلے تو سہی یہہ تو سوچو ذرا | کسی پر قیامت گذر جائیگی
ستم کرکے تم کیون ستمگر بنو | تمہاری ادا کام کر جائیگی
مصیبت کے مارونکی کیا زندگی | یونہین روتے دہوتے گذر جائیگی
حنا سے نہ تم ہاتہا پائی کرو | یہ نازک کلائی اوتر جائیگی
نہ مضطر ہو اتنا ترے ساتہہ ساتہہ | مری جان اے نامہ بر جائیگی
دل مضطرب کا فسانہ لکہون | کہ اوڑکر وہان یہ خبر جائیگی
بہلا دیجیے وعدۂ غیر بہی | ہماری شکایت اوتر جائیگی
کدورت کے ہین چار دن چاؤ بہاؤ | بس آخر کو دل سے اوتر جائیگی
برے دن بہی اپنے نکل جائینگے | شکایت نہ یہہ عمر بہر جائیگی
بنے گی شب غم شب وصل غیر | یہ جتنی اودہر ہے اودہر جائیگی

شبِ ہجر ٹلتی ہے کوئی ظہیر
مری جان لیکر مگر جائیگی

نہ ہوئی مونسِ دشمن شبِ فرقت میری
مجھہ پہ قربان ہوئی جاتی ہی غیرت میری

دل سے مٹتی نہین اسپر بھی کدورت میری
روز آآکے مٹاتے ہین وہ تربت میری

دل مین کس پیار سے رکھتی ہو عداوت میری
مجھہ سے بہتر ہے بہر حال کدورت میری

آپ اور غیر سے کرتے ہین شکایت میری
ٹپکی پڑتی ہے عداوت سے محبت میری

وہ جو بڑہ بڑہ کے تری چاہ کی دم بھرتے ہین
اونکو بیدرد دکھا دے کوئی صورت میری

خواب مین بھی تو بِس مرگ نظر آتا ہون
روز ہوتی ہے رقیبون کو زیارت میری

حشر آیا غضب آیا جدہر آئی ظالم
ملتی جلتی ہے تری ضد سے طبیعت میری

وہ مرا نام بھی لینے سے کے روادار نہین
غیر کیا جانکے کرین اونسے شکایت میری

ہون بھی دنیا مین نہین بھی ہون ننگ عنقا
لے اوڑی ہے مجھے آفاق مین شہرت میری

میرے دعوے پہ وہ جھوٹا مجھے ٹھہراتے ہین
کہ طلب کرتے ہین مجھہ سے ہی شہادت میری

عرض مطلب کبھی منہہ سے نکلتی ہی نہین
آپ کی ہان ہے یہ کمبخت کہ حسرت میری

اوسکے کوچہ سے اوٹھاتے ہین جو احباب مجھے
بیٹھی جاتی ہے مری ساتھہ طبیعت میری

اب تو گھبرا کے محبت مین یہ کہتا ہون ظہیر
دے نہ دشمن کو بھی اللہ مصیبت میری

ناتوانی سے وہ نازک ہے طبیعت میری
تھمتے تھمتے ہی بدلنے لگی حالت میری

مین نہ کہتا تھا کہ غماز بڑے ہوتے ہین
تم نہ سنتے تھے رقیبون سے شکایت میری

چھپکے بیٹھے ہوئے تکتے ہین وہ صورت میری
بات کرنے نہین دیتی مجھے حیرت میری

یہ تو کہنے ہی کی باتین ہین بہت ہین تمسے
دل مین تم خوب سمجھتے ہو محبت میری

دور کہین ہی تو اغیار کے گھر جاتا ہون
لوگ کرتے ہین تمہین سی تو شکایت میری

بیمروت انہین کہتے ہین وفادار نہین
دیکھہ لو اپنے چلن اور مروت میری

مین جہان ہون وہین مجھہ سے کوئی آگاہ نہین
اور ہونیکو تو کس جا نہین شہرت میری

آئینہ دیکھہ کے اک اک سے وہ فرماتی ہین
گل مین رنگت ہے نہ غنچہ مین نزاکت میری

ایک عالم ترے جلوون کا طلبگار ہوا
پہونکے دیتی ہے مجھے گرمیِ شہرت میری

تنگ پیچھے کو ہٹاتی ہے محبت مین حیا
مجھسے آگے گئی فرسنگ ہی ہمت میری

داورِ حشر سے کہنی کی تو گنجایش ہو
غیر کے ہاتھہ سہی ہو کاش شہادت میری

حسن و الفت کے کرشمون کا تماشا ہے عجب
دل ہو تیرا سا محبت مین طبیعت میری

مین بہی اک شے ہون مری مشربِ رندی پہ نہ جا
سمجھہ کو زاہد نہین معلوم حقیقت میری

میگسار و مری توبہ کا بہروسا کیا ہے
دیر لگتی نہین پہرتے ہوے نیت میری

آپ دشمن کے طرفدار ہوے تو ہو جائین
بندہ پرور ہے مرے ساتھہ ہی قسمت میری

جو کہے سچ ہے وہ جو ناز کرے سب ہے وہ بجا
چہین لی روزِ ازل غیر نے قسمت میری

ٹوٹنے ہی کے لیے ہے مری توبہ زاہد
باندھنی ہی کے لیے روزے ہے نیت میری

وہ نہون پاس نہون رشک تو ہی دلمین ظہیر
دخل اغیار سے خالی نہین خلوت میری

شرکت گناہ مین بہی رہی کچھہ ثواب کی
توبہ کے ساتھہ توڑیے بوتل شراب کی

سنتا ہے کون حضرتِ واعظ جناب کی
کیون میکدہ مین وعظ کی مٹی خراب کی

پیشِ رقیب بزم مین رکھہ لینا آبرو
اپنی حیا کی اور مرے اضطراب کی

پھرتین ادا ادا مین قیامت کی شوخیان
تصویر کھنچ رہی ہے مرے اضطراب کی

قاصد نے مدعای دلی سب جتا دیا
کچھ بھی لگی رکھی نہ سوال وجواب کی

عاشق سے ملتے جلتے ہین شوخی کے رنگ ڈھنگ
دیوانہ پن کی عمر ہے عہد شباب کی

رکھ لی خدا نے سامنے زاہد کے آبرو
ٹوٹی نشے مین ہاتھ سے بوتل شراب کی

اونچا ہے دست شوق سے گستاخیان معاف
اب خیر آپ کی نہین بند نقاب کی

جب احتساب حضرت واعظ کا ہو بجا
جنت مین روک تھام کرین گر شراب کی

بس بس نہ موہنہ چھپاؤ شب وصل ہے قسم
تمکو ہمارے شوق کی اپنے حجاب کی

دیکھا تمہارے زہد کو اے حضرت ظہیر
یہ قول فعل اور یہ صورت جناب کی

اپنے ہی عکس رخ سے جو آپہی حیا کرے
ایسے پہ جائے تو پھر کوئی کیا کرے

تمسے ملے رقیب کی پھر التجا کرے
یہ دن خدا دکھائے نہ وہ دن خدا کرے

تم کیا کروگے اور کوئی تمسے کیا کرے
وہ وقت ہی نہین کہ کسی سے وفا کرے

بیطاقتی کے طعنے ہین لو بعد مرگ بھی
اب کس امید پر کوئی تمسے وفا کرے

کیا اعتبار اس نگہ التفات کا
ڈرتا ہون فتنہ گر سے نہ ملکر دغا کرے

جتنی برائیان ہین وہ سب ہین بلا پہین
گر یہ نہو تو کون کسی کا گلا کرے

ہمکو تو پاس وضع نے ڈالا عذاب مین
سچ تو یہ ہے نہ کوئی کسی سے وفا کرے

یان اے ظہیر سب سے بھلی ہین خموشیان
اپنی کہے نہ اور کی ہرگز سنا کرے

خانہ آرائی ہے ویرانی مری
بیکسی کرتی ہے دربانی مری

موت سے بدتر گرانجانی مری
زیست سے دشوار آسانی مری

گر نہ دیکھو آئینہ مین دیکھہ لو
اپنی صورت اور حیرانی مری

گر نہ سجدے نے رکھہ لی آبرو
بات دشمن نے نہ پہچانی مری

کس خم گیسو سے ہے وابستگی
مجھپہ صدقے ہے پریشانی مری

کیون کہین منت کش غمخوار ہون
خود مری وحشت ہے دیوانی مری

لیچلے احباب نعش خونچکان
آج حورون مین ہے مہمانی مری

پاؤن ٹوٹے جسقدر کی جستجو
سعی بیجا اصل ہے نادانی مری

سہل ہے تمکو مری قطع امید
شاق ہے مجھپر گرانجانی مری

کفر سے توبہ مری کم استوار
نامسلمانی مسلمانی مری

دربدر کی جبہہ سائی سے حصول
مٹ چکی تحریر پیشانی مری

مین شب وصل عدو جیتا رہون
ہے سبک کتنی گرانجانی مری

تمکو زیبا ہے تمہاری ہے ہنسی
کہب گئی مجھپر پریشانی مری

آپ تو اپنی نہین ہین بند گو
کیا کرینگے وہ نگہبانی مری

اوسکی رحمت پر اگر کیجے نگاہ
زہد ہے آلودہ دامانی مری

روز و شب آنکھون مین رکھتا ہے مجھے
فرض دشمن سے ہے نگہبانی مری

آئینہ ہے گر تمہارا عکس رو
ہے مری تصویر حیرانی مری

تھک کے بیٹھے جس جگہہ منزل ہوئی
ہوگئی رہبر تن آسانی مری

ہے توقع پر مدار زندگی
موت کرتی ہے نگہبانی مری

ہے یہی شرط مسلمانی ظہیر
دست کافر اور قربانی مری

ہمراہ وہ اغیار کو لایے مرے آگے
یہ میرے بڑے بول ہین آیے مرے آگے

دیکھا ہے جو آنکھون سے صحبت ہین تمھاری
اللہ نہ دشمن کو دکھایے مرے آگے

واقف ہو مری سوز سے گر شمع شب افروز
پروانے کو انگلی نہ لگائے مرے آگے

اندوہِ شبِ ہجر کو کچھ اور نہ سمجھو
یہ میرے ہی اعمال ہین آئے مرے آگے

اچھا ہے بلانے کی عوض آپ ہی جاؤن
محجوب ہے وہ آئی نہ آیے مرے آگے

قاصد تو بڑی چیز ہے یہ رشک تو دیکھو
سایہ بھی مرا بڑھ کے نہ جایے مرے آگے

اللہ کرے تو بھی پھرے میری طرح سے
اور غیر تجھے مونھہ نہ لگایے مرے آگے

صحبت مین وہی لوگ ہین اک عمر سے جنہون نے
طوفان یہ طوفان اوٹھایے مرے آگے

انکی تو سنو بیٹھے ہو کیا سر کو جھکایے
کیا کہتے ہین یہ اپنے پرایے مرے آگے

لطفِ ستم انگیز کے کیا کیجیے شکوے
خط غیر کو لکھ لکھ کے مٹایے مرے آگے

دیکھا جو ظہیرِ جگر افگار کو بولے
کہہ دو کہ یہ کمبخت نہ آیے مرے آگے

مجھے یان دردِ سر کیا جانئے کیا ہے
نگاہِ چارہ گر کیا جانے کیا ہے

ہمین مدِ نظر کیا جانے کیا ہے
تمھارے دل مین شر کیا جانی کیا ہے

یہ کیون بیٹھا ہوا گنتا ہون گھڑیان
خیال آٹھون پہر کیا جانے کیا ہے

خدائی کہہ رہی ہے اپنی اپنی
وہان مدِ نظر کیا جانے کیا ہے

کوئی ناشاد ہے اور شاد کوئی
نگہ مین خیر و شر کیا جانے کیا ہے

نہ ٹالو وعدۂ امروز کل پر
کہ کل کس کو خبر کیا جانی کیا ہے

یہ کیا جاتی ہوی دیکھی ہے دنیا
وہ آتے ہین ادھر کیا جانے کیا ہے

جسے چاہو وہی دشمن ہوا اوٹھا — محبت مین اثر کیا جانے کیا ہے
یہہ نانے اور پھر چھوڑین سگے باقی — لحاظ اے فتنہ گر کیا جانے کیا ہے
بڑی ہے آہ ظالم دل جلون کی — کہ تو اسکا اثر کیا جانے کیا ہے

نہین مجھہ سے ظہیر آگاہ کوئی
مرا عیب و ہنر کیا جانے کیا ہے

اونہین دھیان کیا آگیا سوتے سوتے — کہ وہ رہ گیے کچھہ خفا ہوتے ہوتے
بگڑنا ہنسی مین ادا اونکی ٹھہری — مجھے لگ گئین ہچکیان روتے روتے
محبت مین دشمن ہیں دل کاش ملتے — کہ رہتا کوئی ایک دو کھوتے کھوتے
لب زخم شاکی ہین او ناوک افگن — لگائے عجب تیر ہین تہوتے تہوتے
تمہاری محبت نے یہہ گل کھلایے — عدو بن گیے خار غم بوتے بوتے
ہمین در گذر کر گیے خیر گذری — ابھی رہ گئی اون سے شر ہوتے ہوتے
وہ کب چشم پرخون پہ رستے ہین دامن — کوئی مر بھی جایے اگر روتے روتے

نہ چھوٹا ظہیر آہ داغ معاصی
بتنگ آ گیے ہم اسے دھوتے دھوتے

نہ باتین نہ آنکھین ہین وہ چاہ کی — ملاقات ہے گاہ بیگاہ کی
وہ کہتے ہین مونہہ سے اگر آہ کی — نہ امید رکھنا کبھی چاہ کی
جو ٹھہرے ہین بوسے عنایت کرو — کہ میعاد گذری ہے تنخواہ کی
وہ کہتے ہین شکوون پہ اغیار کے — یہی شک گر تھا تو کیون چاہ کی
چلو تنگدستے تک ذرا شیخ جی — دکھا دین تمہین قدرت اللہ کی

ہم اونکو نامے ہزار لکھتے جو کچھ بھی چشم امید ہوتی
جواب تقدیر او سیکی ہے جواب ہم سے لیکے کیا کرینگے

نہو جو حاصل صفای باطن لباس ظاہر ہے سب ریائی
یہی ہے گر زہد و پارسائی ثواب ہم لیکے کیا کرینگے

ترقیوں پر ہے ضعف پیری شگفتہ دل سے سر جوانی
وہی ہے اب تک سیاہکاری شباب ہم لیکے کیا کرینگے

متاع صبر و قرار دل کو لیا ہے تمنے تو یہہ بھی لیلو
کہ ایک جان نحیف و زار خراب ہم سے لیکے کیا کرینگے

یہ بخت خفتہ کو ہو ہمایوں یہ چشم دشمن کو ہو مبارک
شب جدائی رہے سلامت کہ خواب ہم لیکے کیا کرینگے

حباب آسا ہے عیش ہستی کہ دم کی دم کی ہے اوج پستی
یہ خاک تودہ ہے بحر ہستی سراب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ ہمنے پہلی ہی کیوں نہ جانا کہ قید ہستی ہے زندگانی
یہ مفت جان حزیں کو اپنی عذاب ہم لیکے کیا کرینگے

یہ جتنے نقش و نگار اب ہیں یہ نقش بر آب سبکے سب ہیں
قیام اس خاکدان میں مثل حباب ہم سے لیکے کیا کرینگے

نظر میں ہے سب جہان فانی کھلے ہیں اسرار نکتہ دانی
یہہ دل ہے گنجینۂ معانی کتاب ہم لیکے کیا کرینگے

عطائے خلعت جنوں سے ہمیں تو ہی عشق باز رکھو

یہ جنکو حسرت ہے اون کو دستِ جناب ہم لیکے کیا کرینگے
مزہ تو جب ہے بروز محشر کہ جوشش رحمت پکار اوٹھے
کہ جاؤ لیجاؤ عاصیون کو حساب ہم لیکے کیا کرینگے
دکھا دے ای گریۂ ندامت کہ پانی پانی ہو ابر رحمت
وگرنہ یہ جوشش اشک چشم پر آب ہم لیکے کیا کرینگے
ظہیر دنیا کے جاہ و حشمت ہمارے احباب کو مبارک
ملا ہے تمغا ہی فقر فخری خطاب ہم لیکے کیا کرینگے

تمت بالخیر

رباعیات

آنکھوں نے جہاں مین آکے کیا کیا دیکھا — شادی و ملال و زشت و زیبا دیکھا
لازم ہے نشیب ہر بلندی کے لئے — اونچا جو ہوا ہے اوسنے نیچا دیکھا

دیگر

دنیا سے ہر اک کو دل لگاتے دیکھا — ہر قصر و چمن مین آتے جاتے دیکھا
ہے زیر زمین عجب سرا ے دلچسپ — جو یہاں سے گیا اوسے نہ آتے دیکھا

دیگر

دلچسپ فضا ہے کعبہ و دیر نہین — ہے جسکی تلاش ہمکو وہ سیر نہین
کہتے تو ہین سب مگر وجودِ ہستی — اک بات ہی ہے تکی سے سیر نہین

دیگر

ان آنکھوں نے ہمنے اک زمانہ دیکھا — مسجد دیکھی شراب خانہ دیکھا
طفلی و جوانی و شباب و پیری — سب کچھ دیکھا مگر فسانہ دیکھا

دیگر

ہے مثلِ حباب زندگانی تھوڑی — اور درد و الم سے شادمانی تھوڑی

کیں دیدۂ غور سے نگاہیں جو ظہیر
جھگڑے ہیں بہت سے اور کہانی تھوڑی

دیگر

یارب زر و جان و مال تو دیتا ہے
علم و خرد و جمال تو دیتا ہے
کچھ کسب و تلاش پر نہیں ہے موقوف
دیتا ہے جسے کمال تو دیتا ہے

دیگر

کیفیت حال و قال تو دیتا ہے
چشم و نظر جمال تو دیتا ہے
آنکھوں کو نگاہ دل کو نور عرفان
اسے قادر بے ہمال تو دیتا ہے

دیگر

محتاج کو رزق و آب تو دیتا ہے
بیتاب کو صبر و تاب تو دیتا ہے
یارب نہیں کچھ تیرے خزانہ میں کمی
دیتا ہے تو بے حساب تو دیتا ہے

دیگر

مستوجب طاعت زمانہ تو ہے
بخشندۂ تاج خسروانہ تو ہے
یارب نہیں دہر میں کسی کا کوئی
بیگانہ ہے خلق اور یگانہ تو ہے

دیگر

ہر شے میں کمال کبریا کو پایا
شہ رگ سے قریب تر خدا کو پایا
بے مثل و نظیر ذات مطلق دیکھی
اور بعد خدا کے مصطفےٰ کو پایا

دیگر

ہو کس سے ثنائے شاہ لولاک
عاجز ہیں بشر کی فہم و ادراک
اللہ کے قول پر ہے اتمام کلام
لولاک لما خلقت الافلاک

دیگر

صد شکر کہ آدمی بنایا تو نے — ہستی مین عدم سے لا بٹھایا تو نے
تلخی و خوشی و عیش اندوہ و ملال — دکھیا وہ نظر سے جو دکھایا تو نے

دیگر

کب لا و نعم کا ہم کو مقدور رہا — وہ تو نے کیا تجھے جو منظور رہا
جس بار کشی سے ہین فرشتے معذور — انسان ضعیف اوسپہ مامور ہوا

دیگر

قسام ازل نے جو بنائی تکلیف — خاصانِ خدا نے وہ اوٹھائی تکلیف
دنیا کی ہر اک شے کو سمجھا بے اصل — اک دولتِ بے زوال پائی تکلیف

دیگر

جو کچھ ہے کیا کیا خدایا تو نے — خالی نہین سر سے جو بنایا تو نے
شایان ہے تجھی کو کبریائی تیری — ناچیز کو چیز کر دکھایا تو نے

دیگر

حکمت سے نہین خلاف قدرت تیری — دوزخ بھی تیری ہے اور جنت تیری
کچھ اس سے نہ مدعا نہ اوسکا شکوہ — راضی برضا ہون مشیت تیری

دیگر

یارب غم و رنج ہین عنایت تیری — بندہ ہون تیرا یہ سب ہے دولت تیری
تو نے مجھے دی ہی اور تو نے لی لی — کیا منہہ ہی کہ کرسکون شکایت تیری

دیگر

یارب مجھے فرض ہے عبادت تیری ‏— کچھ مجھ سے ادا ہوئی نہ طاعت تیری
کیا کچھ نہ جہان مین تو نے بخشا مجھکو ‏— افسوس ہوئی نہ قدر نعمت تیری

دیگر

مکار ہین جتنے لمبی ڈاڑہی والے ‏— قصاب ہین یہ چہری کٹاری والے
ہے ریش دراز اک دغا کی ٹٹی ‏— کرتی ہین شکار خوب جھاڑی والے

دیگر

عابد ہو فقیہ ہو گدا ہو یا شاہ ‏— کرتی ہے ہر ایک کو یہ مجبہ گمراہ
صد شوہر و یک عروس زال دنیا ‏— لاحول و لا قوۃ الا باللہ

دیگر

یہ اصل سے ہے خطا کی امید ‏— نیکی کی امید سے ہے بدی کی امید
کرتی ہین حلال یہ اوسیکو پہلے ‏— رکھتا ہو جو اوسنے دوستی کی امید

دیگر

انسان نہ بخیل سے کبھی ہمسا ہے ‏— سایہ سی جیا تنک کہ بچا جاے بچے
اپنے پہ ہنوز ان جو پا جائے رسوخ ‏— سچ ہے کہ خدا لے گنجے کو ناخون نہ دے

تخمیس بر غزل مولانا محمد خان قدسی

عیدا جان جہان نازش عالی نسبی ‏— شورش حسن نہان مظہر سر عجبی
آب و رنگ چمن ہاشمی و مطلبی ‏— مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اللہ اللہ رے ای عشق تری بوالعجبی — لے اوڑہی حسن کو خود حسن کی شہرت طلبی
گفتگو وحدت وکثرت مین ہے اب بے ادبی — مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جلوہ گر کسکے کرشمے سے ہوئی دیر وحرم — کسکی آئینہ طلعت ہین حدوث اور قدم
تجھہ سوا کون ہے اسے چشم وچراغ عالم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

مرحبا شوخی نیرنگ جمال اکبر — ہے ادہر نقش حدوث اور اودہر رنگ قدم
ہر دو عالم مین دکھایا غرض اپنا عالم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

ننگی ہے میرے اعمال سے کیا کچھہ مجھپر — جادہ جادہ ہر دم تیغ کدہر جاؤن کدہر
نگہ لطف سوا کوئی نہین جاے مفر — چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی ومطلبی

آرزومند ہین طوبیٰ وبہشت وکوثر — کہ تیری ایک نگہ لطف وکرم ہو ہمپر
زمزمہ سنج ہے ہر حور بہشت انور — چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر

اے قریشی لقبی ہاشمی ومطلبی

طے کئے تو نے ہین ایکدم مین بعزم گلگشت — اول گلشن فردوس سے لیکر تا ہشت
عرش اعظم ہے تیرے توسن چالاک کا دشت — شب معراج عروج تو ز افلاک گذشت

بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

یہان نہ اب موسیٔ عمران ہین نہ امین ہے نہ دشت — عیسیٰ و چرخ چہارم نہ بہشت ہشت
سے ہے مقام فتدلیٰ پہ حدیثِ گلگشت — شبِ معراج عروجِ تو ز افلاک گذشت
بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

ہوگی جب گرمیِ ہنگامۂ محشر بیتاب — آپ سے عرض مرا ہونگی رفیع الدرجات
اے سراپا کرم وجود و سخا و برکات — ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ہی آبِ حیات
رحم فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

حامیِ کشتیِ امت ہی تو اے خضرِ نجات — تیرے صدقے سے خطائیں ہین ہماری حسنات
رستگاری ہو جو محشر مین تو ہی تازہ برات — ما ہمہ تشنہ لبانیم تو ہی آبِ حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

ہے تیری ذات شہا چشمۂ جود و اکرام — تلخ کامانِ ضلالت ہی ہوئے شیرین کام
قلزمِ رحمتِ باری سے تو اے شاہِ انام — نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سرسبز مدام
شد از آن شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

نزہت مین قدم سے تیرے اے رحمتِ عام — تر و تازہ چمنِ قدس و ریاضِ و ایام
کیا دمِ صبحِ ازل تا سحرِ روزِ قیام — نخلِ بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام
شد از آن شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

خاک سے پہلے تیرا نور ہوا جلوہ فزا — جوہرِ نور کجا و جسدِ خاک کجا
ذرہ و مہر مین ہے فاصلہ ارض و سما — نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

دور پہنچا ہے قدم سے تیرے عرشِ اعظم — شاد ہین مدح نگاری سے تری لوح و قلم

زمزمہ لب پہ ہے ہر جن و بشر کی ہر دم | نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوے تو شد بے ادبی

دیکھنا لاف زنی اور میرا روسے ورّم | کیا کہا قہر کیا ہاے غضب واے ستم
سر خجالت سے گریباں میں فرو ہے ہر دم | نسبتے خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگِ کوے تو شد بے ادبی

ہوتی آئی ہے کہ شاہانِ جہاں کی منشور | باقی رہتی ہیں اشاعت بزبانِ دستور
تھی مثلث میں مگر حرمتِ یثرب منظور | ذاتِ پاک تو درین ملکِ عرب کرد ظہور

زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی

مظہر لطفِ خدا نورِ خدا شانِ خدا | ہون ثنا سنج ترا اسکے سوا اور میں کیا
یا رسولِ مدنی صلے علی صلے علی | نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

راحتِ قلبِ حزین داروئے دردِ جگری | درد مندانہ شفا جو ہے ظہیرِ قدسی
یا معین الضعفا خذ بیدی خذ بیدی | سیدی انت حبیبی و طبیبی قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پئے درمانِ طلبی

تخمیس بر غزل مولانا محمد صدر الدین خانصاحب بہادر مرحوم
صدر الصدور دہلی المتخلص بہ آزردہ

تردد سے ہے گر زہد کے باب میں | ملا آبِ زمزم سے تاب میں
تکلف سے کیا بزمِ احباب میں | پلا ساقیا مے خنک آب میں

کہ تہمتی نہیں تو یہ مہتاب میں

سلامت اگر چشم پرآب ہے | تو یہ خاکدان نذر سیلاب ہے
مصیبت میں کیا جان بیتاب ہے | ان آنکھوں سے پنجاب بہتا آب ہے

بڑھے اور دو چند پنجاب میں

یہ ہیں حسن و الفت کے راز و نیاز | ہوئی محو یکسر نشیب و فراز
سجود خدا میں بھی آئے نہ باز | گیا دین گیا حضورِ نماز

وہ یاد آئے ابرو جو محراب میں

الٰہی عدو جس سے شرمائی دے | الٰہی جہان جس سے گھبرائی دے
الٰہی زمین جس سے تھرائی دے | الٰہی فلک جس سے پھٹ جائی دے

وہ تاثیر آہِ جگر تاب میں

نہ پائے جہان میں سراغ ابر کا | نہ سرسبز ہرگز ہو باغ ابر کا
نہ لبریز ہو پھر ایاغ ابر کا | نہ ہو آسمان پہ دماغ ابر کا

جو ہمت ہو کچھ چشم پرآب میں

تغیر ہوا کیسے زمانے میں کب | دگرگون ہوا حال دوران جو اب
فلک نے دکھایا یہ کیسا غضب | وہ عریان ہیں سراپا میں تھی جنکی شب

گذرتی سمور اور سنجاب میں

لگاتا ہے گر ہاتھ پورا لگا | کہ حاصل ہو بسمل کو لذت ذرا
نہیں ہے جو سوزش تو پھر لطف کیا | ملے کچھ تو زخم جگر کا مزا

بجھا کر رکھا تیغ زہراب میں

جو ہون ایک جا مصطفیٰ خانسے پہر | ہنون ہم جدا مصطفیٰ خانسے پہر
کہان آشنا مصطفیٰ خانسے پہر | خدایا ملا مصطفیٰ خانسے پہر

وہی ایک باقی ہین احباب مین

کسیکے کہو کوئی کیا دل کا حال | کہ بیدرد کیا جانے گہائل کا حال
جو پوچہو تو بسمل سے بسمل کا حال | کہون باغبان کیا عنادل کا حال

کہ سنکر یہ بیگانہ تو تاب مین

برو نکی نہ جانون پہ بجلی گری | نہ ان آسمانون پہ بجلی گری
کہ ہم بیزبانون پہ بجلی گری | بلند آشیانون پہ بجلی گری

جو نیچے تہے ڈوبی وہ سیلاب مین

ظہیر آج بیتاب ہین دل جگر | گیا شوق پابوس حد سے گذر
تلطف کی شاید ہوئی ہو نظر | نہ آے ہون آزردہ لینا خبر

پڑی دہوم یہ سارے پنجاب مین

تخمیس بر غزل حضور پر نور ناظم بے نظیر ناثر بے مثال حضور امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخانصاحب بہادر صولت جنگ جی سی۔ آئی۔ ای فرمانروائے ٹونک دام اقبالہ

ترنم ریز مرغان خوش الحان ہوتی جاتی ہین | نواسنجان گلشن تہنیت خوان ہوتی جاتی ہین
چمن شور عنادل سے پرافغان ہوتی جاتی ہین | خزانکی پہر پہر جیب و گریبان ہوتی جاتی ہین

گل و غنچہ چمن مین زیبِ دامان ہوتی جاتی ہین

جنونکا جوش ہے وحشت کے سامان ہوتے جاتی ہین ۔ ہم پھر ارتباطِ دست و دامان ہوتے جاتی ہین
کہین تارِ رفوندر گریبان ہوتے جاتی ہین ۔ بہار آئی ہے پھر تازہ خیابان ہوتے جاتی ہین

مطر اسبزہ و گل سے گلستان ہوتے جاتی ہین

نویدِ وصل ہے عشرت کی سامان ہوتے جاتی ہین ۔ وداعِ غم ہے رخصت رنج حرمان ہوتی جاتی ہین
فراہم سازو برگِ خورمی یان ہوتی جاتی ہین ۔ اثر اب آہ کے ایدل نمایان ہوتی جاتی ہین

جفا سے اپنے دلمین وہ پشیمان ہوتی جاتی ہین

ہوا ہے سوزِ غم سے سینہ اپنا صورتِ گلخن ۔ ہوائی فصل گل ہے اور اس آتش پہ دامن زن
گلِ داغِ کہن کہل کہل کر دکہلانے لگے جوبن ۔ نہ مٹ جائے بہارِ گلستان اے غیرتِ گلشن

ہمارے داغہائے دل گلستان ہوتی جاتی ہین

یہ اندازِ ستم تو کچھہ نرالے ہین زمانے سے ۔ جفا عاشق پہ تم کرتے ہو سو حیلے بہانے سے
دلِ برہم شدہ کی کیا تمہین حاصل ستانے سے ۔ سنوار و آگے آئینہ کو رکہکر انکو شانے سے

ہوا سے بال گیسو کے پریشان ہوتی جاتی ہین

نہین وہ بھینی بھینی بو گل و نسرین کی خرمن مین ۔ نہ وہ رنگت ہے رنگت مین نہ وہ جوبن ہے جوبن مین
اثر الباس ریزی کا ہے اب بلبل کی شیون مین ۔ وہ رشکِ گل مگر گلگشت کو آتا ہے گلشن مین

وفورِ شرم سے گل چاک دامان ہوتے جاتی ہین

پڑی ہے اوس گلشن پر بہار روئی خندانسے ۔ خجل الماس و گوہر ہین صفای آب دندانسے
لبِ جان بخش بھی پہلی ہی رنگین رنگ مرجانسے ۔ فزون تر اور بھی حسرت ہوئی ہے سرخئی پانسے

لبِ رنگین تیری لعلِ بدخشان ہوتی جاتی ہین

تمہاری شعلۂ رخسار سے گلشن بھڑک اٹھا
ہر ایک نخلِ گلستان ہے دہو کا نخل ایمن کا

بیانِ آتشِ نمرود کیا اور آتشِ گل کیا
جلایا آتشِ رشکِ قدِ موزون نے کچھ ایسا

صنوبر باغ کے سرو چراغان ہوتی جاتی ہیں

ظہیر اپنا عمل ہی کیون نہ حضرت کی سخن پر ہو
سخن ہی وہ کہ ریوو رنگ سے عاری سراسر ہو

بیان واقعی ہو فرق اسمین ہو تو کیونکر ہو
دل شوریدہ کیونکر اسے خلیل اپنا نہ مضطر ہو

ہوا سے یار کے گیسو پریشان ہوتی جاتی ہیں

قصاید

قصیدہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدۂ اول در حمد و ثنای حضرت خداوند عز و جل و نعت حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و مناقب آلہ الاطہار و مدح اصحاب کبار سلام اللہ علیہم اجمعین

زہے کرامتِ توحیدِ ایزدِ غفار
زبانِ خامۂ معجز رقم ہے گوہر بار

مہین و ملک و قادر و رؤف و رحیم
نصیر و ناصر و دیّان و واحد القہار

مصور و صمد و ذوالجلال و الجبروت
محی و مالک و دارا و داور داوار

خدائے برتر و برحق بری ز چون و چرا
بصیر و سامع و رحمٰن و ارحم و ستار

قوی و قادر و قیوم و لاشریک لہ
دلیل و ہادی و برہان خالق الجبار

غنی و باسط و منان و خالق سبحان
خدائے جان و جہانیان و مالک مختار

وہ نقش بند بدایع نگار جسکے ہین
نگات خامۂ قدرت ثوابت و سیار

وہ بادشاہ کہ فرمانروا ہے بیدستور
وہ کبریا کہ کسیکی نہین مدد درکار

وہ حکمران کہ مقضا و قدر ہین فرمان بر
وہ تاجور کہ ازل اور ابد کا ہی مختار

وہ بادشاہ کہ جسکا نہین مشیر و ندیم
وہ بے مشیر نہین جسکو مشورہ درکار

وہ ذوالجلال کہ ہی حکمران کن فیکون
وہ کردگار کہ بے کارکن ہی کاربرار

وہ بے نیاز کہ جسکا کرشمۂ قدرت
نیاز عاشق و ناز بتان لالہ عذار

وہ کبریا جسے شایان ہی کبریا و منی
وہ ذوالجلال کہ معبود کا فرو دیندار

وہ بادشاہ کہ جسکے گدائی ناصیہ سا
سپہر و مہر و نجوم و ثوابت و سیار

وہ دستگیر کہ جسکا جہان ہی دست نگر
اور اوسکے فیض کی محتاج ہین صغار و کبار

وہ حکمران کہ فقط حکم کن کی ہو تی ہی
جہان و کرسی و لوح و قلم ہوئے تیار

زہے طراز نگار جہان بو قلمون
زہی نگارش تحریر کلک صنع نگار

نہ اوسکے کام مین کچھ پیشکار کی حاجت
نہ اوسکی کارگذاری مین دخل کارگذار

نہ اوسکی دست کو درکار آلۂ تعمیر
نہ اوسکے قصر عمارت مین حاجت معمار

وہ اوستاد کہ جسنے ظہور قدرت سے
بلند سقف فلک کو کیا ہی بے دیوار

نہ اوسکے حرف پہ جاوی بنانِ انگشت نہ اوسکی قدرتِ کامل مین عقل و فہم کو بار
حکیم اور وہ ایجاد آفرین جسنے کیا بخار سے قایم یہ گنبدِ دوار
کیا بروج سے زیبا سپہر نُہ طارم کیا زمین کو محصور آبگینہ حصار
بخار آب سے پیدا کیا سپہر برین دیا زمین کو بالای موج آب قرار
بچھایا خاک پہ حکمت سے فرش بوقلمون کیا سپہر کو انجم سے مطلعِ انوار
جو اوسکی قدرتِ نیرنگ کار یار نہو ابھی یہ کارگہِ بے ستون ہو مسمار
نہ صلب سنگ سے پیدا ہو لعل آتش رنگ صدف کے بطن سے نکلے نہ گوہر شہوار
وہ بادشاہ کہ جسکا سریر عرش مجید وہ بادشاہ کہ جسکا قلم ہی نامہ نگار
وہ بادشاہ کہ جسکا پیامبر ہی رسولؐ رسول وہ کہ رسولونکا سرور و سردار
یہین خلیفۂ عالم محمدؐ عربی حبیب خالق کونین احمدِ مختار
اصول عالم ایجاد سیدِ لولاک شفیع روزِ قیامت قسیم جنت و نار
ظہور نور محمد نتیجۂ ایجاد شہود جلوۂ مستور مظہر الانوار
چراغ یثرب و بطحی امام جملہ رسل امین سر حقیقت امانِ روز شمار
یگان گوہر دریای رحمت سبحان نگین خاتم کونین مخزنِ اسرار
فروغ عرش مبین زیب مسندِ قوسین سوار عرصۂ اوحی شہ براق سوار
حبیب خالق کونین سرور دارین کہ انبیاء سلف کا ہی قافلہ سالار
وہ مقتدا کہ ملائک ہین مقتدی جسکی وہ پیشکار کہ پیشینیان ہین پیرو کار
رکھی عدم سی نہ ملکِ قدم مین گر وہ قدم کھلے حدوث و قدم کا نہ حال کچھ زنہار
نہ صلب نوح مین گر ہو وہ گوہر مکنون تو غرقِ کشتی نوح بھی ہو سو سو بار

اگر وہ خلقتِ عالم کا ہو نہ پشتِ پناہ
تو آفرینشِ آدم کبھی ہنوز نہار

گر اوسکا نور جہانگیر آب پاش نہو
نہو وہ آتشِ سوزانِ خلیل پر گلزار

مفخر اوسکی قدم سے ہے ساحتِ افلاک
منور اُسکے سبب سے ہے گنبدِ دوار

وہ برق نور جو موسیٰ نے طور پہ دیکھی
اوسیکا جلوہ ہی ضیا ہی جبین پُر انوار

جو ذات پاک نہ باعث ہو آفرینش کی
جہانِ کتمِ عدم سے نہ خلق ہو زنہار

فروغِ گوہرِ آدم شرافتِ حوا
امام سبحۂ ابرار آلہ الاطہار

وہ آلِ پاکِ رسولِ خدا جنابِ بتول
ازل سے جنت و کوثر کی مالک و مختار

بتولِ پاک جگر گوشۂ رسولِ کریم
کہ نورِ عین کیے راہِ حق میں جسنے نثار

وہ نورِ عین تھے یعنے حضرتِ سبطین
دلِ بتولؓ و جوانانِ خلد کے سردار

شہید جادۂ تسلیم سید الشہدا
کہ جد پاک ہیں دونونکے سیدِ ابرار

شہے سریرِ رسالت مہِ فلک خرگاہ
وہ بارگاہ کہ رکن تھین ہی جسکے چار

چراغِ بزمِ رشادت خلیفۂ اول
مشیرِ خاص و ندیم و وزیر عاشق و یار

وہ کون یعنی ابوبکرؓ دوستدارِ رسول
وہ کون حضرتِ صدیقؓ صادق الاقرار

نکو خصال و نکو دانش و نکو منظر
ستودہ کار ستودہ عمل ستودہ شعار

یہ عدل و داد ہے اوسکی زمانِ نصفت میں
کہ مال و زر ہیں برابر ہیں پر زر و زردار

زبسکہ ہیچ سمجھتا ہے مال دنیا کو
نظر میں اوسکی نہیں قدر درہم و دینار

وہ سعی و جہد ہے راہِ جہاد میں اوسکو
کہ چھپتے پھرتے ہیں گوشونمیں مشرک و کفار

دیا رواج ہے وہ سنتِ پیمبر کو
کہ زہد و ورع کی ہے ہر سو ہی گرمی بازار

یہ اجتناب نے اوسکی رواج پایا ہے
ہوئی ہے فاسق و فاجر کو زندگی دشوار

اور اونکے بعد خلافت ہین حضرت فاروق ۔ عمرؓ خلیفۂ دویم مخالفِ اشرار
خدیوِ لشکرِ اسلام رایجِ سنت ۔ معینِ اہلِ جماعت معاونِ انصار
کیا وہ صاف عدالت سے حق و باطل کو ۔ کہ زید و بکر مین ہیر عمر بھر ہنو تکرار
سنیب لشکر اسلام سے زمانے مین ۔ ہر ایک موبدِ ترسا ہے زاہدِ دیندار
یہ خوف ہے کہ مبدل ہوا ہے رند سے کفر ۔ بنا ہے رشتۂ تسبیح رشتۂ زنار
وہ جنگجو کہ کیا اک جہان کو زیر و زبر ۔ کہ اوسنے فتح کیے ہین جزائر و امصار
لیا ہے اوسنے زمانے کے خشک و تر سے خراج ۔ کہ اوسکے قبضے مین ہین کل جہان کے دشت و کہسار
سیوم وزیر پیمبر امیر ذوالنورین ۔ کہ جسکا غلبۂ عالی سے ہے مشرقِ انوار
وہ کون حضرتِ عثمان خلیفۂ ثالث ۔ غنی و باذل و جواد و سرور و سردار
وہ وہ غنی ہے کہ تونگر ہین جسکے دست نگر ۔ کہ بے زرونکو کیا جسنے دفعتاً زردار
وہ وہ غنی ہے ہمہ عمر جسکے سایل نے ۔ سنا زبان سے اوسکی نہ کلمۂ انکار
سخا و بذل مین حاتم کو اوس سے کیا نسبت ۔ کرے گر ایک طلب اوس سے دے وہ ایک ہزار
خدا نے بخشی ہے اوسکو وہ ہمتِ عالی ۔ کہ اوسکو لاؤ نعم سے نہین ہے کچھ سروکار
چہارم ابن عم مصطفیٰ امام ہدیٰ ۔ قسیمِ کوثر و تسنیم حیدرِ کرار
ابو الحسن شہ دلدل سوار زوج بتول ۔ اخی و ہمدم و داماد احمدِ مختار
کنندۂ درِ خیبر درندۂ اژدر ۔ علی ولی اسد اللہ قاتلِ کفار
شہِ سریرِ خلافت خلیفۂ برحق ۔ اخی و قوتِ بازوے سید ابرار
وہ مرتضیٰ کہ جو سویا نبی کی بستر پہ ۔ کیا نہ جان گرامی کا پاس کچھ زنہار
وہ مرتضیٰ کہ کہین جسکو لحمک لحمی ۔ زبانِ پاک و مبارک سے احمدِ مختار

وہ مرتضیٰ کہ طریقِ شہود و عرفانمین
سبک روانِ طریقت کا قافلہ سالار

وہ مرتضیٰ کہ رہِ حق مین دیدیا خود کو
وہ مرتضیٰ کہ دل و جان سے ہے نبی پہ نثار

وہ مرتضیٰ کہ دمِ جنگ جسکی تیغ کی آنچ
مخالفانِ نبی کے لئے عذاب النار

وہ بوتراب کہ حمزہ ہے جسکا عمِ بزرگ
وہ بوتراب اخی جسکا جعفرِ طیار

وہ بوتراب کہ دوشِ رسول پر چڑہکر
بناے کفر کو کعبہ سے کر دیا مسمار

ابوتراب شہ ذوالفقار تابِ علوم
خدا کا شیر ید اللہ صفدرِ جرار

وہ بوتراب کہ جسکا ہے مولد و مشہد
حریم خاص خداوند واحد القہار

ظہیر کیا مجھے یاد آیا مطلعِ استاد
زہے کرامتِ مداحِ حیدرِ کرار

علی سے کیونکہ ہنو زیرِ لشکرِ کفار
علی ہے شکلِ علی اور علی ہے حرفِ جار

یہ التماس ہے خدمت مین یا رسول کریم
گدا ہے در ہون ترا اور غلام مدح نگار

نہ کہہ نگاہِ خلایق مین تو حقیر و ذلیل
شہنشاہا تیری امداد ہے مجھے درکار

نہ دی کسی نے جہانمین میری کمال کی داد
غضب ہے مجھکو نہ سمجھا کسینے آدم کا

مٹا دیا میری نکبت نے میرے جوہر کو
رکھا زمانہ نا ساز نے ہمیشہ خوار

گلہ نہین ہے مجھے اپنی شکستہ حالی کا
کریگا قدر میری کیا زمانہ غدار

بجا ہے ناز میرا جسقدر ہون مین نازان
روا ہے فخر مجھے جسقدر کرون اظہار

مری نگاہ مین ہے ہیچ ثروتِ دنیا
کہ مجھکو دولتِ الفقر سے ہے شان و وقار

کہان سے سلسلہ میرا ہے کون ہین آبا
غلام خاص ہون کسکا ہون کسکا مدح نگار

ظہیر وقتِ مناجات ہے نہ وقتِ گلہ
دمِ گلہ ہے کہ یہ وقت توبہ استغفار

ہزار توبہ بدرگاہ قاضی الحاجات — ہزار کردہ ناکردنی سے استغفار
شہنشہا ملکا داورا خدا وندا — سوا تری نہین کوئی معاون وغفار
نہین ہے کچھہ تری رحمت کا اے رحیم حساب — نہین ہی کچھہ میری تردامنی کا حصر و شمار
الہی تیری رضا کا کیا نہین کچھہ کام — گناہگار وسیہ رو ہون عاجز و نادار
مرے گناہ کو کر عفو اے غفور رحیم — بحق سید ابرار و آلہ الاطہار
تری جناب سے اب مغفرت کا خواہان ہون — مرے گناہ کو کر عفو اے مرے غفار
غرض نہین ہے مجھے کچھہ بہشت و دوزخ سے — تری رضا پہ ہون راضی ہین کے امر مختار

قصیدہ دوم

قصیدہ دویم در تہنیت تقریب جشن جوبلی شہنشاہ دوران فرمانروای ہندوستان وانگلستان بخشندۂ تاج و دیہیم ستانندۂ ہفت اقلیم سلطان بنت سلطان خاقان بنت خاقان اعنی حضور ملکہ معظمہ مخدومۂ ملکہ جہان قیصرۂ ہندوستان شہنشاہ انگلستان ملکہ کوئین وکٹوریہ اورنگ آرای سریر جہانبانی مربع نشین صدر سلطانی

ادام اللہ اقبالہا وضاعف اجلالہا

کھولدی ہی بہر تماشا چشم انجم آسمان — آج ہے تقریب جشن قیصرۂ ہندوستان

آج ہے اہل جہان کو وہ عیش و سرور | آج ہے مفتوح باب بہشت شاہ جہان
وہ در عالی کہ ہے رفعت میں کیوان سے بلند | وہ در عالی کہ ہے شوکت میں ہفتم آسمان
وہ در عالی کہ جسکا نام ہے باب کرم | وہ در عالی کہ ہے امیدگاہ بیکسان
آج اس در سے کہلے ہیں عقدۂ امید خلق | آج ہیں مفتوح باب رحمت حق بیگمان
جانتا ہے تو کہ ہے کس کاخ کا وہ باب فیض | جانتا ہے تو کہ ہے کس قصر کا وہ آستان
خاک ہے جس آستانکی سرمۂ اہل نظر | ہے زمین جس آستانکی آسمان کا آسمان
کاخ وہ جس تک نہیں وہم رسا کو دسترس | قصر وہ جس تک نہ پہونچے طائر عقل و گمان
رفعتوں میں جو صلی عالی ہمم کر پست ہیں | ہے مکین کی ہمت عالی پہ خود نازان مکان
سرفرازوں کو لئے افتادہ کی لئے پر ضرور | اسلئے ہے سایہ افگن بر سر اہل جہان
بسکہ ہے سایہ بہی اسکا اوج سے گذرا ہوا | ہے یہی اور ممکن نہیں مثل مکان لامکان
ہے اگر پائین تو ہان پائین سقف عرش ہے | ہے اگر بالا تو ہے بالائی قصر آسمان
قصر کیا رفعت میں ہے ہفت آسمان سے بھی بلند | قصر کیا وسعت میں ہے اکجا جہان در جہان
خلد ہے روے زمین پر از رہ ناز و نعم | آسمان حسن و خوبی ہے بزیر آسمان
ہین صفا سے موجۂ آب گہر دیوار و در | یا بیاض صبح صادق جلوہ آرای مکان
ہے سراپا چشمۂ آب لطافت موجزن | یا محیط قصر ہے نور نگاہ مردمان
ہے سفیدی میں بیاض دیدۂ اہل نظر | شک ہوتا ہے طلوع صبح صادق کا گمان
باعث حسن صفا نقش ہیں ہائی نگاہ | ہے لطافت سے لطافت جلوہ آرا اس مکان
جھک گیا ہے آسمان بہر سلام پیش طاق | ہے خم محراب والان سجدہ گاہ یک جہان
بسکہ ہر محراب ایوان ہے مثل ماہ نو | اک مطلع ہے ہین طالع صد ہلال آسمان

سایۂ عکس نظر دکھلا رہا ہی دہوپ چہاؤن — رنگ آمیزی ہی یا ہے رنگِ عذارِ گلرخان

یہ بلورین قصر رشکِ پیکرِ زرنگار ہے — بلکہ نقشِ اخترِ شب رنگ سازِ آسمان

جلوہ گر ہی اک نگارین پیکرِ پروین پرند — اب کملی سی ہی نقشِ نقشبندِ کن فکان

ہر ستون مانندِ عہدِ باوفا صاف و متین — نازک و شفاف مثلِ ساعدِ سیمین بتان

ہی عجب صحنِ محل مین کچھ فضای دلکشا — ہر دلِ پژمردہ ہوتا ہی شگفتہ غنچہ سان

ہر خمِ محراب دالان یون شکن اندر شکن — تابِ گیسو جسطرح زیبِ جبینِ گلرخان

کر رہی ہی یان نگاہِ نازنینان رفت و روب — ہر دلِ صافی صفت گردِ کدورت بی نشان

بسکہ ہر گام پر نورِ نظر سے جلوہ ریز — جادہ جادہ کہکشان صحنِ زمین ہے آسمان

روشنی کچھ اسقدر ہی جہاڑ اور فانوس کی — ہو گئی شامِ غریبان صبحِ وصلِ بیدلان

عکس افگن یکسر ہین آویزہ ہای رنگ رنگ — قصرِ بلورین پہ ہے قصرِ جواہر کا گمان

جہاڑ مین بلور کی ہین لالہ ہای لال فام — برگ ہین برگِ زبرجد شاخ مرجان ٹہنیان

ہر شجر بلور کا رشکِ نہالِ طور ہے — یا فروزان ہی ثریا زیرِ سقفِ آسمان

ہانڈیان فیروزہ گون فانوس ہین یاقوت فام — لعل گون گیلاس ہین یا ماس گون ہین مرتبان

وسعتِ آئینہ سی حیران ہون آخر کیا لکہون — ثمر دیے جو خرد دیے وہ دیا کلان ہی کلان

ہو دو گر بڑی ہین کیلکہ پردہ ہای زرنگار — بسکہ ہی لعل و گہر کا گوش پر بارِ گران

سو تو نکی جلوتین فرشِ زمین ہونیکو ہین — دستگہ ہر پاش شہ کو دیکہکر گوہر فشان

ہے جہاڑ آبگینہ شمعِ محفل کے لیے — تا نہو اس بزم مین پروانگی کا زیان

فرشِ ایوانکی لطافت پر جہا جاتا ہی دل — بسکہ ہی رنگین لباسِ رنگ طبعِ نکتہ دان

قاقم و سنجاب و دیبا ہی بچہا سی گرد پوش — فرش پا انداز ہین خرد حریر و پرنیان

شرم آتی ہی یہان رکہتی ہوئی پاسے نگاہ ۔ بسکہ ہین گلہائی قالین فرش چشم گلرخان
صرف آرایش ہوئی اس قصر مین لعل و گہر ۔ آج برآئی تمنای دل دریا و کان
ہین اگر قصر جواہر آسمان پر جلوہ گر ۔ یان زمین پر قصر گوہر ہی یہ بلورین مکان
جسکے ہین ہر ہر قدم سے یہ محل قصر بہشت ۔ جس مکین کی شان سی ہی یہ مکان عالی مکان
زیب اورنگ جہان بانی ہی وہ کیوان سریر ۔ بانی رفعت اس محل کا ہی بفرق فرقدان
آج اس قصر معلی کا فلک پر ہی دماغ ۔ قصر ہی قصر فریدون شاہ ہی شاہجہان
آج ہی جشن جلوس داور جمشید فر ۔ جشن ہی جشن سکندر بخت سے بخت کیان
خسرو اقلیم یورپ بادشاہ انگلینڈ ۔ مرجع اہل جہان شاہنشہ شاہنشہان
صدر اقلیم فرنگستان کوین وکٹوریہ ۔ تاج بخش تا جداران قیصر ہندوستان
آج ہین مفتوح روی خلق پر ابواب فیض ۔ آج رشک خلد ہی یہ روضہ جنت نشان
آج دربار معلی مین ہی سبکو بار عام ۔ آج برآئی تمنائی دل خرد و کلان
آج طغیانی پہ ہی بحر کف دریا نوال ۔ آج ہے بارندگی پر ابر دست درفشان
آج ہین صرف کرم معمورہ ہای سیم و زر ۔ آج ہین وقف ستم لعل و در و دریا و کان
شکل چشم آزورہاسے خزاین باز ہین ۔ ہی صلا خوان یغما ہر گنج شایگان
آج وہ دن ہی کہ سونہین تلون مثل کلیم ۔ آج وہ دن ہی کہ پر ہو لعل و گوہر سے دہان
بخشش سیم و طلا سی ہی رعیت شادکام ۔ قسمت انعام خلعت سے ملازم شادمان
ہی عطای شاہ سے شاہ و گدا از لعیت پوش ۔ غرق بحر سیم و زر ہین ہر کہان و ہر مہان
ایک جانب سر بسر شہزادہ ہای نامدار ۔ ایک سو جملہ وزیران و صفیران جہان
ایک سو رکن رکین دولتین عالیین ۔ ایک جانب حاذق دوران اطبای زمان

ایک جانب ہمبرانِ صدرِ صدرِ مملکت ایک جانب کو وزیرِ کشورِ ہندوستان
رونقِ دربار یک سو سروران زر بجو نیزہ باز و تیغ زن گردن زن گردنکشان
جوق جوق اہلِ قلم زرین قبا زرین کمر خیل خیل اہلِ علم زرین لوا زرین نشان
ایک جانب فوجِ سرہنگان گروہ اندر گروہ ایک سو ابلق سواران ہمعنان اندر عنان
بر سرِ اجلاس ہی تو شاہ گردون سریر جلوہ گر تختِ سلیمان پر ہے بلقیسِ زمان
بانوی شیرین کنیز و خسرو دریا نوال داورِ دیہیم بخش سرورِ کشورستان
یک نگاہ مہر زا ان یک سپہر عدل و داد یک جہان بذل و احسان یک سحاب درفشان
قیصر و فغفور چاکر داور داور پناہ سرورِ سرور نواز و بانوے کدبانوان
سرمۂ چشمِ تمرد اوسکی خاکِ بارگاہ سجدہ گاہ سرکشان دہر اوسکا آستان
صولتِ گرزِ گران پیکرِ سر نخوت شکن سطوتِ تیغِ دو دم گردن زن گردنکشان
جوہرِ ادراک کشافِ ضمیرِ مستتر طبع صافی چہرہ پردازِ معانی و بیان
بارِ احسانسے ہی اسکے پیر گردون پشت کوز حلم سے اسکے سبکتر کاہ سے کوہِ گران
قاطع بنیانِ جور شایعِ صلح و سداد بانی عدل و عدالت ثانی نوشیروان
باعثِ رفعِ خصومت ہے ترا دوران عدل پاسبان گلہ بزغالہ ہے شیرِ ژیان
ہی نگاہ فیض مین کیفیتِ جر ثقیل کچھ سبکتر کاہ کاہیدہ سے ہے کوہ گران
کشتِ دل مین ہی مسرت کو قوای نامیہ ہی نسیمِ خلق مین تیری خواص کہکشان
آبیاری گر کرے تیری نسیمِ مکرمت ہو زمین شور مین نشو و نمائے گلستان
دور عشرت مین ترے کوئی نہین ناکام عیش ہے ترے دشمن کو وصل گو عمرِ جاودان
کیون نہ ہو آرایشِ گیتی کہ ہی دستورِ شاہ داورِ عادل گورنر خسرو ہندوستان

بس ٹھہر اے مدح خوان رنگین بیانی تا کجا
ہان ثنای شاہ کو درکار ہو لیکن بیان

اب دعای شاہ پر کر اختتام تہنیت
ناگوار طبع نازک تا نہو طول بیان

یا الٰہی تا زمانے مین ہے قایم زمین
اور بالاے زمین جبتک ہے سقف آسمان

حکمران اہل جہان پر قایم و دایم رہے
خسرو قیصر لقب فرماندہ ہندوستان

ہو مبارک شاہ کو یہ بزم جشن جوبلی
اور ہوا خواہان قیصر ہون ہمیشہ شادمان

ہو اللہ اکبر

قصیدہ سوم

قصیدہ در تہنیت تقریب سالگرہ اعلیٰ حضرت قدر قدرت خداوند نعمت آقای نامدار شہریار فلک اقتدار ناظم سلطنت با اقبال امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر صولت جنگ جی - سی - آئی - ای - فرمانرواے دارالاسلام ٹونک خلد اللہ ملکہ

کہ کسکی سالگرہ کی خوشی سے عالمگیر
کہ موج موج صبا ہے چمن چمن مین بشیر

نوید امن و امان عام ہے جہانکے لیے
ہی نشاط سے مدہوش ہین صغیر و کبیر

زمانہ از سر نو آب سے ہے محو آرایش
بدل گئی ہے کواکب کی یک قلم تاثیر

نہ وہ عناد فلک سے نہ وہ فساد زمین — نہ وہ عجوزۂ دنیا نہ وہ زمانۂ پیر
کچھ اور رنگ جہاں ہی کچھ اور ناز و نعیم — قلیل رنج و الم ہیں نشاط و عیش کثیر
زمانہ عیش و طرب سے ہوا ہی مالا مال — نہال دولت شادی ہیں غنی و فقیر
لباس اہل دول کا ہے جامۂ زربفت — گدا کا دلق گدائی ہے خلعت کشمیر
بغل میں اہل چمن کی قبا ہے استبرق — ردا ہے سرو صنوبر پہ ہے پرنیان و حریر
نفس نفس سے ہے ہم آہنگ نغمۂ شادی — زبان زبان سے ہے ترنم سرا دم تقریر
ہر ایک نہال گلستاں ہی غیرت طوبیٰ — ہر ایک نورس گلشن ہی لعبت کشمیر
یہ انبساط ہوا سے ہے باغ کا عالم — روش روش ہی چمن اور چمن بہشت نظیر
چمن میں ہر یہ عروسان باغ پر جوبن — کہ گل سے ہے شاہد رعنا تو غنچہ ہی تصویر
نہال آرزو سے بیدلاں ہیں بار آور — کھلے ہیں غنچۂ امید خاطر دلگیر
نوید سال گرہ کی ہے جشن اعظم ہے — در حضور پہ ہے مجمع صغیر و کبیر
ظہیر تو بھی وہیں چل کے تہنیت خواں ہو — کہ تا رہے نہ تجھے احتیاج شاہ و وزیر
وہ شہریار کہ ہم شکوہ آفتاب اکلیل — مہ منیر امارت شہ سپہر سریر
سپہر مرتبہ نواب آفتاب کلاہ — پناہ اہل جہاں شہریار کشور گیر
خلیل کعبۂ ایمان محمد ابراہیم — سمی اسم علی خان آسمان توقیر
سہیل کوکبۂ فرمانروائے دولت ٹونک — وزیر ملک بہادر امیر ابن امیر
معین زہد و شریعت نصیر ملت و ملک — پناہ دین نبی سایۂ خدائے قدیر
بتاب نیر اقبال مہ ممالک آرائے — بزور تیغ جہان تاب مہر عالمگیر
فروغ دودۂ آبا و رونق اسلاف — جہان حکمت و فرہنگ و دانش تدبیر

سحاب جود و سخا و جہان بذل کرم — سپہر دولت و اقبال و حشمت و توقیر
پڑھون وہ مدح حضوری مین مطلع رنگین — کہ جسکے رنگ سے ہو جائے رنگ گل تغیر

اگر ہے تجھسے مشابہ تو کچھ تری تصویر
ترے سوا نہین ممکن ترا عدیل و نظیر

ترا زمان عدالت ہے وہ نشاط افزا — کہ ہر خرابۂ دلمین ہے عیش کی تعمیر
ترے قدم سے وہ گلزار ہے ہر ایک ٹونک — کہ قریہ قریہ ہے ہم رنگ خطۂ کشمیر
تری نسق نے اٹھادی جہان سے رسم ستم — بجو پہ ناز کرین کیون نہ عاشق دلگیر
نگاہ تیز سے دیکھے جو سوختہ دل گان — تو شعلہ نکلے اوڑہے رنگ لعبت کشمیر
تری نہیب عدالت سے وہ ہو سرتاپا — نگاہ گرم سے دیکھے جو شمع کو گلگیر
کچھ ایسے سورۂ قہر و عتاب ہین کش — کہ موج آب ہے پای سرو مین زنجیر
وہ انتظام ترا ہے کہ شوخ چشمی پر — ملی ہے نرگس فتانکو دار کی تعذیر
ہنسے جو شور عنادل پہ گاہ غنچۂ گل — تو پاسے شاخ مین موج صبا بنے زنجیر
ترا نہیب سیاست وہ ہے کہ جو صیاد — عوض مین تیر کی ہاتو نین لی دل نخچیر
ستم کے نام سے ظالم بھی دور رہتے ہین — نہ آئے قوس کی خانہ مین ہو لکر بھی تیر
برائے خاطر مظلوم ہے ستم کی سزا — وگرنہ حلم سے تیرے گران نہین تقصیر
نسیم صبح طمانچہ جڑے رخ گل پر — چمن مین شور عنادل ہو گر بلحن نفیر
بجو تنکو زلف کے کوڑے لگائے از غضب — کسی پہ ناز و ادا کی اگر چلے شمشیر
فرو ہے وقت غضب یون تری نگاہ غیور — خجل ہو جرم سے جسطرح صاحب تقصیر
ترا زمان عدالت وہ ہے کہ ملتی ہے — نگاہ شوخ بتانکو حجاب کی تعذیر

جلے اگر پر پروانہ بزم مین سرِ مو ۔۔۔ تو حال شمع لگن رو تے روتی ہو تغیر
مجال کیا دلِ عاشق چرا سے وزدِ نگاہ ۔۔۔ کہ وزد شمع کو ملتی ہے دار کی تعذیر
ترے نسق سی جو مسدود ہے دل آزاری ۔۔۔ سیاہ ہے رخ زلفِ بتان بے تشہیر
تری نسیم کرم سے وہ آب یاری ہے ۔۔۔ کہ دشت کوہ ہین بو باس مین بہشت نظیر
عجب نہین ہے تر و تازگی عالم سے ۔۔۔ کھچے گلاب کی جا عطر مین گل تصویر
کبھی نہ کاغذ تصویر پر جمے نقشہ ۔۔۔ ق ۔۔۔ صفوفِ جنگ مرقعہ مین گر کرین تحریر
عدو تو کیا ہی کہ ٹہیرے ترے مقابل مین ۔۔۔ تری نگہ سے اوڑے رنگ پیکر تصویر
ذرا نہین تری تعمیل حکم سے فرصت ۔۔۔ کہ ایک پاؤ نسے گردش مین ہے سپہر مدیر
چڑہا سے چرخ پہ گردون ہر ایک ستارہ کو ۔۔۔ گر ایک دم کی ہو تعمیل حکم مین تاخیر
ترے حسود کا نام و نشان مٹا نیکو ۔۔۔ نگاہِ قہر تری ہے مگر تری شمشیر
عطا کئے تجھے خالق نے ہین وہ دس اوصاف ۔۔۔ نجوم سبعہ سموات جنکے عشر عشیر
سوا ئے ہمتِ عالی ہین اور کتنے وصف ۔۔۔ دلِ حلیم و مزاجِ رحیم و خلق کثیر
کفِ کریم و نگاہِ بلند و فہم رسا ۔۔۔ دماغ روشن و طبع سلیم و رائے منیر
نہال نکتہ مین کرتا ہے یون ترا خامہ ۔۔۔ کہ جیسے سفر سے بنتا ہی عشر خط عشیر
تری حضور مین بہر نثار لایا ہے ۔۔۔ ثنا طراز ظہیر فقیر و زار و حقیر
وہ لعل ہائے مضامین و گوہر معنی ۔۔۔ کہ بحر کا نہین ہی جسکا نہین عدیل و نظیر
تری ثنا کو ثنا گر ہی ہو تو ایسا ہو ۔۔۔ کہ تو ہی آصفِ دوران ظہیر وقت ظہیر
عجب نہین تری دریا دلی کی شہرت سے ۔۔۔ کہ بہر دی لعل و گہر سے دہان حرص فقیر
بس اب دعا پہ تری اختتام کرتا ہون ۔۔۔ کہ تا گرانیِ خاطر نہو شمار کثیر

زمین پہ تا ہو خدایا سپہر مینائی	سرِ سپہر ہون تا حکمران نجوم منیر

جہان مین تو رہے قایم بحشمت و اقبال
خداے جل و علی ہو ترا معین و نصیر

قصیدہ چہارم

قصیدہ در تہنیت تقریب سالگرہ حضرت بندگان عالی متعالی حضور پرنور رستم دستان افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ وخلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

وقت ہے وقت کہ اے خاطر اندوہ مآب	حجلۂ شاہد مقصد سے اوٹھا دے جلباب
یک نظر رخصتِ نظارہ تمنا بیحد	یک جہان شوق بیان و دولت صحبت کمیاب
تا کجا ضبط سخن مہر خموشی تا چند	خامشی اہل سخن کے لئے ہے سخت عذاب
اور کب تک رہین مستور عروس افکار	وقت آیا ہے کہ ہون باز طرب کے ابواب
بیحجابانہ ہو یکبار عروس مضمون	چہرۂ شاہد مقصد سی اولٹ جائے نقاب
فیض سے مبدع فیاض کی کھلجائی زبان	اور خلوت کدۂ دل سی سرک جائے حجاب
بالمشافہ ہون ادا دل کی زبانسے پیغام	بیحجابانہ ہون آپسمین سوال اور جواب
ہان دکھا طبع رسا جوہر قطرے اپنے	ہان لٹا بحر زبان گوہر نایاب شتاب

چہرہ پرداز ہوا سے خامۂ اعجاز نگار
کھینچ تصویر خیالی کو کی بدست شباب

ہمہ تن ناز و کرشمہ ہمہ شوخی و ادا
ہمہ اغماض و تغنز ہمگین خشم و عتاب

یار عاشق کش و بیباک و حسین و طرار
مست و مغرور و جفا پیشہ و شوخ و بیتاب

نہ اوسے پاس مروت نہ طبیعت مین لگاو
نہ ملائے وہ نگاہین نہ وہ دے موںہہ سے جواب

نہ عنایت نہ مروت نہ محبت نہ وفا
نہ اشارہ نہ تبسم نہ تکلم نہ خطاب

ناز و انداز سے ہو جلوہ نما وہ عیار
شوق دیدار مین ہون اہل نظارہ بیتاب

لا کے دکھلاؤن وہ اک شاہد رعنا سے خیال
کہ نہو جسکا مرقعہ مین حسینون کے جواب

ہون مین وہ شاعر شیرین سخن و نغز بیان
نہ غزل مین میرا ثانی نہ قصیدہ مین جواب

بزم مین نغمۂ دلکش ہے میرا سحر حلال
رزم مین چامہ مرا دفتر جنگ سہراب

لب دریا جو طبیعت کی روانی دکھلاؤن
ابہی پابوس کو آئین مرے موج و گرداب

کوہ پر جا کے سناؤن جو کلام رنگین
پانی پانی ہو ابہی شرم سے لعل خوش آب

صحن گلشن مین اگر نغمہ سرا ہون جا کر
ساتھ بلبل کے گلستان مین اوڑے رنگ گلاب

گر فسانہ میری شیرین سخنی کا چہڑ جائے
تخم حنظل بگس شہد کا بنجائے لعاب

مجھکو شایان ہے اگر دیجئے نظیری سے نظیر
مجھکو زیبا ہے ملے گرچہ ظہوری کا خطاب

مجھکو واجب ہے کرون جتنی ستائش اپنی
خود ستائی کے سوا کیا ہین خوشی کے اسباب

ہے سمندر کی طرح سوز نہانی میرا
آگ مین اپنی ہوا آپ ہون جل جلکے کباب

ہائے ناقدری ایام نحوست آثار
وائے ناسازی تدویر سپہر دولاب

ہو گئے دیتی ہے مجھے شعلہ بیانی میری
دے کے کہتا ہے مجھے کیسا میری قسمت نے جواب

ورنہ مین اور سر اسیمہ پہرون یون در در
اور اسطرح جہان مین میری مٹی ہو خراب

تو نے مارا مجھے اے ہمت جرأت فرسا
ہون بہت تنگ ترے ہاتھ سے اے خانہ خراب

حوصلہ چاہیے تھوڑا سا ہو خانہ نشین
چل مرے ساتھ بتاتا ہون تجھے راہ صواب

آجکل ملک دکن مین ہین فراہم یکسر
قدر دان سخن و اہل ہنر کے طلاب

وقت آیا ہے کہ ہو گرمی بازار سخن
قدر دان بیشتر و اہل سخن ہین کمیاب

سنکے یہ مژدۂ جان بخش مسرت انگیز
یاد آیا مجھے یہ مطلع برجستہ شتاب

وقت ہے وقت کہ ہین باز خوشی کے ابواب
خندۂ برق یہ ہے خندہ زنان موج شراب

مقدم باد بہاری سے جہان ہے سرسبز
باغ دنیا مین چمن زار ہے ہر نقش سراب

لہلہاتے ہین چمن سے شجر خشک نہال
نقش خاکستر صحرا ہے حباب و گرداب

قوت روح نباتی سے گل انگیز ہے خاک
سنگ سے جای شرار اوڑ کے چھٹتا ہے گلاب

جوش تفریح سے تاثیر ہوا سے ہے گمان
کہربا بال نکالے نہ کہین مرغ کباب

ہو گئے بالیدہ ابھی زلف بتان سے ہو دراز
دے اگر موج صبا گیسوے سنبل کو نہ تاب

خاک کے جسم مین ہے روح نباتی پر جوش
جوش مین نشو کے اطفال شگوفہ بیتاب

دیدۂ نرگس شہلا کی سوی تاک ہے تاک
ساغر لالۂ حمرا مین چھلکتی ہے شراب

کیا تعجب ہے کہ سرسبز ہوا شاخ گوزن
کیا تعجب ہے گل شمع اگر ہو شاداب

دود گلخن گہر افشان صفت ابر مطیر
بحر امواج نظر ریگ روان ہے سیلاب

کثرت لالۂ خودرو سے گلستان کہسار
آبیاری رطوبت سے بیابان شاداب

جھومتی پھرتی ہے مستانہ روش باد بہار
مستی عیش و مسرت کی نہ حد ہے نہ حساب

جوش روئیدگی سبزہ سے کچھہ دور نہین
خواب آور ہوا گر جسم یہ رخت کمخواب

شفقِ صبح سے گلرنگ ہے کیا ریشِ سپہر
زاہدِ خشک نے مہندی سے لگایا ہے خضاب

شورِ مرغانِ چمن زمزمۂ رقص و سرود
نغمۂ بربط و طنبور صدائے دولاب

کثرتِ عیش سے معمور ہے اکنافِ جہان
ہر طرف شادی و عشرت کے کھلے ہین ابواب

کس جوان بخت جوان سال کا ہے جشنِ جلوس
کہ نئے سر سے زمانیکو ملا عہدِ شباب

آج ہے سالگرہ اوس شہِ دریا دل کی
جسکی ہمت سے سمندر ہے کم از قطرۂ آب

نیرِ دولت و اقبال مہِ جاہ و جلال
رونقِ تاج و نگین زینتِ پشت و اصلاب

ظلِ حق شانِ خدا مشتریِ اہلِ کمال
شاہِ جم مرتبہ نواب ہمایون القاب

آبیارِ چمنِ دہر شہنشاہِ دکن
مایۂ نازشِ ایام بشارت اسباب

نائبِ ختمِ رسل حامیِ دین و اسلام
آصفِ عہد شہنشاہ سلیمان القاب

میر محبوب علیخانِ سکندر طالع
افتخارِ ابو الآبا و بطون و اصلاب

خسروِ ملکِ دکن یعنے خداوندِ نظام
گوہرِ تاجِ کیومرث و قباد و دارا ب

وہ جہاندار فلک رخش و ثریا دیہیم
وہ جہانگیر و جہان بخش و گہربار سحاب

خسرو و جم خدم و داورِ دارا دربان
عہد مین جسکے فراہم ہین خوشیکے اسباب

واہ کیا نام مبارک ہے جو لب تک آجاے
غنچۂ خاطرِ دلگیر ہو فوراً شاداب

واہ کیا نام گرامی ہے مسرت افزا
کثرتِ عیش و مسرت ہے الم ہے کمیاب

اوسکے دورانِ طرب خیز مین گم نام ہوا
بسکہ آرام کے برعکس ہے نامِ کمخواب

بسکہ اس دور مین ہے رسمِ سیاست مسدود
ہو کبھی دستِ ہوس سے نہ کشتہ سیماب

پیچ و تابِ دلِ عاشق کی سزا ملتی ہے
زلفِ شبگونکا خم و پیچ سے ہے حال خراب

اوسکے دشمن کو جو دلمین ہو خیالِ راحت
نہ رہے بسترِ مخمل مین ذرا نام کو خواب

خودکشون کے لئیے ہی بسکہ سزا ہے تشہیر — تو بس مرگ ہی ہوتے ہین شریرون پہ عذاب
اپنے انجام پہ خود شمع لگن ہے گریان — اور پروانہ جانباز کی مٹی ہے خراب
واہ کیا دور ہے کیا عدل ہے کیا نظم و نسق — نگہ ناز بتان کو ہے جفاؤن سے حجاب
شوخ چشمی سے ہوی نرگس شہلا بدنام — بے حجابی کے سبب دار پہ کھنچتا ہے گلاب
کیا عجب ہے کہ اگر راست ہو زلف سرکش — کیا عجب ہے نگہ مست اگر ہو تواب
مدح حاضر ہین لکھون مطلع روشن ایسا — کہ ہو مہر جہانتاب بھی اوس سے ہمتاب

وہ ترا عدل ہے ای داور فرخندہ خطاب
رحم بیکس پہ ہے ستمگار پہ ہے ظلم ثواب

دست فیاض کے آگے ترے قطرہ قلزم — سامنے قلزم ہمت کے ترے بحر سراب
دوستون کو ہے ختن زار ترا خلق عمیم — دشمنون کے لئیے پیکان ہے ترا ابر شہاب
روے نیکو پہ ترا اور وہ خوے نیکو — حسن صورت کا نہ ثانی ہے نہ سیرت کا جواب
بحر مواج ہے دل ہمت عالی قلزم — دست زرپاش ہے نیسان کف دُربار سحاب
حسن صورت سے ہے ترا حسن معانی کی نظیر — وصف ذاتی ہے ترا جوہر فطری کا جواب
قابض طبع روان ہے تری اوصاف کا حصر — بست خاطر کے لئیے فیض ترا ہے جلاب
ترے اوصاف جمیلہ کی ہے توصیف محال — نکتہ نکتہ ہے اگر باب تو ہر باب کتاب
کوہ کاہیدہ ہوا حلم گران سے ہے ترے — کف ہمت کی روانی سے ہوا بحر سراب
سوتے رہتے ہین ہمیشہ ترے دشمن کے نصیب — اور تابندہ و بیدار ہین بخت احباب
بحر و کان جب سے ہوئے وقف سخاوت تیرے — نگران ہے کف ہمت کو تری چشم حباب
تیغ قبضے مین تری اور تری تیغ مین دم — دل عاشق کیطرح جان عدو ہے بیتاب

نام دشمن کبھی ارحام مین پائے نہ قیام
تیغ بران ہے تری قاطعِ نسلِ اصلاب

دیکھہ لے آنکھہ سے گر دست درافشان تیرا
پانی پانی عرقِ شرم سے ہو جائے سحاب

وہ ترا زہد وہ تقویٰ ہے کہ کچھہ دور نہین
نشہ ہو جائے ہرن کھینچے ہی سر کہ ہو شراب

عمر سب صرف ہوئی اور نہ آیا ہم کو
تیرے اوصاف کی گنتی تری بخشش کا حساب

قطعہ

اک تماشا ہی مگر اشہب گلگون تیرا
باد صرصر ہی چھلاوہ ہی پری ہے کہ عقاب

سر عنقون سے دم جولان نہین جمتی ہی نگاہ
نگہہ ناز ہے یہ یا فرس برق شتاب

ہے ترے پیل سواریکی وہ مستانہ روش
جسطرح جھوم کے چلتا ہی کوئی مست شراب

اب دعاؤنپہ تری خاتمہ کرتا ہے ظہیر
اور ہے شان رحیمی سے امید ایجاب

سطح آب پہ ہو تا سطح غبرا تو بسیط
تارے ہے نور مہ و مہر کی افلاک پہ تاب

عمر و دولت سے زمانے مین برومند ہو تو
مدعی ہون ترے پامال خوشی ہون احباب

قصیدہ پنجم

در تہنیت تقریب شادی کتخدائی فرزند ارجمند اعلیٰ حضرت فلک رفعت حاتم ہمت نائب الریاست جناب معلی القاب افتخار الامرا فخر الملک صاحبزادہ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر فیروز جنگ دام اقبالہ و اجلالہ

ترانہ سنج مسرت ہے عندلیب قلم
بذوق شادیٔ فرزند سرور اعظم

صریرِ خامہ سے ایک نغمۂ مبارکباد فرازِ صفحہ کا غذ بساطِ بزمِ نغم

عجب طرب ہے کہ ہے باعثِ مسرتِ خلق عجب خوشی ہے کہ شادان ہے خاطرِ عالم

زبسکہ صیتِ طرب ہے نویدِ عالم گیر نوا کی تہنیہ پہونچی ہے تا بگوشِ اثم

عجب نہین ہے کہ رقصان ہو لولئی گردون عجب نہین ہے کہ ناہید چھیڑے صوتِ نغم

زہے نویدِ طرب سازِ محفلِ شادی می نشاط سے مسرور ہے دلِ عالم

شبِ برات ہے شب روز روزِ عید ضحیٰ عروسِ دہر کو ہے فکرِ زیبِ تن ہر دم

ہوا ہے از سرِ نو نوجوان جہانِ پیر یہ بزمِ عقد ہے بزمِ عروسیِ عالم

فلک نے ڈہونڈہ کی تقریب یہ نکالی ہے کہ تا جہان ہو دوبارہ شگفتہ و خرم

یہ بزم وہ ہے کہ جس سے جہان ہے بزمِ طرب فضاے دہر ہے رشکِ فزای باغِ ارم

ہوئی ہے اسلئے تقریب عقدِ زہرہ و ماہ کہ وا ہون عقدۂ دشوارِ مقصدِ عالم

ہوا ہے اسلئے یہ اتصالِ زہرہ و ماہ بنابنی مین رہے تا کہ ارتباط بہم

گلِ مراد سے گوندہا ہے حور نے سہرا پروکے رشتۂ جانکو بسوزنِ مریم

ہوا ہے بانیِ بزم ایک امیرِ بادل وہ کون وہ جو ہے دنیا مین افضل و اکرم

ضمانِ دولت و دین جم حشم عبداللہ جہانِ دانش و فرہنگ خان مہر خدم

وزیرِ نائب و نواب آسمان تمکین معین و مالک و مختار دولتِ اعظم

سہیل قدر و ارسطو منش فلاطون رای سپہر قدر ثریا لوا و مہر حشم

کریم باذل و فیاض منصف و عادل جہانِ جود و سپہر سخا سحابِ کرم

نصیر و ناصر و منصور و حاکم و عادل امیر و آمر عالی و افضل و اکرم

قمر جمال و سہی قامت و حسین و جمیل فلک جناب و ثریا علم نجوم خدم

ہنر پسند و ہنر پرور و ہنر آرا ہے / معین اہل کمال و ندیم اہل قلم
بہم ہے نائب و نواب میں وہ نسبت خاص / کہ جیسے رسم کتابت میں لفظ علم و علم
عزیز خاطر آبا و اشرف اجداد / سرور سینۂ حوا و نازش آدم
ظہیر مطلع تازہ کو ہی پڑھو ایسا / کہ ہم زبان ہو زبان سخنوران عجم

جو آبیاری چمن ہو تری نسیم کرم
در خوش آب پہ ہو خندہ زن نم شبنم

جو بات بات تری ہے نتیجہ حکمت / تو لفظ لفظ ترا ہے دلیل اہل حکم
خطا ہمیشہ تری طبع پاک سے منفک / صواب رای متین سے ترے سدا منضم
تری درستی تدبیر نسخۂ فطرت / صلاح کار ارسطو ترے غلام و خدم
تری نمود نمو درخ ریاض حدوث / ترا حدوث دلیل بہار باغ قدم
عقول اہل جہان ہو جو فی المثل نسخہ / تو اوس میں عقل تری ایک جزو ہو اعظم
گیا نہ دل سے کبھی پاس لطف و مہر و عطا / زبان خامہ پہ آیا کبھی نہ لفظ ستم
کشود عقدہ دشواریوں سے تجھے آسان / کہ جیسے پیش کریمان خفیف نقش درم
نہاں نکتہ میں کرتا ہے یوں ترا خامہ / کہ جیسے ایک کو کر دے ہزار صفر رقم
جو تو جہان کو لیا چاہے از رہ تدبیر / تو کار سیف کرے جا سے سیف تیرا قلم
تری وہ شہرت تہذیب ہے کہ سن سنکر / بنی ہیں ناصح کل مردم وحوش شیم
تری صلاے کرم سے وہ نطق سمع نواز / کہ پر ہے نعرہ کروبیان سے گوش اصم
وہ انتظام ترا ہے کہ بہر نظم جہان / تو ید امن و امان ہے ترا صریر قلم
ستمگروں کے لئے دور عدل میں تیرے / بشکل آرہ ہیں دندانہاے سین ستم

اوسیطرف کو زمانہ ہو تو جدہر پہر جاے — نزول رحمتِ حق ہے تری نگاہِ کرم
کہا جو محسن عالم سمجھے تو کچھ نہ کہا — کہ حصرِ فیض پہ ہے کسر شانِ اہلِ ہمم
سمائے یون ہین نظر مین تری قلم کے نکات — کہ جیسے دیدۂ عاشق مین غمزہ ہاے صنم
شمیم خلق مین تیرے وہ جانفزائی ہی — کہ مثل گل ہی ہر ایک دل شگفتہ و خرم
ترا زمان عدالت ہے وہ طرب مانوس — کہ محو ہے دلِ عشاق سی فسانۂ غم
نہین ہے نام کو ایذا کہین زمانہ مین — جو ہو تو ہو دلِ دشمن مین جاے درد والم
جہانکو عیش ملا دشمنو نکو رشک و حسد — لسانِ رحمتِ حق ہی تری صلاے کرم
کمان ابروے جانان ہی یا تری شمشیر — ہلال عید کہ محراب طاق بیتِ حرم
ترا ستارۂ اقبال خود ہے عالمگیر — نہ دست تیغ ہی درکار ہے نہ زورِ قلم
بری ہے زنگ خطا سے ترا ضمیر منیر — کہ جیسے تہمتِ عصیان سی دامنِ مریم
تری سحاب کرم سے جہان ہوا خورسند — قدم قدم سے ہویدا ہی فیض مین قدم
تری جو صیتِ عدالت ہو مصلح دوران — نوید سمع سے بہر جاے گوش خیر الحشم
غنی ہے فکر ثنا سنج سے تری شمشیر — کہ جسکے وصف مین مقطوع ہی زبانِ قلم

قطعہ

ستم ہے قہر ہے آفت ہی برق خاطف ہے — نہ صاعقہ ہے نہ شعلہ نہ ابروے پرخم
غرض کہ کچھ ہو مگر ایک قضای مبرم ہی — یہ تیغ ہے کہ کوئی اژدہاے آتشدم
طیور خستہ بآہنگ تو ہو نغمہ سراے — سر خامہ نوا سنج ہے بصوت النغم
بلطف خویش خدایا بحق عظمتِ خویش — بحق کرسی و عرش و بحق لوح و قلم
بحق سرور عالم شفیع روز جزا — بحق موسی عمران و عیسیِ مریم
جہانکے نام سی جبتک کہ ہو قیامِ جہان — فروغ روے جہان تا ہو نیر اعظم

رہے جہاں مین سلامت سدا مرا ممدوح
بعیش و عشرت و جاہ و جلال و عز و حشم

قصیدہ ششم

در تہنیت عید قربان فی المدح حضور فیض گنجور ملکہ دوران نوشابہ زمان دریا نوال مشتری خصال مہر سپہر عظمت و جلال اختر برج جہانداری و جہانبانی نیر کوکب بختیاری و کامرانی نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ فرمانروای ملک بہوپال ادام اللہ اقبالہا و ضاعف اجلالہا

خسروا آج ہے وہ روز خجستہ عنوان
ذابح چرخ کرے گاؤ زمین کو قربان

آج کا دن ہے وہ ایک شاہد زیبا طلعت
عید قربان کی تمنا ہے کہ خود ہو قربان

آج وہ دن ہے جہان مین کوئی غمناک نہین
کیا عجب ہے کہ بر آئین مرے کلکے ارمان

کیون نہ قربان ہون اسد نہ پہ حرم مین حاجی
خسروا عید ہے سو جانسے تجہپر قربان

حکم قربان کا شہا تیری زبان سے سنکر
ذبح ہونیکا ہا کفر کے دل مین ارمان

طوف کعبہ سے مشرف ہین حرم مین حاجی
آستان پر ہے تری طوف سپہر گردان

دست سنت مین شریعت کی ہے وہ تیز چہری
صورت گاؤ زمین ثور فلک ہے لرزان

سے ہے ترے وہ دین ہا ہر صفت عروس اسلام — کفر ہوتا ہے ذبیحہ کی عوض ہین قربان

وقت ہوپنچا ہے کہ اوٹھہ جائین دلو پردۂ نفس — بتکدہ مین لب ناقوس کرے شور اذان

حسن اسلام سے پتھرائین ہنود کی آنکھین — برہمن سے ہون ادا طوف حرم کی ارکان

اہل زنار کی جاری ہو زبان پر کلمہ — لائین توحید پہ رہبان کلیسا ایمان

وقت ہوپنچا ہے کہ کعبہ کی بڑی ہو تعظیم — وقت ہوپنچا ہے کہ اسلام بجو دہو نازان

لاکھہ طاعت کا ثواب اور تری ایک سخا — راست ہے راست کہ باذل حبیب یزدان

دست زرپاش ترا حج مین کفیل حجاج — ہمت جہد تری رکن رکین ارکان

تجھسے رونق ہے شریعت کو عبادت کو فروغ — تجھسے خوشنود خدا اور نبی سے شادان

مدح حاضر مین پڑہون مطلع رنگین ایسا — جسکو سنکر کہے اسنت گل نافرمان

شاہ کے عہد مین ہے جرم شکست پیمان
دست گلچین پہ ہے واجب زر گل کا تاوان

اے جہاندار جہان پرور کیوان تمکین — وے جہانبان کرم شیوہ و کسری ایوان

بانوے شاہ جہان رب سر بھوپال — خسرو مہر کلہ داور دارا دربان

شاہ جمجاہ گدا پرور درویش نواز — حامی شرع نبی ظل خداوند جہان

اختر برج سعادت در درج شوکت — بدر برج کرم و مہر سپہر احسان

حسن سیرت کی تری وصف ہین دنیا دنیا — شہرت یوسف صورت تری کنعان کنعان

وسعت خوان کرم ہے ترے عالم عالم — رائحہ لطف کی خوشبو ترے ریحان ریحان

دست زرپاش کی شہرت تری دریا دریا — بحر ہمت کی روانی تری طوفان طوفان

نکہت خلق تری موج نسیم گلزار — نزہت فیض تری روح شمیم بستان

شاخسار چمن فیض ہی گلشن گلشن
نوبہار گل امید سے دامان دامان

باغ عالم مین تری مین قدم سے شاہا
سبز و شاداب ہے گلزار تمنای جہان

قوت نامیہ سے ہے وہ شگوفہ کی نمود
دل دشمن مین گل داغ جگر ہین خندان

غنچۂ دل کی ہے کیا موج نسیم لب پر
نکہت گل کا گل شمع سی اٹھتا ہی دہوان

تاب کسکی تری دوران مین لکہو حرف ستم
تیز ہین بہر ستم سین ستم کی دندان

شاد ہون گر ترے اعدا تو خوشی سی مرجائین
انکو سامان طرب ہی ہون اجل کو سامان

نکہت باد بہاری ہو دم مار سیاہ
زہر افعی عرق گیسوے عنبر افشان

خسروا کیون ہون نہ مردود نگاہ والا
سیم کو ہے مرض برص طلا کو یرقان

نطق سے سحر بیا نونکی دہن مین باقی
نمک خوان فصاحت ہے تمہاری زبان

وصف شیرین سخنی مین تری ہر گز نہ کہلے
لب غنچہ مین عذوبت سی کچہ ایسے چسپان

گر تری دست کرم سے ہو سعادت اندوز
سبز ہو شاخ ثمر ور کی طرح شاخ کمان

منکر امر ترا دشمن نسل خود ہے
خشک ہو شاخ ہی پہولی جو گل نافرمان

تا توانو نکو وہ طاقت ہے حمایت سے تری
پشہ لنگ سے اٹکر نہ کبہی پیل دمان

برق خاطف ہے پئے خرمن ہستی عدو
ہے ثنا گر کی زبان یا تری تیغ بران

تن سے بیزار ہے اسطرح روان دشمن
تیر بیتاب ہو جسطرح بآغوش کمان

گر نسیم کرم شاہ ہو گلشن آراے
غنچہ سان ہو دل اعدا مین شگفتہ پیکان

خسروا تیری ثنا اور زبان مداح
آسکے میدان مین ہی گوی بہی ہے چوگان

ہان ثناسنج ہوا ہی خامہ بمدح نواب
تاکہ ثابت ہو الانسان عبید الاحسان

صدر جم مرتبہ نواب ارسطو تدبیر
میر ذی جاہ فلک قدر مشیر خاقان

معنیٔ آیۂ المنت علیکم نعمت
مطلع تر رخشان مہر سپہر عرفان

مدح حاضر ہین وہ اب مطلعِ پرتاب لکھون
آسمان جبہہ کرے گوہرِ انجم قربان

رشحۂ فیض ترا گر ہو کفیلِ نیسان
بارور دانۂ گوہر سے ہو شاخِ مرجان

حکم سنت ترا ناسخ قوانینِ ملل
حجت حق تری قطاع دلیل و برہان

قول فیصل ترا ابطالِ دلیلِ تکذیب
دعوتِ صدق تری رفع نزاعِ ادیان

نور باطن ترا گنجینۂ رمز مخفی
دلِ روشن ترا آئینۂ اسرار نہان

تری تحقیق نظر پردہ کشاے اوہام
تری تصدیق بیان چہرہ نمای ایقان

تری تردید دلایل کو ہے نفی اثبات
نفی اثبات تری ردِ ثبوتِ پنہان

حسن نیت پہ ہین شاہد تری حسنِ اعمال
عمل خیر سے ظاہر ہے ثبوتِ ایمان

عدل تیرا ہے وہ اطفاے شرورِ احرار
گل و نرگس کو نہین خوفِ جنون و یرقان

طبع صافی نے تری بحر کو گردین تشبیہ
موجۂ آب گہر سے ہو روان بحر روان

شعر کی بحر مین ہو جوشِ مضامین پیدا
نکتہ نکتہ ہو معانی کا تنورِ طوفان

طائر روح عدو کے لئے ہنگامِ جدال
تیر شاہینِ اجل بازو ترا زاغ کمان

عدل مین حلم و غضب کو تری یکسان پایا
وہ سبک سیر ہین جتنا یہ ثقالت مین گران

قبلۂ امن و امان ہے ترا بابِ عالی
ہین غریب الوطن اسکا ہو جو دلکے ارمان

سب ہے زمانہ تری ہیبت سے وہ اصلاح پذیر
دردمند و نکا دل زار ہین کرتے درمان

مرہم زخم جگر جنبشِ تیغ ابرو
مومیای دل خستہ شکن زلفِ بتان

ناروا ہے تری سطوت سے جو رسم بیداد
تیغ کی نام سے چلتی نہین شمشیر زبان

قطعہ

حسن نیت سے تری ہی وہ جہانمین برکت | قطرہ قطرہ مین ہو باران کی خواص نیسان
خوشۂ دانۂ گندم سے گہر ہون پیدا | مزرعۂ شور مین گر تخم فشان ہو دہقان
شاخ نسرین کیطرح شاخ قلم ہو سرسبز | شمع کا گل ہو برنگِ گل و ریحان خندان
بخل اور فیض مین جلتی ہین مزکی چوٹین | اسطرف کو تری ہمت ہے ادہر کو نیسان
دیکہین وہ کان کو بہر دے کہ یہ خالی کردے | وہ اگر قطرہ فشان ہے تو یہ گوہر افشان
آنکہہ اوٹہا کر نگۂ گرم سے گر تو دیکہے | رگ ہر سنگ طپان ہو صفتِ برق جہان

ق

شوخیان ہین تری توسن کی پری کی چہل بل | گردشون مین ہی نظر جست مین ہی برق جہان
آ کو جا دے نے غضب کی تو قضا کے ملنے | سر دشمن دم جولان او کی گوسے چوگان
اے دعا گوے کہین سال ظہیر خستہ | ختم کر مدح دعا پہ کہ نہین تاب بیان
یا الٰہی بجلالِ حرم و عظمتِ خویش | بشفیع دو جہان و بکتاب فرقان
تا ہون کعبہ کی زیارت سے مشرف حاجی | حاجیون سی ہون ادا طوف حرم کا ارکان
عید ہر سال مبارک ہو بجاہ و اقبال | اور سلامت رہی نواب عمیم الاحسان

خیر خواہون کو مبارک ہو سدا جشن جلوس
اور دشمن ہو ذبیحہ کے عوض مین قربان

قصیدۂ دوم

حسب الارشاد فیض بنیاد اعلیٰ حضرت قدر قدرت رستم دستان افلاطون زبان سپہ سالار المظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ

وخلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

بسا ہے عطر محبت مین گلفشان سہرا — بنی ہے نکہت گلہاے بوستان سہرا

کہلا ہے کیا تجہے نوشاہ نوجوان سہرا — ہوا ہے خود تری سر چڑہ کو شادمان سہرا

نکیون ہو غیرت پروین آسمان سہرا — کہ ماہتاب ہے رخ اور کہکشان سہرا

گل مراد دل و اختر سعادت کا — یہ تیرے سر پہ ہے اے آصفِ زمان سہرا

سپہر حسن ہے دولہہ تو مہر نور دولہن — بہم ہے ربط و محبت کا رازدان سہرا

جبین سے تا بقدم ہے تمام نور و ضیا — بنا ہے خود ہمہ تن حسن مہوشان سہرا

وہ کیون نہو گا شگفتہ یہ کیون نہ بالیدہ — کہ محو ناز ہے طرہ تو شادمان سہرا

بنا ہے طول امل ہے کہ رشتۂ اخلاص — مسیح و خضر کی یا عمر جاودان سہرا

کہلے ہین غنچۂ گل ان لکا و [?] بڑہ بڑہ کر — نگاہ بد کا ہوا ہے نگاہبان سہرا

کہلے ہی جاتی ہین گل غنچے مسکراتے ہین — یہ کچھ نشاط و طرب سے ہے شادمان سہرا

جہکا ہے شوق قدم بوس مین زمین کی طرف — مزاج شاہ کا ہے خود مزاجدان سہرا

جبین پہ خسرو ملک دکن کی باندہا ہے
بڑہی نہ کیون یہ خوشی سے زمان زمان سہرا

رکھے ہین مصحف و آئینہ شہ کے پیش نظر
حجاب روی دل آرا ہے درمیان سہرا

صفا سے رخ لب خندان صباحت عارض
بنا ہے ہو کے بہم حسن گلرخان سہرا

کھلے ہین سہرے مین عالم کے گوہر مقصود
کہ زرفشان ہے کف دست زرفشان سہرا

عجب نہین کہ مجھے موتیون تولے آج
بنی ہے لعل و گہر کی تری زبان سہرا

ہوا ہون کس شہ دریا نوال کا مداح
نگاہ مہر ہے جسکی گہرفشان سہرا

در خوش آب مضامین سے گوندہکر لایا
ترا ظہیر ثنا سنج خوش بیان سہرا

قصیدہ نہم

در تہنیت مہد جواہر نگار شاہزادہ کامگار فرزند دلبند بندگان عالی متعالی حضور نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر فرمان فرمائے ملک دکن حیدرآباد دام اقبالہ حسب فرمائش حضور والا

واہ کس شان سے کس دہوم سے آیا جہولا
ایک عالم مین ہوا شور ہے جہولا جہولا

خسروانہ وہ جلوس اور وہ تجمل وہ شکوہ
ہے نہ دیکھا نہ سنا آجتک ایسا جہولا

وہ شہانہ توزک اور فوج ظفر موج کی زیب
نظر دیدۂ انجم مین سمایا جہولا

روشنی کی وہ بہار اور وہ آرایشِ شہر — اوسنے پوچھے کوئی جس جس نے یہ دیکھا جھولا
باجے گاجے کی صدا چرخ برین تک پہونچی — واہ کس دہوم دہڑکے سے ہے نکالا جھولا
تھے سرِ راہ دو جانب شجرِ طور نصب — اور تھا صاعقہ مین رشکِ تجلی جھولا
وہ دمکتا وہ چمکتا وہ مرصع وہ نفیس — وہ نگارین وہ منقش وہ مطلا جھولا
قصرِ فردوس کو غرفون نے یہ حورین بولین — دیکھو دیکھو تو زرا جھانک کے وہ آیا جھولا
اک زمانہ کی نظر پڑتی ہے ماشاء اللہ — کیا ہی شہزادۂ عالم کا ہے پیارا جھولا
دیکھنا عظمت و توقیر زرا جھولے کی — فرق پر خسروِ انجم نے اوٹھایا جھولا
آج افلاک سے اونچا ہے وہ جھولا جسمین — نورِ چشمِ شہ والا کو جھولایا جھولا
جب سے شہزادہ کا آرام گہہ ناز ہوا — اپنے جامہ مین خوشی سے نہ سمایا جھولا
منزلِ قوس مین خورشید ہوا جلوہ فروز — فخر سے خسروِ دوار اسے جھولایا جھولا
فرق فرقدا سی یا تختِ سلیمان کہیے — چشمۂ مہر ہے یا عقد ثریا جھولا
ساتھ چلتے ہین حشمت و اقبال جلو مین اسکے — ساتھ اک دولت بیدار ہے لایا جھولا
آگے رقصان ہوئی محفل مین خوشی سے زہرا — نازنینانِ پریچہرہ نے گایا جھولا

ہے دعا حضرتِ سلطان کو مبارک ہو ظہیر
آج خالق نے یہ آنکھون نے دکھایا جھولا

قطعات تاریخ طبعزاد مصنف

قطعه تاریخ واقعه جانگاه شهادت نوزنگاه فرزند دلبند مصنف شهید خنجر تسلیم و رضا کشته زهر دغا اعنی سجاد میرزا

آن کشتهٔ زهر ستم دست جفا کار
سجاد جوان مرگ دریغا پسر من

چون رخت سفر بست ز دنیا طرف خلد
بر بست کمر را بشکست کمر من

پنهان ز نگاهم چو شد آن نور نگاهم
خود رفت و بخود برد ضیاے نظر من

حال دل مهجور ظهیر آه چه پرسی
او سوے جنان رفت و نشد همسفر من

تاریک جهان گشته ز بی نوری چشمم
شام شب تار است فروغ سحر من

حاصل نشد از بخت تمناے که دارم
اے کاش فتادی بهزارش گذر من

این کوه الم بسکه شکست است سر دل
تاریخ وفاتش شده داغ جگر من
سنه ۱۳۱۴ھ

قطعه تاریخ دیوان استاد شیخ محمد ابراهیم ذوق خاقانی هند

ہوا مطبوع جب دیوان استاد
بہار گلشن گلہاے معنی

ظہیر آئی نداے غیب مجھکو
کہ اے درد کش صہباے معنی

تامل کیا ہے لکھدے بے تامل
بیان ذوق ہے دریاے معنی
سنه ۱۲۷۹ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان بلبل ہندوستان فصیح الملک
نواب میرزا خانصاحب داغ دہلوی

زمانے کو مژدہ جہان کو نوید — کہ تابان ہوا ماہ تابانِ داغ
بہارِ مضامین رنگین نہ پوچھہ — شگفتہ ہین نسرین و ریحانِ داغ
عجب حسن پر ہی ریاضِ سخن — عجب جوش پر ہی گلستانِ داغ
فصاحت کا دریا ہوا موجزن — زہے بارشِ ابرِ فیضانِ داغ
بلاغت کی پوچھو تو کچھہ حد نہین — کہ مشکل سی مشکل ہی آسانِ داغ
اگر نکتہ نکتہ ہے بابِ سخن — تو گنج معانی ہی دیوانِ داغ
ثناے سخن مین ہی قاصر زبان — جہانتک ہی تحسین ہی شایانِ داغ
زہے پایگاہ کلام بلیغ — زہے عظمت و شوکت و شانِ داغ
مجھے فکر تاریخ کی تھی ظہیر — ہوئی رہنمو طبع درشانِ داغ

سر افگندہ انجم ہین افلاک پر
کہ طالع ہوا انجم دیوانِ داغ
۱۳۱۰ھ

قطعات تاریخ دیوان برادر مرحوم
سید شجاع الدین حسین معروف بہ امراو میرزا انور

میرے بھائیکا چھپا دیوان ظہیر — باغ انور آج پھر تازہ ہوا

از سر اندوه ہاتف نے کہا
داغ انور آج پھر تازہ ہوا
۱۸۹۹ء

دیگر

ہوا جب مشرق مطبع سے تاباں
کھلا پیش نظر گلزار معنی
مشام جانکو کرتی ہے معطر
کہاں ہیں اہل بینش آکے دیکھیں
ظہیر اسکی ہوئی جب فکر مجھکو

کلام نیر رخشان انور
ہوا مطبوع جب دیوان انور
عجب ہے نکہت بستان انور
تماشائے گل و ریحان انور
لکھوں تاریخ کیا شایان انور

سر جودت سے اوٹھا شور دیکھو
یہ تعمیہ نادر نسخہ دیوان انور
۱۳۱۶ھ

قطعہ دیگر

ہوا شایع عجب دیوان رنگین
نگارستان چین پر طعنہ زن ہے
گہر سنجان معنی آئین دیکھیں
نگاہ غور سے دیکھیں سخن رس
پیتین ہیں کہیں موتی کی لڑیاں
نمک انگیز ہے شور فصاحت

پہلا پہولا ہے کیا گلزار انور
بہار گلشن بےخار انور
سخن ہیں گرمئے بازار انور
کہاں ہے پایہ اشعار انور
مسلسل ہیں در شہوار انوار
زہے نظم ملاحت بار انور

بلاغت سے بہرا کوزے مین دریا	کہان تک سہل ہے دشوار انور
جدا گانہ سے خوبان جہان سے	ادائے شوخئ گفتار انور
ظہیر اسکی ہوئی جب فکر تاریخ	تو بول اوٹھی یہ خود گفتار انور

سر اعجاز سے تحریر کردو
عجائب گلشن اشعار انور
۱۳۱۶ھ

تمت بالخیر

قطعات تاریخ و تقاریظ طبع دیوان ہذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ دلپذیر فکر ارجمند آسمان پیوند نخلبند گلستان سخندانی نونہال گلشن شباب و جوانی مربع نشین چار بالش امارت و کامرانی سخن طراز جادو بیان سحر بیان معجز لسان نواب معلی القاب سید احتشام علیخان صاحب بہادر متخلص بہ جاوید شاگرد مصنف

وقت است کہ گل برفگند پردہ ز رخسار
ز انسان کہ ز فانوس چراغے بدر آید

قابل ستایش اوسکی ذات پاک ہے جس سے موزونی رباعی چہارگانہ برقرار ہے صفحۂ افراد عالم رنگ آمیزی قدرت سے صد تختۂ لالہ زار ہیچیدہ ہزار بحور خلق کو بندش صناعی آفرینش سے مرتب فرمایا تقطیع نہ آسمان کو باین رفعت بہر ردیف ارکان زمین کرد کہا یا سبحان اللہ کیا قادر مطلق حکیم برحق ہے جسکی حمد و ثنا مین اوصاف کا قافیہ تنگ و مرکب فکر لنگ ہے ع

خاموشی از ثناے تو حد ثناے تست

ولنعت حضرت سید المرسلین حبیب رب العالمین بہترین نتائج سخن و مذاق کام و دہن ہے

حبیب خدا اشرف انبیا ۔ کہ عرش مجید ش بود متکا

تخلیق عالم و عالمیان و آفرینش جہان و جہانیان اوسکے باعث ہوئی کالبد خاکی کو شرافت اشرف المخلوقات بمصداق ولقد کرمنا بنی آدم اوسکے انوار قدوم میمنت لزوم سے حاصل ہوئی اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و منقبت صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین باعث تر زبانی و رطب اللسانی ہے خلافت اونکی عظمت کی اولی نشانی ہے

درود ملک بر روان تو باد ۔ بر اصحاب و بر پیروان تو باد

ولہ رباعی سخنوران خوشنو سید احتشام علیخان جادو خلف الصدق نواب میر ابراہیم علیخان صاحب بہادر مرحوم از اکابر امرار بڑودہ ناظرین کامل فن و عاشقین شاہد سخن کو مژدہ رسان ہے کہ ہمین نظارہ گیان جمال عروس سخن اور کہان ہین مشاطگیان زلف دل آراے علم و فن آئین اور ملاحظہ فرمائین کہ آجکل

دیوان بلاغت نشان فصاحت عنوان سرآمد شعراے نو و کہن واقف نکات سخن صدر نشین بزم سخنوری اریکہ آراے نظم گستری واقف زبان ہمہ دان رشک میرزا و میر حضرت اوستادی سید ظہیر الدین حسین صاحب ظہیر یادگار وارشد تلامذہ شیخ محمد ابراہیم صاحب ذوق خاقانی ہند حلیہ طبع سے مزین ہو کر تازگی بخش دل عالم ہوا ہے ہر ایک کو بقدر لیاقت حصول لطف بے کیف و کم ہوا ہر مصرعہ فصاحت مشحون موزون قدان عالم کو شرماتا ہے جلوۂ رعنائی دکھاتا ہے ہر بیت جواب بیت ابروے چشم حاسدان کے لئے تیغ جنگجو بندش مین سلاست مضمون مین متانت زبان اور محاورے مین فصاحت نازک خیالی مین بلاغت آشکار ہے جسکی شمع آب و تاب پر جان سخنوران مثل پروانہ نثار ہے۔ نازک خیالی مین ثانی مومن خان شوکت الفاظ مین میرزا غالب سے ہمزبان لذت زبان و محاورات مین ہم مذاق ذوق اوستادان حال پر بہر نہج فوق سچ تو یہ ہے کلام ظہیر بے نظیر ہے اگر کسینے دیکھا ہو دکھا دے سنا ہو سنا دے دیوان کیا ہے علم سخن کا استاد شفیق ہے دلدادگان عروس سخن کا رفیق قادر الکلامی کلام سے ظاہر ہے حاجت اظہار نہین محتاج گفتار نہین۔ قطعہ تاریخ۔

کہد ہرین آئین مشتاق نظارہ
کلام با مذاق ثانی ذوق
سخن مین جو ہر لاثانی جہا نہین
چھپا دیوان اوسکا شکر صد شکر
لکھی جادو نے وہ دلچسپ تاریخ

جمال شاہد معنی عیان ہے
عذوبت بخش ہر کام و زبان ہے
وہ اوستاد ظہیر نکتہ دان ہے
کہ جسمین لطف مضمون و زبان ہے
تصدق جسپہ جان نکتہ دان ہے

سنایہ مژدۂ راحت رساں جب | کہ جسکا ہر سخنور مدح خواں ہے

دل بلبل سے نکلا یہ ترانہ
یہی گلشن بہار بیخزاں ہے
۱۳۱۶ھ

تقریظ نتیجۂ فکر رنگین خاتم سخنوری شاعر نازک خیال ادابند رنگین مقال منشی محمد رمضان علیصاحب اختر سہارنپوری پرائیویٹ سکرٹری نواب محمد شمس الدین علیخان صاحب بہادر رئیس اعظم اجمیر شاگرد مصنف

ظہیر آج دعوے ہے جنکو زباں کا
سخن اپنا اونکو سنایا تو ہوتا

خدا کو ثنا ہے سب منتہا محمد پہ درود ثنا محمد و آل پر صلوات اصحاب پہ سلام بارک اللہ سبحان اللہ میرے استاد کا دیوان زبان اردو کی جان۔ فصاحت کی کان۔ بلاغت کی شان۔ نئی بندش نئی زبان۔ نیا رنگ۔ نیا ڈھنگ۔ نئی اُمنگ۔ نئی ترنگ ہر شعر بے نظیر۔ ہر غزل دلپذیر۔ ہر کلمہ اپنے رنگ میں نرالا۔ ہر لفظ آتش کا پرکالہ ہر مصرعہ موزون قدوں کا شرمانے والا۔ ہر قطعہ اپنی قطع سے دوبالا۔ تشبیہات سے معرّا۔ تمثیلات سے مبرّا۔ نشست الفاظ محبوب۔ روزمرہ خوب خوش اسلوب ادابندی مرغوب۔ نازک خیالی مطلوب۔ معاملہ بہت خوب۔ بول چال شستہ

ورفتہ۔ نزاکت خیال شگفتہ۔ فصاحت الفاظ چہبیلی۔ بلاغت معانی نکیلی۔
کہین نالۂ عاشقانہ۔ کہین نعرۂ مستانہ۔ عجب آن بان۔ عجب شان ہے۔
جلوہ آرا ہے عالم ہونیوالا ہے۔ اللہ اللہ رے تمنا۔ اللہ اللہ رے آرزو۔
دلکا شوق۔ آنکھونکا ذوق۔ ایک مدت سے مشتاق ہوکر اپنے شوق دیدین دیدار
کا طلبگار تہا۔ المنۃ للہ اپنی مراد ولی کو پہونچا۔ حضرت ظہیر کی سحر بیانی۔ حضرت ظہیر
کی زباندانی۔ حضرت ظہیر کی رطب اللسانی۔ حضرت ظہیر کی نکتہ دانی۔ حضرت ظہیر
کی نازک خیالی۔ حضرت ظہیر کی خوش مقالی۔ حضرت ظہیر کی معاملہ بندی۔ حضرت
ظہیر کی خوش پسندی۔ اک زمانے مین مشہور ہے۔ جسکی شہرت دور دور ہے۔ کون
نہین جانتا۔ کون نہین مانتا۔ اوستاد مسلم الثبوت۔ بلبلِ ہندوستان کا ہمصفیر۔ فخر میرزا
و میر۔ ذوق و مومن کا ہم تقریر۔ اردوئے معلی کی تصویر۔ زبانِ دہلی کی توقیر۔ انہین
کے نام سے ہے۔ نازک خیال۔ خوش مقال۔ باکمال۔ صاف بول چال۔
ذوق و غالب کا ڈہنگ۔ قایم اور میر کا رنگ۔ نصیر اور سودا کا انداز۔ درد و سوز کا سوز و
گداز۔ انہین کا حصہ ہے۔ شوخی محاورہ سے ہمکنار۔ محاورہ شوخی پر نثار۔ چلبلاپن
بانکپن پہ قربان۔ بانکپن چلبلے پن پر نازان۔ فقرہ کنایہ کی جان۔ کنایہ فقرہ کی شان
استعارہ تشبیہ پر پائل۔ تشبیہ استعارہ پر بیدل۔ فصاحت بلاغت کے قابل۔ بلاغت
فصاحت کے قابل۔ ادا انداز کی بسمل۔ انداز ادا کا گہائل۔ ہر لفظ جام بادۂ سخن۔
ہر کلمہ طوطی شکرشکن۔ ہر شعر قمری باغ جنان۔ ہر قطعہ بلبل نوشین بیان۔ ہر مصرعہ
سرو روان۔ ہر بیت بیت ابروے مہوشان۔ صنعت ایہام ہر لفظ سے ہویدا۔
صنعت تضاد و تقابل مصرعہ مصرعہ سے پیدا۔ لف نشر مرتب ترتیب وار آشکار۔

ایجاز ترکیب پرترتیب الفاظ نثار - ماشاء اللہ کیون نہ ہو کیون نہ ایمان آسکے یہ اوس شاعر نازک خیال سخنور بیمثال سحربیان آتش زبان ظہوری ظہور نظیری نظیر فخر میرزا و میر ائمۃ الدولہ سید ظہیر الدین حسین ظہیر المعروف بہ نواب میرزا خانصاحب خلف الصدق حضرت صلاح الدولہ صبح رقم خان سید جلال الدین حیدر خان مرحوم اوستاد حضرت بادشاہ عرش آرامگاہ سراج الدین محمد ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی از ارشد تلامذہ شیخ محمد ابراہیم ذوق خاقانی ہند کا کلام ہے جسکی ایک عالم مین دہوم دہام ہے - آج کسکو مقابلہ کی تاب ہے - آج کون انکا جواب ہے - اگر ہین تو آپ اپنی نظیر ہین آپ اپنے ہم تحریر ہین - سبحان اللہ جنکے کلام بلاغت نظام پر آجتک اعتراض نہین ہوا گویا خدائے سخن کا کلام ہے - تمام دنیا مین نام ہے - یہ انہین کا کام ہے کہان ہین مشتاق سخن کہان ہین کاملین فن زرا ادہر تشریف لائین میرے اوستاد کے اچہوتے مصرعون سنکے تو یلی مضمونون نئی بندش نئی ترکیب نئی تالیف نئی تصنیف اور دلکش اشعار کو ملاحظہ فرمائین - اور پیارے پیارے جادو بہرے الفاظ گلزار ظہیری سے جنکر مشام جانکو تازہ کرین اور داد سخن کی دین تو یہ تو یہ مین اور تقریظ نگاری کا دعوی کرون - زبان سے ناآشنا شاعری سے بیخبر پریشان حال شکستہ بال ایسی لیاقت نہین قلم فرسائی کی قدرت نہین نثر لکہنے کی عادت نہین ایسے سخنور شیرین گفتار کی مین صفت کرون جرأت نہین ہان چند ٹوٹی پہوٹی سطرین پیش نظر کیجاتی ہین - گر قبول افتد زہے عز و شرف - آخری دعا بارگاہ صمدی مین یہ ہے کہ یا الٰہ العالمین اس گلشن ظہیر کو ہرا بہرا اور ترو تازہ رکہیو کہ ہم سب شاگرد بہائی اس باغ بیخزان سے پہل پہول مراد کے چنتے ہین - آمین ثم آمین -

قطعہ تاریخ

میرے اوستاد کا دیوان اول
گلستانِ مضامین کی پھبن ہے

پیارے لفظ ہین دلچسپ مضمون
زبان کی شوخیونین بانکپن ہے

ہر ایک مصرعہ ہے ہی برجستہ مصرعہ
غزل ہر اک رشکِ صد چمن ہے

دماغِ نظم عالی عرش پر ہے
زہے ترکیب کیا طرزِ سخن ہے

کنائے چٹکیان لیتے ہین دلمین
اشارونمین نرالا بانکپن ہے

بلاغت مین فصاحت ہے بلا کی
ادا بندی مین مومن کا چلن ہے

محقق اور پھر کیسا محقق
زباندانی مین یکتا ئے زمن ہے

تعالے اللہ مرا اُستادِ کامل
عجب معجز بیان ہے سحر فن ہے

اوسی دن سے مجھے تھی فکرِ تاریخ
ہوا یہ بحر جب سے موجزن ہے

ہوئی جب حد سے بیحد فکرِ تاریخ
کہا ہاتف نے کیون عزمِ محن ہے

ندا ہے یہ دلِ بلبل سے اختر
ظہیر دہلوی کا یہ چمن ہے
۱۳۱۴ھ

قطعہ تاریخ بطور تقریظ از نتائج طبع وقاد و ذہن نقاد کلیم طور سخندانی نظیری نظیر عرفی ثانی فارسیدان بلاغت فرماروائی اقلیم فصاحت محقق والا نظر سخن گستر سراپا جوہر اوستاد مسلم الثبوت سیدی سندی اعنی امیر مہدی صاحب مجروح از کاملین دہلی

سخن سنج یکتا جناب ظہیر
کہ ہے ذات اونکی کمالِ سخن

فصیح اللسان عدیم النظیر
فزایندۂ عز و شانِ سخن

دقایق کشا ہے وہ طبع سلیم
نہو کیونکہ ظاہر نہانِ سخن

وہ دیوان رنگین مین ہی ہر غزل
زمین جسکی ہے آسمانِ سخن

حُدی خوان ہے اونکی صریر قلم
ہوا اب امن مین کاروانِ سخن

نہین کلک سے ہے بلبل خوشنوا
ترنم سرا ہے بیانِ سخن

کرے طے نہ کیون عرصۂ نظم کو
وہ ہے اشہب خوش عنانِ سخن

عجب طرز بندش مین ہے دلکشی
اسیکو تو کہتے ہین جانِ سخن

اسی سے تو ہین صید معنی شکار
یہی ہے خدنگِ کمانِ سخن

نہ کیون قدر پائے جو ہر دم کہے
میرا سر ہے اور آستانِ سخن

یہی حال اسکا ہے وردِ زبان
یہی تو ہے گویا زبانِ سخن

بھلا کیا کوئی ہو سکے نقب زن
ہے طبع متین پاسبانِ سخن

یہ کثرت ہے معنی کے اشعار مین
بجا ہے جو کہئے جہانِ سخن

وہ گلہاے ایوان ہین اشعار مین
بہار جس سے ہے بوستانِ سخن

نہ کیون زور دکھلائے فکر متین
وہ ہے رستم ہفت خوانِ سخن

یہ دیوان ہوا طبع اسواسطے
کہ دیکھین اِسے قدردانِ سخن

وہ سرخوش ہون اس بادۂ ناب سے
کدہر ہین کدہر مے کشانِ سخن

پئے سال تاریخ مجروح نے
کہا ہے یہ گلستانِ سخن
١٣١٦ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ خامۂ سخنبند گلزار معانی طوطی شکرستان شیوا بیانی سرآمد شعرای ماضی و حال استاد ذی کمال سلطان الشعرا مقرب الخاقان استاد السلطان بلبل ہندوستان ناظم یار جنگ وزیر الدولہ فصیح الملک عالیجناب نواب مرزا خان صاحب بہادر داغ دہلوی یادگار استادی خاقانی ہند حضرت ذوق مرحوم و مغفور

ہوئی شہرت کلام خوش بیان کی ‏— سنی ہم نے تو یہ جا نفزا اب

لکھا ہے داغ نے یہ مصرع سال

ظہیر الدین کا دیوان چھپا اب

سنہ ۱۲۶۱ھ

قطعہ تاریخ نتیجۂ خامۂ شاعر نازک خیال نادر بےمثال رشک شعرائے ماضی و حال مصنف بوستان خیال سخنبند گلزار معانی حدیقہ سرا ریاض سخندانی اعنی حضرت خواجہ قمر الدین خان صاحب عرف خواجہ مرزا خان صاحب راقم تبیرہ حضرت مرزا اسد اللہ خان صاحب غالب مرحوم مغفور

بعد حمد خدا و نعت رسول ‏— قطعہ ‏— مدح گر ہوں جس ذات ظہیر

ذات وہ ذات ہے مکرم کی — ذات سے مبرہن صفاتِ ظہیر
سید پاک ذات آلِ نبی — ہے نجیب و شریف ذاتِ ظہیر
دہلی مولد ہے خاص حضرت کا — فخرِ عالم ہے کائناتِ ظہیر
حسن دیوان کی کیا لکھوں تعریف — جس کے ہر حرف میں نکاتِ ظہیر
کیسی شیرین زبان برتی ہے — کسقدر صاف ہیں لغاتِ ظہیر
صاف ہے صاف معنے مشکل — سہل سے سہل مشکلاتِ ظہیر
کہہ اوٹھینگے زبان سے اہلِ نظر — دیکھکر حسن کلیاتِ ظہیر
آفرین آفرین کلام ظریف — مرحبا مرحبا نکاتِ ظہیر
یہ وہ دیوان ہے مثل ماہ منیر — ہے درخشان یہ کائناتِ ظہیر
تا جہان ہے جہان میں دیوان — صفحۂ ہستی پہ ہے ثباتِ ظہیر

طبع دیوان کا سال لکھ راقم
کانِ زر کی ہے کلیاتِ ظہیر
١٨٩٩ء

ولہ

کیا چھپا ہے ظہیر کا دیوان — کھل گیا بزم کا ایاغ فیوض
ہر نظر کی یہ سیر کرنے کو — ہر سخن پہ کہیگا باغ فیوض
ارمغان ارمغان ہے اہلِ سخن — پہ بہ پہ ہے یہ بلاغ سخن

کہدو راقم کہ ہر نظر کے لئے
ہر گلگشت ہے یہ باغ سخن
١٨٩٩ء

قطعہ تاریخ بطور تقریظ از نتائج عرائس افکار نصیری ہمدانی ثانی ہندی نژاد اصفہانی عرفی زمانی شاہباز رعنائی خیال ہم آغوش عروس کمال مولانا محمد نجم الدین احمد صاحب از ارشد شاگردان مصنف

قطعۂ اول در صنعت توشیح

١	اے ظہیر طوطئ شیرین مقال	٣	جوہر ہستی و پنہانی ہنوز
١٠٠	قدر جوہر نیست اکنون در جہان	١	اے بجوہر لعل پیکانی ہنوز
٢٠٠	راست بازم من چرا مضطر شوم	٥٠	نظم و نثرت را کجا ثانی ہنوز
١	از بلاغت ہائے تو اندر جہان	٥	ہست زندہ نام خاقانی ہنوز
٦	واز فصاحتہا کہ داری در سخن	٥	ہست سعدی را پشیمانی ہنوز
١٠	از تماشائے جمال خویشتن	٩٠	صورت آئینہ حیرانی ہنوز
٢	پردہ ہا بر روئے خود افگندہ	٦٠٠	خویشتن را خود نمیدانی ہنوز
١٠٠	قول ما اے خواجہ ما نشنوی	١٠	یوسفی و خود بزندانی ہنوز
١	از سر یک مصرعہ یک حرف گیر	٦٠	ست فصلی است امکانی ہنوز
٢٠	گفت ثاقب سال دیوانت چنین		
٥٠	نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز (فصلی ١٣١٦ سنہ)		

قطعہ دیگر بطور تقریظ

رفت چو آذر ز دہر آمدہ اردی بہشت | رو بگریز آمدہ باد خزان ناگزیر

سبزهٔ خوابیده را نامیه در بر کشید — برگ خزان دیده شد تازه ز ابر مطیر

قطرهٔ شبنم بگل جلوهٔ اختر گرفت — آتش رخسار گل روکش مهر منیر

ذره ز بالا دهی سود با نجم کلاه — پایهٔ زمین را مگر سقف فلک شد حصیر

باز عروس چمن طرح نو انداخته — باز به بر در کشید رخت کتان و حریر

زمزمهٔ عندلیب آتش گل را فزود — طوطی شیرین زبان آئینه را کرد زیر

مهر بتاک عنب چیده ز کان لعل — از زر اصفر چکید بادهٔ خم غدیر

کاهکشان آمده طرهٔ دستار گل — غنچه بسر بسته را گشته کله از حریر

چشم بسودای چشم چشم ز نرگس گرفت — گل به تماشای گل چون زر گل شد زریر

شاه به بزم سخن آنکه در ره نهاد — دیدهٔ امید خلق گشت چو انجم بصیر

دیدهٔ یعقوب باد چشم هنر پیشگان — در مژه بر هم زدن آمده یوسف نظیر

ناز بخود نامه را از اثر فیض او — حرف غلط هم بخود از نظرش حرف گیر

جان فصاحت همین کان بلاغت همین — نظم بنظم اندرش هست چو شکر به شیر

گنج مضامین همین معدن معنی همین — از کرمش بهره یافت ساغر برنا و پیر

بسکه بهر نقطه اش نقطهٔ نیر خجل — بسکه بهر مرکزش کاهکشان هم حقیر

بسکه بهر نظم او نظم جهان در نظام — بسکه بهر صنعتش صنعت رب قدیر

بسکه بهر مصرعه اش مصرعهٔ طوبی فدا — بسکه بهر بیت او بیت مه نو اسیر

هست همه رشحهٔ کلک ظهوری ظهور — هست همه لمعهٔ طبع نظیری نظیر

آنکه بمیدان فن گوی ز عالم ربای — آنکه به بزم سخن صاحب تاج و سریر

مالک ملک سخن قادر اصناف فن — همسر سوز و بقا هم فن مرزا دبیر

مومن و غالب کجا نیر و طالب کجا ــ رفت کجا زین جہان جرأت و ذوق و نصیر
رفت کجا مصحفی ماند کجا میر و درد ــ ناسخ و آتش نماند ہم ز جہان شد اسیر
زد بجہان ہر یکے نوبتِ خود پنج روز ــ بست ہمہ رختہا سوے عدم زود و دیر
گرمیِ این آفتاب شعلہ بعالم فگند ــ بد بچراغان مگر روغنے از تفت و قیر
طبع کہ شد این کلام ہست سخنتین ازو ــ شعر ز بہروز ازل ہست ازو نفع گیر

تا قیب مجزون بنفت مادۂ سالِ او
نظم فدا شد مگر بر سرِ طبعِ ظہیر
۹۹۰
۹۰۰۲۹

قطعات تاریخ از افکارِ دُربار جانِ بلاغت کانِ فصاحت ناظم نظامی خیال شاعر بیمثال مولانا نادر علی صاحب برتر والا نظر یادگار رابطہ مرحوم حال شاگرد مصنف

چو شد جلوہ آرا کلام درخشان ــ سن این سال تاریخ زیبا نوشتم
خماسی سہ الفاظ نادر گرفتہ ــ بہ شش حروف از سر و پا نوشتم

بہ آئین نو چون رقم گشتہ برتر
رباعی ــ قصیدہ ــ غزلہا ــ نوشتم
۲۱۰ × ۱۰۵ ــ ۱۰۰۱ ــ ۱۳۱۶ھ

ولہ

شدہ چون طبعِ دیوانِ مرصع ــ پسند خلق شد نظمِ غریبش

[illegible]

بہار گلشنِ مضمون دلکش
سنہ ۱۸۹۹ء

وله

شکر صد شکر وہ چھپا دیوان
جسکے شایق تھے نکتہ دانِ زمن

نظم رنگین شگفتہ مضمون ہین
لہلہاتا ہوا ہے باغِ سخن

شاہدِ نظم کی وہ آرایش
جسپہ قربان ہی پہلے شب کی دولہن

آب و تاب ایسی دیکھکر جسکو
دیدۂ حاسدان بھی ہو روشن

داغ بلبل نے رشک سے کہا یا
گلِ معنی کا دیکھکر جو بن

گلِ مضمون چنے ہین آنکھو نسے
بھر گیا ہے نگاہ کا دامن

فکرِ تاریخ جب ہوئی ہر تر
داد ہاتف ندا بسمع من

لکھدے یہ مصرعہ تر و تازہ
آج دیکھی بہار باغِ سخن
سمت ۱۹۵۵

قطعہ تاریخ از نتائج افکار منشی بدایع نگار شیرین گفتار شاعر رنگین بیان منشی محمد ابراہیم خانصاحب رمز شاگرد سید نیاز احمد صاحب خرد در صنعت توشیح و صوری و اعداد ہر سنہ سمت و ہجری و عیسوی

۵	طرفہ دیوانِ ظہیر خوش بیان مطبوع شد	۴	دیدہ ہاے شایقین ہیں پسند ہم اہلِ خرد

۵۰	نکتۂ باریک دارد معنی ہر شعر او	۳	جودت طبع مصنف خود گواہی میدہد
۵	ہر کہ مے بیند کلامش از نگاہِ عاشقی	۴	در صفت ہر لفظ باشد شاہ خورشید خد
۳	چون برائے سال ایماکرد یا من آن محب		از خرد جستم پئے تاریخ طبع او مدد
۶	وا نمودم در زبانے ہر سہ تاریخ سنین	۱۰۰۰	غور و اندیشہ نکردم اندران بیجد و عد
۱۰	یادگاری را ہمین تحریر نقشِ محکم است	۳۰	کین پس من باعثِ نام و نشان من شود
۲۰۰	رمز گفتم معنوی و صوری و توشیح نیز		
۱	از مسیحی یکہزار و بیست صد و ہشت و نود		
	سنہ ۱۳۱۶ ہجری سمت ۱۹۵۵ بکرمی سنہ ۱۸۹۹ عیسوی		

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر وبیر عطارد نظیر منشی ہر پرشاد صاحب متخلص بہ شاد شاگرد حضرت رمز

کہے کیا کسے لکھنے گا اسکی صفت | ایسا دیوان آپ سے نے دیکھا بھی ہے

صفت عمدہ ہی نہین اسے شاد یہ
خوشنما و نادر و زیبا بھی ہے

سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند آسمان پیوند شاعر خوش مقال نازک خیال جناب راے کرپاشنکر صاحب المتخلص بہ حشم از احمد آباد دکن

سیر دنیا کی اسمین ہے واللہ | خوب دیکھا ہے اسکو ہے حشم

اسکی تاریخ کہد و از رہ دل
ہے کلام ظہیر جام جم
تعمیہ ۰ — سنہ ۱۳۱۶ ہجری

ولہ

اس نسخہ کو جب کہ مینے دیکھا | سمجھا ہے کلام مرد کامل

پوچھا کہ مصنف اسکا ہے کون
ہاتف نے کہا ظہیر عاقل
سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعات تاریخ از نتائج طبع گوہربار شاعر نغز گفتار شیرین زبان صاحب دیوان پنڈت سورج بہان صاحب سیکش نہٹالوی وارد حیدرآباد

یہ اوسی اوستاد کا دیوان ہے پیش نظر
ڈہنگ ہے ہر شعر مین ذوق و نصیر و درد کا
ناسخ و آتش جو ہوتے آج لیتے اس سے فیض
سوسن و غالب ہے ہرگز کم نہین اسکا کلام

مستند ہے شاعر وہ نہین آج جسکی شاعری
اوسکے سب مضمون نئے ہین بندشین ہین نئی نئی
داد دیتے اسکی میر و میرزا و مصحفی
ہے یہ اپنے وقت کا بیشک ظہوری انوری

مصرع تاریخ بہی نکلا ہی سیکش کیا فصیح
خوب ہے زیبا ہے دیوان ظہیر دہلوی
۱۸۹۹ء

ولہ

حباب گشتہ چو این حدیقۂ نظمم | ہر گلے راشدہ بقا حاصل

گفت ہاتف کہ ہان بگوش کش
باغ امید آرزوے دل
سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ از نتایج افکار گہربار شاعر لاجواب عالیجناب سید اظہر علی صاحب اظہر رئیس اعظم قصبہ سہسوان مقیم بڑودہ شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب

دیوان ہوا مرتب اوسکا | جو ہے فن شاعری مین کامل
یعنے وہ ظہیر نکتہ پیدا | جسکے کہ ہو مہ ہین سارے قائل

تاریخ لکھی یہ مینے اظہر
ہے بے مثل کلام راحت دل
سنہ ۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ فارسی

ولہ

چو گشت طبع کلام ظہیر سحر بیان | بگوش جان در معنی نمودم آویزہ

ندا ے غیب بگوشم رسید از پے سال
کلام شاعر والا صفات پاکیزہ
سنہ ۱۳۱۶

ولہ

نازک خیالات ظہیر دہلوی

۱۸۹۹ء

قطعہ تاریخ از نتایج افکار گوہر بار عالم باعمل شاعر بے بدل واقف رموز فروع و اصول کاشف دقایق معقول و منقول مولانا عبد الغفار خانصاحب متخلص بہ تسلیم ملازم دربار ٹونک

ہوا طبع زیبا کلام ظہیر	جسے لوگ کہتے ہین روشن ضمیر
مثال و معنی اور حسن تشبیہ مین	کلام مبین اوسکا ہے بے نظیر
سنہ و سال مین فکر ہے ای سلیم	رہے تا کہ یہ یاد برنا و پیر

ندا آئی یہ ہاتف غیب سے

عجب بے بہا ہے کلام ظہیر

۱۳۱۶ ہجری

قطعہ تاریخ بطرز تقریظ طبع گہربار شاعر شوخ طبع شیرین گفتار اسم با مسمی متخلص بہ عاشق زار نوباوۂ گلزار خوش بیانی و سادہ آرای مسند کامرانی نونہال گلشن نوجوانی نواب محمد شمس الدین علیخان صاحب بہادر از اعظم روسار اجمیر تلمیذ مصنف سابق شاگرد حضرت داغ

تعالی اللہ یہ ہے بیچون سبحان	کہ خلاق دل و کام و دہن ہے

اور اوسکے بعد لغت پاک اوسکی — کہ محبوب خدائے ذوالمنن ہے
بنام عجب فرحت دہ روح — بہار عجزان باغ سخن ہے
کہان ہین اہل بینش آکے دیکھین — کہ دیدار عروسان سخن ہے
ہوا مطبوع یہ دیوان کس کا — کہ شہرت ہندسے تا دکن ہے
نئے انداز ہین مضمون نرالے — انوکہا ڈہنگ ہے بانکا سخن ہے
نئی بندش نئی ترکیب ہر جا — نئے انداز مین طرز کہن سے ہے
مضامین در مضامین رمز در رمز — گل اندر گل چمن اندر چمن ہے
معانی در معانی بات مین بات — طراوش گر سخن اندر سخن ہے
فصاحت سے ٹپکتی ہے عذوبت — حلاوت بخش ہر کام و دہن ہے
فدا نازک خیالی پر نزاکت — ادا بندی مین سو معشوق پن ہے
اگر ہے حسن و الفت کا کہین ذکر — گل و بلبل کو رشک ہر سخن ہے
اگر ہجر و جدائی کا ہے مذکور — سراپا رنج و اندوہ و محن ہے
اگر پڑتا ہے رنگ عارفانہ — تو عرفان مین وہ معروف زمن ہے
اگر رندی پہ ہے میلان خاطر — تو پر لے درجہ کا رندانہ پن ہے
بجا ہے جسکی اوستادی کا ڈنکا — اوسی معجز بیان کا یہ سخن ہے
ظہیر دہلوی کہتے ہین جسکو — وحید عصر ہے فخر زمن ہے
اسے کہتے ہین اردوئے معلی — زباندانی انہین لوگونکا فن ہے
یہی اردو کے ہین بانی مبانی — جہان مین مستند انکا سخن ہے
زبان بہی اور پہر اوس شخص کی جو — سر آرائے اقلیم سخن ہے

جو سچ پوچھو تو اس قابل کہاں ہون / لکھون تاریخ کیا میرا دہن ہے
ندا یہ غیب سے آتی ہے عاشق / کہ بحر فکر مین کیون غوطہ زن ہے
قلم کر کے سر بستان کو لکھدے / ہوا زیبا گلستانِ سخن ہے
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از فکر رسا طبع آسمان پیما شاعر خوش بیان بلبل رنگین الحان جناب مولوی محمود علی صاحب محمود اجمیری شاگرد حضرت تسلیم مرحوم کولوی

اندنون سے بے طور تھا اسلوب دل / ہاتھ آتا ہی نہ تھا محبوب دل
چھپ گیا دیوان مولانا ظہیر / بیٹھے بیٹھے ملگیا مطلوب دل
چھوڑکر دیوان سب محمود بس / اسکو سمجھے اب کیا مرغوب دل
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ طبعزاد طفل دبستان سخندانی نوباوہ گلزار خوش بیانی سید اقبال حسین متخلص بہ مقبل نبیرہ مصنف

میرے نانا جان کا ہے دیوان چھپا / ہوا آج روشن ہے نام ظہیر
زمانے مین شہرت ہے خورشید وار / نہ ہے عزت و احترام ظہیر
فصاحت بلاغت ہے اونی کنیز / مضامین ہین کمتر غلام ظہیر
جو عنقا صفت ہین بلندی گرا / وہ ہین صید مضمون بدام ظہیر
ہوئی مجکو جب فکر تاریخ سال / ندا آئی اے مست جام ظہیر

گرا کر سر اوج مقبل لکھو
ہوا طبع اب یہ کلام ظہیر
۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند طبع ارجمند شاعر نغز گفتار جادو نگار
منشی کالیچرن صاحب انگلس کلرک متخلص بہ ہوش تلمیذ مصنف

پوچھا دیوان مولانا ظہیر — پڑھ رہے تھے جسکے لالی واہ واہ
ایک ہین یہ خوبیٔ بندش نہین — سبکے دیوان دیکھہ ڈالی واہ واہ
بول اوٹھے اشعار شاعر دیکھکر — خوب ہی سانچے مین ڈہالی واہ واہ
ہوش ہان زیبا ہے اوستادی اوسے — واہ کیا مضمون نکالے واہ واہ
طبع کی تاریخ تم بہی یون لکھو — ہوش ہین مضمون نرالی واہ واہ
۱۳۱۶ھ

قطعات تاریخ طبع از مصنف دیوان

ہوا مطبوع جو دیوان گمنام — فغان دل شکن ہے یہ ہی کہدو
اگر پوچھے مصنف کا کوئی نام — ظہیر خستہ تن ہے یہ ہی کہدو
جسے کہتے ہین اب اوجڑا ہوا دیس — وہی اسکا وطن ہے یہ ہی کہدو
اگر پرسان ہو کوئی نام دیوان — گلستان سخن ہے یہ ہی کہدو
۱۳۱۶ھ

قطعۂ دیگر

دیکھا یہ کلام جسنے تو لا — واضح ہے کیا ہے خوب موضوع
حاجت نہین طبع کی کہے یہ — دیوان ظہیر آپ مطبوع
۱۳۱۶ھ

قطعۂ دیگر

مطبوع ہوا ہے کب یہ دیوان — جب ختم ہوا زمانۂ شیب

احباب سے نے کی جو فکر تاریخ | آئی یہ ندا سے ہاتف غیب
کیون فکر ہے کہدو بے تامل | دیوان ظہیر کا ہے بے عیب
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر رسا شاعر نازک خیال شیرین مقال حافظ محمد نور الدین صاحب متخلص بہ نور شاگرد صاحبزادہ احمد سعید خان صاحب طالب نصفا عاشق شاگرد مصنف

ہوا آج مطبوع ہے اوسکا دیوان | کہ رنگ چمن جسکا رشک چمن ہے
مرادین بر آئین سنا جب یہ مژدہ | چھپا تیرے اوستاد کا اب سخن ہے
مچی دہوم جسکی ہے اہل جہانمین | فصاحت بلاغت کا وہ یہ چمن ہے
گدہر ہین نظر باز گلہاے معنی | اسے آکے دیکھین وہ یہ ہی چمن ہے
خوشی سے یہ کہتے ہین اہل جہان سب | یہ دیوان کیا ہے کہ اک نور تن ہے
یہ کہتے ہین حالی و داغ سخنور | جدا گانہ سب سے یہ طرز سخن ہے
یہ ہے پیرو ذوق و ممنون و غالب | کہ مومن کی تقلید اسکا چلن ہے
روش اسکی وہ ہے کہ کہتی ہے سب خلق | انوکہی ہے بندش نرالا سخن ہے
غزل مین جو دیکھو تو ویسی ادائین | رباعی قصیدہ مین اک بانکپن ہے
رباعی قصیدہ مخمس مسدس | جسے دیکھئے وہ کٹھن سے کٹھن ہے
لکھون اور کیا اوسکی توصیف اب مین | زبان میری کیا ہے مرا کیا سخن ہے
دہنی ہے وہ ہی یہ ظہیر سخن ور | کہ جسکا ہمیشہ سے دہلی وطن ہے
خدا اسکو زندہ بہت روز رکھے | یہی ایک شاعر وحید زمن ہے
ہوئی مجھکو جب فکر تاریخ دیوان | کہا عقل نے کیون اسیر محن ہے
[illegible] | تاریخ اسکی [illegible] ہے

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر شیرین زبان رنگین بیان صاحبزادہ محمد عبد الغفار خانصاحب متخلص بہ واقف شاگرد صاحبزادہ احمد سعید خانصاحب عاشق شاگرد مصنف

ہوا ہا ہے مطبوع دیوان وہ
سخن کی ذرا دیکھنا شوخیان
کیا اہل عالم نے اسکو پسند
ہوئی فکر جب مجھکو تاریخ کی
مرے دل نے واقف اسی حال مین

نہین آج دنیا مین جسکی نظیر
کہ ہر شعر ہے ایک شوخ و شریر
سخن اسکا کیونکر نہو دل پذیر
تو ذہن رسا یون ہوا دستگیر
کہا مجھسے یہ حسن کلام ظہیر
۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر بلند صاحب طبع ارجمند میر عالم خانصاحب متخلص بہ نور شاگرد مصنف

نسبت نہین ہے انکو کسیکے کلام کو
جسکا نظیر ہند مین اب دوسرا نہین
اے نور خدا کا شکر ہے اسکا چھپا کلام

دیکھے جو شعر غور سے حضرت ظہیر کے
اشعار بے نظیر ہین اوس بینظیر کے
جسکے سخن مین رنگ ہین مرزا و میر کے

نکلینگے یکہزار و سہ صد اور شانزدہ
اعداد گر ملاؤ کلام ظہیر کے
تعمیہ ۸۰ ۱۲۳۷ ۱۳۱۶ھ

تمت بالخیر